فبشر عبادِ الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ

میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دو جو بات سن کر بہتر کی پیروی کرتے ہیں

مقالاتِ مرضیہ

المعروف بہ

ملفوظاتِ مہریہ

یعنی حضرت عالمِ ربانی عارف لاثانی سیدنا و مولانا

قبلہ عالم خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ حسنی گیلانی کے ملفوظاتِ مبارکہ

بایماء

حضرت سیدنا پیر غلام محی الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی

باہتمام

جناب صاحبزادہ غلام معین الدین شاہ صاحب سلمہ

Marfat.com

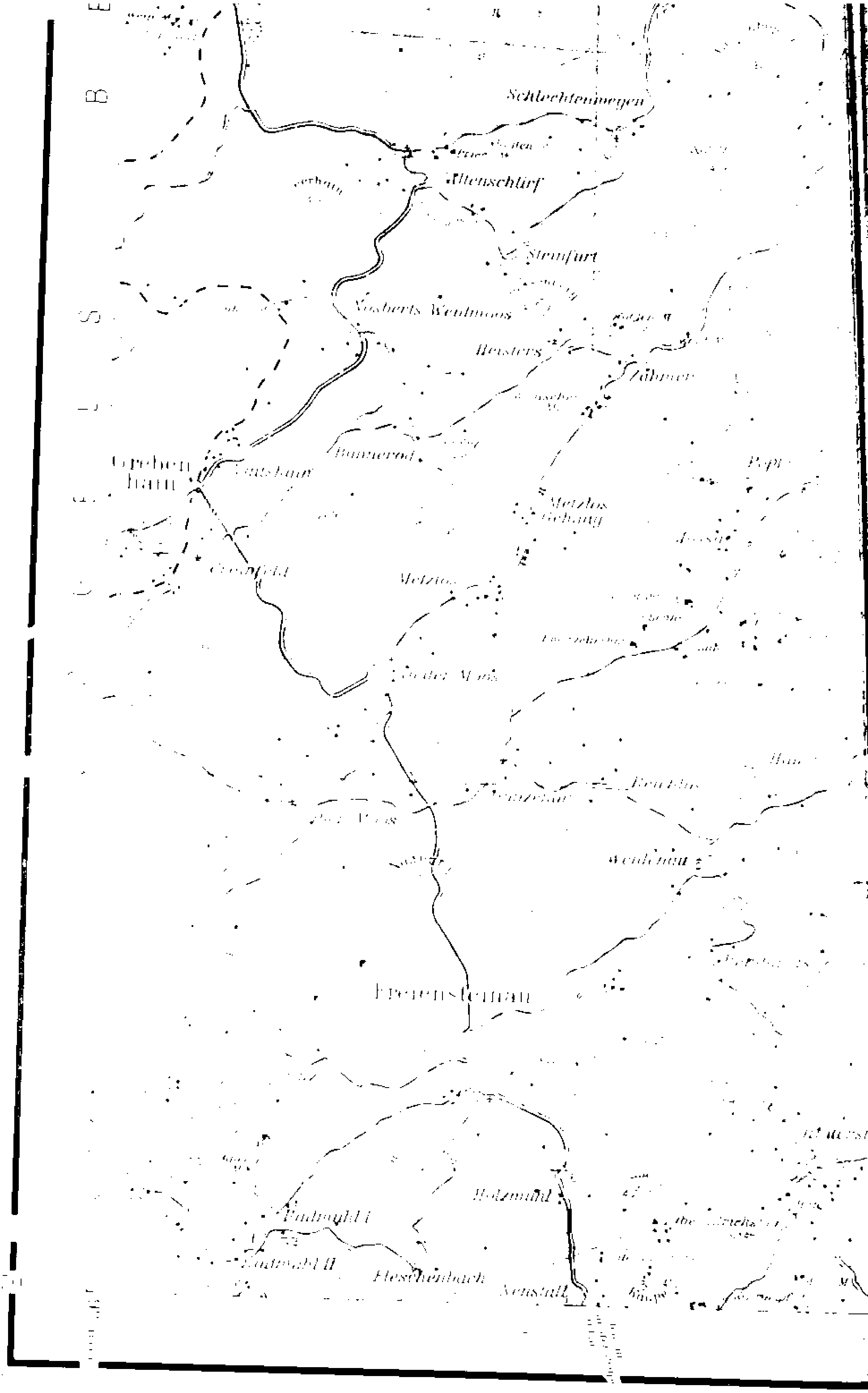

Herausgeber Ausgabe 1-DMG 1985

Bearbeiter

Grundlage Blatt Nr. C 5522 Fulda
Ausgabe 1985

Randbearbeitung: DMG Muster M648 – Ausgabe 1-DMG 1985 –

Vervielfältigungen jeder Art sind untersagt

Fortführungsstand:

B Berichtigung
N Nachträge
EN Einzelne Nachträge

ت ص
218

مقالاتِ مرضیہ

المعروف بہ

ملفوظاتِ مہریہ

Marfat.com

فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ
میرے ان بندوں کو خوش خبری سنا دو جو بات سن کر بہتر کی پیروی کرتے ہیں

مقالاتِ مرضیہ

المعروف بہ

ملفوظاتِ مہریہ

یعنی حضرت عالم ربانی عارف لاثانی سیدنا و مولانا

قبلہ عالم خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ حسنی گیلانی کے ملفوظاتِ مبارکہ

بایماء

حضرت سیدنا پیر غلام محی الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی

باھتمام

جناب صاحبزادہ غلام معین الدین شاہ صاحب سلمہ

Marfat.com

53177

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

بار ——— دوم

تعداد ——— دو ہزار

مقام اشاعت ——— گولڑہ شریف، ضلع راولپنڈی

مطبع ——— نور آرٹ پریس راولپنڈی

ناشر ——— قاضی محمد نور عالم

صفر المظفر سنہ ۱۳۸۵ھ مطابق جون سنہ ۱۹۶۵ء

قیمت تین روپے

Marfat.com

فہرست مضامین

نمبر ملفوظ	مضامین	نمبر صفحہ
	تعارف	۱
۱	ارباب وحدۃ الوجود کے نزدیک حقیقت عالم کی تشریح	۵
۲	ظہور وبطون کا بیان جعل بسیط ومؤلف کی تشریح نیز اعیان خارجیہ کی خلقت کے چار طریقوں کا بیان	۹
۳	حضرت شیخ اکبرؓ کی عبارت اوجد الاشیاء وھو عینھا کے بارے میں وہم کا ازالہ	۱۲
"	حضرت شیخ اکبرؓ اور شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدینؒ سہروردی کی ملاقات اور ایک دوسرے کے بارے میں نظریہ شیخ اکبرؓ کی شانِ عفو اور کمال کشف	
"	شیخ اکبرؓ حضرت غوث الاعظمؓ کے حکماً فرزند ہیں عجیب واقعہ	
"	سیدنا غوث الاعظمؓ کی شانِ صداقت۔ بچپن کا حیرت انگیز واقعہ	
"	حضرت شیخ سعدیؒ اور سیدنا غوث الاعظم۔ شیخ الشیوخ کے حق میں سیدنا غوث الاعظمؓ کی دُعا اور شفقت۔	
۴	حضرت جنید بغدادی اور حضرت محبوب الٰہیؒ کے واقعات نیز جریان قلب کی حقیقت	۱۶
۵	ذات بحت اور اسم اللہ کے متعلق چند اہم نکات	۱۷
۶	وحدۃ الوجود امر خیالی نہیں بلکہ محقق ومثبت ہے	۱۸
۷	حضرت شیخ اکبرؓ پر تعذیب کفار کے بارے میں اعتراض کا جواب	۱۸
"	شہر قصور میں نقشبندی حضرات کی طرف سے چند سوالات بابت وحدۃ الوجود اور حضرت قبلہ عالمؒ کی طرف سے مسکت جوابات العلم حجاب اکبر کی تشریح	
"	حضرت اعلیٰ تونسویؒ کی خدمت میں نقشبندی بزرگ کا سوال اور آپ کا جواب	

Marfat.com

نمبر ملفوظ	مضامین	صفحہ
۸	تحقیق مذہب وجودیہ وشہودیہ۔ حضرت شاہ ولی اللہ کے مکتوب مدنی کی تقریر وتشریح	۲۱
"	ایک تارک الصلوٰۃ درویش کا واقعہ اور اتباع نبوی کی اہمیت کا بیان	
"	" مولوی صاحب جام پوری سے وحدۃ الوجود کے بارے میں مسکت سوال اور حقائق الاشیاء کا اثبات۔	
۹	حضرت سمنانیؒ کے شاگرد اور علامہ قاشانی کا واقعہ۔ تنزیہہ اور تشبیہ کے بارے میں مسلک حق۔ تشبیہ وتنزیہہ کے متعلق حضرت قبلہ عالمؒ کے دو اہم مکتوب۔	۲۵
۱۰	خلاصہ ولب لباب مضمون توحید و فرق میان وحدۃ الوجود و وحدۃ الشہود۔	۲۸
"	ایک عرب صاحب مدعی علم و فضل سے دلچسپ علمی گفتگو۔	
"	حضرت شیخ اکبرؒ کے علو مرتبت کا بیان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حضرت شیخ پر انعام۔	
۱۱	ضروریات دنیوی کے لئے اہل اقتدار کی خوشامد مشرب فقر کے نامناسب ہے نیز ایک دلچسپ واقعہ کا بیان۔	۳۴
۱۲	ایک طالب علم کو شرف بیعت سے نوازنا اور نصائح فرمانا۔ نیز عیب جوئی سے بچنے کی ہدایت۔	۳۵
۱۳	اخروٹ کی مثال دے کر ذات حق میں اسماء و صفات کے اندماج کا بیان	۳۶
۱۴	ہفت سالگی کا واقعہ۔ ایک عجیب و غریب خواب۔	۳۷
۱۵	صور علمیہ اور وجود انبساطی کا بیان۔	۳۸
"	اقسام خیال و مراتب کینونت اور تمثل جبرائیل کا بیان۔	
"	علی گڑھ کے دوران تعلیم کا ایک واقعہ۔	
"	حضور اعلیٰ تونسوی سے دو فارسی اشعار کی تشریح	
"	غیر مقلدین پر ایک لاینحل سوال نیز قصیدہ غوثیہ کے متعلق تحقیق۔	

Marfat.com

نمبر ملفوظ	مضامین	صفحہ
″	میاں صاحب کلیام شریف کا واقعہ سلسلہ عالیہ چشتیہ کی خصوصیات کا بیان۔	
″	سماع بامزامیر کے متعلق آپ کا نظریہ ۔	
۱۶	قصور میں غیر مقلدین سے مسئلہ وجوب جمعہ فی القرٰے پر مباحثہ کا مفصل تذکرہ۔	۴۵
۱۷	وجودیہ و شہودیہ کے اختلافات کا خلاصہ (چار اہم امور کی تحقیق۔	۴۹
۱۸	عقیدہ توحید کے تین مراتب۔ حضرت شیخ اکبرؓ کے چند کلمات کی تشریح اور ان کی شان اتباع کا بیان	۵۳
۱۹	حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ اور حضرت ابن فارض مکیؒ کا واقعہ	۵۴
۲۰	فقراء سلف کی شان کا بیان۔ حضرت میاں میرؒ صاحب لاہوری کا قصہ	۵۶
۲۱	ایک مدعی عشق سے دلچسپ گفتگو۔ نیز مجنوں کا ایک اثر آفرین واقعہ	۵۷
″	صاحب قسمت و بے نصیب کا بیان ۔	
۲۲	حضرت قبلہ عالمؒ کی غریب پروری کی شان۔	۵۸
۲۳	حضرات چشتیہ و نقشبندیہ کے مابین وقت مغرب میں اختلاف اور حضور اعلیٰ کا ارشاد	۵۹
″	متقدمین حضرات نماز کو اول وقت میں ادا فرماتے تھے ۔	
″	خواجہ حسن نظامی صاحبؒ کو ایک نصیحت، حضرت مجدد رضی اللہ کی عقیدت دربار غریب نواز سے	
۲۴	تمام عالم میں اسماء کا ظہور ہے۔ واقعات کونیہ کے ظہور سے پہلے حضرت اسماء میں تنازع ہونا	۶۱
″	واقعات کونیہ کو قبل از وقوع جاننے والے چند اشخاص کے دلچسپ واقعات	
″	چار اہم کتابیں جن کے پڑھنے سے علم کامل حاصل ہوتا ہے، علاقہ سون کے ایک مجذوب کا واقعہ ۔	
۲۵	حضرت شیخ اکبرؒ کا عالم سرور میں شیخ صدرالدین قونویؒ کو تجلی دائمی ابدی عطا فرمانا۔	۶۴
″	شیخ صدرالدینؒ اور حضرت مولانا رومؒ کا باہمی اتحاد و اخلاص۔	
″	حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدینؒ سہروردی کا حضرت شیخ اکبرؒ کے بارے میں نظریہ	
۲۶	اقامت لاہور کے واقعات اور علماء کا استفادہ کے لئے حاضر ہونا وغیرہ	۶۵

Marfat.com

نمبر ملفوظ	مضامین	صفحہ
۲۷	بعض ایسے سوالات کی چند مثالیں جن سے سائل کا مقصد ایک دقیق امر ہوتا ہے	۶۷
۲۸	ایک مرید کو پابندئ امور شرعیہ کی تلقین اور حضور اعلی سیالوی کی خوش طبعی کا واقعہ	۶۹
۲۹	امور شرعیہ کا اہتمام۔ ریش کترانے پر تنبیہ۔	۷۰
۳۰	عارف کے ذکر کی شان نیز حضرت شیخ اکبرؒ کے کشف کا بیان	۷۰
۳۱	حضرت سیدنا علیؓ کی وسعت علمی کا ایک واقعہ، بارگاہِ مرتضوی میں اظہار عقیدت	۷۱
۳۲	حضرت امام تقیؓ کا ایام طفولیت کا واقعہ، مامون الرشید کے سوال کا جواب وغیرہ	۷۳
۳۳	حضرت امام حسن علیہ السلام پر ایک شخص کا اعتراض اور آپ کا جواب	۷۴
۳۴	حضرت مولانا رومؒ کی شان شیخ صدر الدین قونویؒ کی زبان سے	۷۴
۳۵	شیخ عطارؒ صاحب کی ایک روایت شان اہل بیت میں	۷۵
۳۶	تقبیل ابہامین کا ثبوت۔	۷۵
۳۷	ایک قوال کے کلام سے مسرور ہونا۔ زنگِ دوئی کی تشریح اور یاد حق کا اہم سبق	۷۵
۳۸	وظائف و قصائد خواں حضرات کو تنبیہ	۷۶
۳۹	خوشاب کے ایک بے خود مجذوب کا واقعہ	۷۶
۴۰	غیر مقلدین کا مشائخ کرام پر اعتراض اور آپ کا تحقیقی جواب۔ اہل اللہ اور مشاہدۂ حسن و جمال	۷۷
۴۱	درود شریف کی برکت کا بیان نیز ایام طفولیت کا ایک واقعہ	۷۸
۴۲	سچے سالک کی توجہ من وعن بارگاہ الہٰی کی طرف ہوتی ہے وہ دنیا کی الفت و عداوت سے بے نیاز ہوتا ہے۔	۷۹
۴۳	دفع مرگی کا عمل	۸۰
۴۴	عالمِ خواب میں آپ کا شعر پڑھنا بعد میں لکھنے کی تلقین فرمانا۔ جامع ملفوظات	۸۰
؍؍	مولانا گل فقیر احمد پشاوری کو خواب کی تعبیر بتلانا اور مصرعہ معشوق و عشق و عاشق ہر سہ اند واحد	
؍؍	کا مطلب سمجھانا۔	
۴۵	گناہگاروں پر وسعت رحمت الہٰی کا بیان۔ حضرت مخدوم جہانیاںؒ کا ایک واقعہ	۸۱

Marfat.com

ملفوظ	مضامین	صفحہ
۴۶	اہل تشیع واہل سنت کے اختلافات کے بارے میں مولانا فخرالدین فخرِ جہان دہلویؒ کا ارشاد ایک رباعی کی صورت میں۔	۸۲
۴۷	فرقہ خارجیہ کی تاویل فاسد کا بیان۔	۸۳
۴۸	مجلس میں بے سند باتیں کہنے سے منع فرمانا لسان حق ترجمان سے مجنوں کا واقعہ بیان کرنا	۸۳
۴۹	فتوحات مکیہ کے حوالہ سے مجنوں کا ایک شعر سنانا اور اس کی تشریح فرمانا	۸۴
۵۰	وہم دوئی کا آغاز، گولڑہ شریف کے ایک سادھو کا واقعہ، لاعلمی و دیگر لوازم بشریہ صفات تنزل سے ہیں نہ صفات اطلاق سے	۸۵
۵۱	تکلم بالخواطر کی تشریح اور حضور اعلیٰ سیالویؒ کے واقعات	۸۶
؍؍	ایک کابلی درویش کا واقعہ نیز حضور اعلیٰ کے ماموں جان کی پیشینگوئی	
؍؍	واقعہ حدیبیہ کے متعلق ایک اشکال و جواب نیز رؤیا الانبیاء وحی کی تشریح	
۵۲	عبارت فصوص ھو عین صفاء خلاصۃ خاصۃ الخاصۃ کی تشریح اور اخص الخواص کی شان کا بیان	۹۰
۵۳	ابدال، نقباء اور نجیبون کا بیان اور ان کے مراتب کی تشریح	۹۰
۵۴	سورت یٰسین اور چہل کاف و سورت مزمل شریف کے پڑھنے کا طریقہ	۹۲
۵۵	حضور اعلیٰ کا حالت جذب و شوق میں اشعار پڑھنا	۹۲
۵۶	مقولہ سیدنا علیؓ الفرق بین الحق والباطل مقدار اربع اصابع کی تشریح	۹۴
۵۷	جنگ بلقان کے موقعہ پر چند دعاؤں کا ورد۔	۹۵
۵۸	دعائے حزب البحر کی ترکیب۔ حضور اعلیٰ کی ایک تحریر مشتمل بر معنی و اقسام عبادت و	۹۶
	مراتب توحید و معانی اسلام و ایمان و قربت و صدیقیت شہادت وصلاح وغیرہ اور حواس باطنیہ کے افعال و خواص کا بیان۔	۹۷ تا ۱۰۱
	ڈاکٹر اقبال کا ایک خط حضرت اعلیٰ کے نام	۱۰۲
۵۹	حضرت شیخ اکبرؒ کی تفسیر پر مختصر تبصرہ	۱۰۳

Marfat.com

صفحہ	مضامین	نمبر ملفوظ
۱۰۳	اعلاء کلمۃ اللہ کی وجہ تصنیف اور وما اہل للہ بہ لغیر اللہ سے ایک درس عبرت	۶۰
۱۰۴	کعبۃ اللہ کے انوار جلال کا بیان۔	۶۱ الف
۱۰۵	حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ سے مکہ میں ملاقات اور ان کے ایک کشف کا بیان خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تردید مرزائیت کے متعلق آپ کو ارشاد	۶۱ ب
۱۰۶	اولیاء اللہ کی حیات و ممات کی امتیازی شان ایک بندۂ خدا کی وفات کا واقعہ	۶۲
۱۰۷	باوفا لوگوں سے محبت اور بندگانِ غرض سے اجتناب	۶۳
۱۰۸	سماع بامزامیر کے متعلق ایک واقعہ، وظیفۂ شیخ پر پابندی کی شان	۶۴
۱۰۸	حضرت خواجہ محمود صاحب تونسویؒ اور حضور اعلیٰ کے تعلق قلبی کا ذکر	۶۵
۱۰۹	جہلا صوفیہ کے نظریہ انکار عذاب کی تردید اور حضرت شیخ اکبرؒ کے کلام کی تشریح	۶۶
۱۰۹	شقاوت کی دو قسموں کا بیان	۶۷
۱۱۰	وعظ و تبلیغ کی اہمیت اور ایک جذباتی مبلغ کو تنبیہ صوفیائے کرام کی شانِ اتباع، ماکولات و ملبوسات کے بارے میں ارشاد	۶۸
۱۱۱	اغراض دنیادی کے لئے وظائف پڑھنا ایک گونہ نفاق ہے	۶۹
۱۱۲	محبت اہل بیت کی تاکید اور ان کے بغض سے اجتناب کی ترغیب اس پر ایک عجیب واقعہ	۷۰
۱۱۳	سینۂ قطب امور مقدرہ کے لئے کے لئے برزخ ہوتا ہے	۷۱
۱۱۳	باہمی اخلاص و الفت کی فضیلت	۷۲
۱۱۳	قبور اولیاء کو سجدہ کرنے کی ممانعت، اتباع شریعت کی شان۔ میاں صاحب کلیامیؒ سے علمی گفتگو، انسان باوجود استہلاک دفنا کے امور شرعیہ سے بے نیاز نہیں ہو سکتا	۷۳
۱۱۵	وسوسۂ خناسی اور اس کا علاج	۷۴
۱۱۵	مال کے عوض فقر خریدنے والے کو حضور اعلیٰ کا جواب باصواب	۷۵
۱۱۶	ضرورتِ شیخ کا بیان اور عارف شیرازی کے شعر کی تشریح	۷۶

Marfat.com

نمبر ملفوظ	مضامین	صفحہ
۷۷	تکفیر اہلِ اسلام سے اجتناب اور صوفیاء کرام کا مسلک	۱۱۶
۷۸	فضائل اہلبیت کا بیان، امام حسنؑ اور ایک یہودی کا واقعہ نیز حب علیؓ کی تشریح	۱۱۸
۷۹	ایک امام صاحب کو نصیحت اور لوگوں کی ایذا پر صبر کی تلقین	۱۱۹
۸۰	وباء طاعون کے دوران لوگوں کو مفید مشورہ دینا اور مصیبت زدگان سے ہمدردی فرمانا	۱۲۰
۸۱	ایک تسخیر کے طالب کو حضور اعلیٰ کا ارشاد، ذکر الٰہی درویش کے لئے اکسیر و تسخیر ہے	۱۲۱
۸۲	مصیبت زدگان طاعون پر بعض علماء کا فتوئے کفر اور حضور اعلیٰ کا جواب۔ خروج بقصد فرار اور خروج بقصد علاج کا فرق۔ قرآن و حدیث سے ثبوت	۱۲۱
۸۳	بزرگان خدا کا ایثار اور اس ضمن میں خواجہ غریب نواز اجمیریؒ کا ایک ایمان افروز واقعہ	۱۲۲
۸۴	معجزہ و کرامت کا بیان، سالک کا اسماء الٰہی سے متصف ہونا وغیرہ	۱۲۳
۸۵	سیدنا غوث الاعظمؒ کی شان کا بیان، آپ کے بدن مبارک کو وہ لطافت حاصل ہے جو دوسروں کے ارواح کو حاصل ہے	۱۲۴
۸۶	حبیبِ خداؐ کے وطن سے محبت۔ دو عربوں کی خاطر مدارات	۱۲۵
۸۷	چار پند سودمند (خواجہ بزرگؒ کے عرس کے موقعہ پر) نیز ایک کابلی فقیر کو وظیفہ بتلانا، اسماء و صفات الٰہی توقیفی ہیں	۱۲۵
۸۸	ذوق و مواجید کو زبان سے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ یہ روح کے مسائل ہیں	۱۲۶
۸۹	عرس پاکپتن شریف کے موقعہ پر ہچکی کا عارض ہونا اور قصور میں محفل سماع سے عارضے کا زائل ہونا	۱۲۷
۹۰	سماع کے بارے میں معتدل مسلک	۱۲۸
۹۱	تعظیم و ادب رسول علیہ السلام کی اہمیت اور استغاثہ کا بیان۔ مولوی عبدالحقؒ صاحب جامع ملفوظات کی طرف سے استغاثہ کے ثبوت پر حوالہ جات	۱۲۹
۹۲	درویشی مخالفت نفس کا نام ہے میاں فضل الدین صاحب کلیامیؒ کے دو عجیب واقعے	۱۳۰
۹۳	افغانستانی حکیم صاحب سے دانۂ بادام و دانۂ گندم کے بارے میں دلچسپ گفتگو	۱۳۱

Marfat.com

نمبر ملفوظ	مضامین	صفحہ
۹۴	انبساطِ مزاج اور کشش قلبی کا راز	۱۳۲
۹۵	مسبعات عشر میں عوام کی غلطی کی اصلاح	۱۳۲
۹۶	ایک تحصیلدار صاحب اور تھانیدار صاحب کو نصیحت	۱۳۲
۹۷	قصائد خوانوں کو تنبیہ	۱۳۳
۹۸	حضرت امیر خسروؒ کی شاعری کی مقبولیت کی وجہ	۱۳۴
۹۹	ذکر جہر قواعد و شرائط کے مطابق ہو تو مؤثر ہے	۱۳۴
۱۰۰	ذوقؔ دہلوی کے ایک شاگرد کا حضور کی خدمت میں حاضر ہونا۔ اور آپ سے دو شعر سن کر آپ کی مدح میں چند اشعار بطور تضمین لکھنا۔	۱۳۵
۱۰۱	حضرت بایزید بسطامیؒ کا واقعہ و حضرت شیخ اکبرؒ کا نظریہ	۱۳۶
۱۰۲	ایک نجومی برہمن سے گفتگو۔ منجمانہ پیشگوئیوں کے بارے میں آپ کا نظریہ	۱۳۷
۱۰۳	حضور اعلیٰؒ نے اپنے دنیاوی امور کے بارے میں کبھی دعا نہیں کی	۱۳۸
۱۰۴	توکل کی تلقین وغیرہ	۱۳۸
۱۰۵	سفر و سیاحت کے زمانے کا واقعہ ایک کیمیاگر کو جواب باصواب	۱۳۹
۱۰۶	حضور اعلیٰؒ سیالوی سے عقیدت و محبت	۱۳۹
۱۰۷	شرائط جمعہ کے بارہ میں غیر مقلدین کا اعتراض اور اس کا جواب	۱۴۰
۱۰۸	عملیات میں مشغول ہونا اپنے گلے پر چھری پھیرنا ہے۔ کلام الٰہی محض رضائے الٰہی کے لئے پڑھنی چاہیئے۔	۱۴۱
۱۰۹	ترجمہ قرآن شریف کے دوران قواعدِ صرفیہ کا اجراء اور لفظ مواخر کی تحقیق صرفی	۱۴۱
۱۱۰	چند اوراد و تعویذ برائے جملہ امراض	۱۴۲
۱۱۱	مسئلہ سماع موتےٰ مدلل و محقق رنگ میں	۱۴۳
۱۱۲	مسئلہ حیات برزخی انبیاء و شہداء، ندا غائبانہ وغیرہ	۱۴۴

Marfat.com

صفحہ	مضامین	نمبر ملفوظ
۱۴۶	خواجہ علاؤ الدین صابری کلیر شریف کی شان جلال	۱۱۳
۱۴۶	آداب شیخ کا بیان۔ اسی ضمن میں حضرت خواجہ اللہ بخش رضؓ صاحب تونسوی کا واقعہ	۱۱۴
۱۴۷	حکومت و اقتدار امتحان الٰہی ہے	۱۱۵
۱۴۸	خواجہ نیاز احمدؒ صاحب بریلوی کے ایک شعر کی عارفانہ تشریح اور جامعیت انسان کا معنی	۱۱۶
۱۴۹	مسئلہ توحید وجودی کے وہبی ہونے اور ذکر حقیقی کا بیان	۱۱۷
۱۵۰	رابعہ عدویہ کا واقعہ۔ اہل اللہ کی شان بے نیازی کا بیان	۱۱۸
۱۵۱	ایک بزرگ زادہ کو زریں نصائح	۱۱۹
۱۵۱	اولیاء کرام کا معراج روحانی اور حضرت بایزید بسطامی کا واقعہ	۱۲۰
۱۵۲	مسئلہ رفع سبابہ (۲) کرامات اولیاء (۳) آمین بالجہر وغیرہ کے بارے میں سوال کا جواب	۱۲۱
۱۵۲	ذکر پاس انفاس اور اس کے اثرات	۱۲۲
۱۵۳	محبت اہل بیت کا تذکرہ۔ شان اعتدال کی جھلک۔	۱۲۳
	ذکر واقعات صحیحہ کربلا امر مستحسن ہے	۔۔
۱۵۴	بزرگان سلف کی شان، حضرت بایزیدؒ بسطامی اور ایک مجوسی کا قصہ	۱۲۴
۱۵۵	موجودہ دور میں تعلقات دنیوی کی حیثیت اور حقیقت توکل کا بیان	۱۲۵
۱۵۵	حضرت علی حیدرؒ صاحب اور خواجہ محمودؒ صاحب تونسوی کا تذکرہ اور حضور اعلیٰؒ کی ایک جوابی غزل	۱۲۶
۱۵۶	مشائخ چشت کی دائمی برکات کا بیان	۱۲۷
۱۵۷	طریقۂ دعوت و تبلیغ اس ضمن میں حضور اعلیٰؒ کا اہم واقعہ	۱۲۸
۱۵۹	تردید روشنی جدید (NEW LIGHT) فن خدادانی کے لئے مربی کی اہمیت	۱۲۹
۱۶۱	حضرت عارف جامی کی شان اور بعض نقشبندی حضرات کے ایک دعویٰ کی تردید	۱۳۰

Marfat.com

نمبر ملفوظ	مضامین	صفحہ
۱۳۱	عمدہ ترین مسلک اتباع نبوی اور اسوہ حسنہ ہے	۱۶۲
۱۳۲	موجودہ دور کے متعصب مقلدین اور منتبعان سلاسل کی تنگ نظری کی تردید اور سلاسل کی اہمیت	۱۶۳
۱۳۳	صوفی کے لئے علم ظاہری کی ضرورت	۱۶۴
۱۳۴	حضرت قبلہ شمس العارفینؒ کا نظریہ سماع کے بارے میں	۱۶۴
۱۳۵	توحید وجودیہ و شہودیہ کا ذکر اور حضور اعلیٰ کی کسر نفسی	۱۶۴
۱۳۶	عشق مجاز کے بارے میں محققانہ نظریہ	۱۶۵
۱۳۷	حضور اعلیٰ کی حالتِ مرض کا ایک واقعہ	۱۶۶
۱۳۸	اسرارِ توحید کی اشتہارات و اخبارات میں اشاعت کی ممانعت	۱۶۷
۱۳۹	بلند ہمتی اور صبر کی تلقین	۱۶۸
۱۴۰	مرزا قادیانی کی پیشینگوئی کا حکیمانہ جواب	۱۶۸
۱۴۱	سیدنا غوث الاعظمؓ کے ارشاد "قدمی ہذہ علیٰ رقبۃ کل ولی" کی تشریح	۱۶۸
۱۴۲	حضرت شاہ عبدالحقؒ محدث دہلوی کا ایک عجیب واقعہ	۱۶۹
۱۴۳	حضور اعلیٰؒ کی عادت مبارکہ درباره حاضری سیال شریف	۱۷۰
۱۴۴	شاہ ولی اللہ دہلوی، حضرت شیخ اکبرؒ صاحب و امام رازیؒ صاحب کے بارے میں آپ کا نظریہ	۱۷۰
۱۴۵	حضرت خواجہ اللہ بخشؒ صاحب تونسوی کا ذکر خیر	۱۷۱
۱۴۶	حضرت شمس العارفینؒ سیالوی کے لطف و کرم کا بیان اس ضمن میں حضرت حاجی امداد اللہؒ صاحب کا واقعہ	۱۷۱
۱۴۷	سیدنا غوث الاعظمؓ کے ارشاد خضنا بحراً لم یقف علیٰ ساحلہ الانبیاء کی محققانہ تشریح	۱۷۲
۱۴۸	حضرت سیدنا غلام محی الدین مدظلہ العالی کی تقریب شادی کا تذکرہ اور اس	۱۷۳

Marfat.com

نمبر ملفوظ	مضامین	صفحہ
	موقعہ پر آپؒ کے ارشادات کریمہ حقیقی خوشی کا بیان اور رسوم جاہلانہ کی تردید وغیرہ	
۱۴۹	کتاب شجرۃ الکون کے بارے میں حضور اعلیٰؒ کی رائے۔ کتاب کی عبارت مع ترجمہ	۱۷۵
۱۵۰	مسئلہ خلافت و امامت اور فدک کی تحقیق اس سلسلہ میں حضرت کا	۱۷۸
۱۵۱	ایک اہم مکتوب فارسی مع ترجمہ اُردو۔	
۱۵۲	حضرت شیخ المشائخ گنج شکرؒ کا ایک مکتوب گرامی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کے نام مشتمل بہ پند و نصائح۔ نیز اظہار معارف و اسرار کے متعلق حضرت کا مسلک	۱۸۷
۱۵۳	وظائف و اوراد کے اثر میں تاخیر سے شاکی کو تلقین صبر	۱۸۹
۱۵۴	طریقۂ ذکر و حقیقت فقر	۱۸۹
۱۵۵	درود کبریت احمر میں ایک لفظ کی درستی	۱۹۰
۱۵۶	بدعقیدہ لوگوں کی لسانی اور قلمی جنگ کفار کی جنگ سے زیادہ نقصان دہ ہے تردید مذاہب باطلہ میں آپ کا مسلک	۱۹۰
۱۵۷	دو عرب سیاحوں کا واقعہ	۱۹۱
۱۵۸	کشف نومی کا بیان	۱۹۲
۱۵۹	ذکر قلبی کی حقیقت اور اہل سلوک کو اہم نصیحت	۱۹۲
۱۶۰	حضرت خواجہ محبوب الٰہیؒ کا واقعہ اور بموقعۂ عرس ازدحام خلق کا تذکرہ	۱۹۳
۱۶۱	کمالات اہل بیتؓ کے وہبی ہونے کا بیان امام حسین علیہ السلام کا تذکرہ اور آپ کے رجزیہ اشعار	۱۹۴
۱۶۲	شان اہل بیتؓ کا تذکرہ اور فرزوق شاعر کا عجیب واقعہ	۱۹۶
۱۶۳	سب صحابہؓ کی تردید مسلک معتدل کی تلقین۔ کمالات سیدنا علیؓ و ائمۂ اہلبیت و عترت کی فضیلت کا مدلل بیان	۱۹۸
۱۶۴	لعن یزید کے متعلق حضور اعلیٰ کا مسلک	

Marfat.com

نمبر ملفوظ	مضامین	صفحہ
۱۶۵	یاد الٰہی کا ثمرہ، اغراض دنیوی کے لئے سورہ یوسف پڑھنے والوں کو تنبیہ	۲۰۱
۱۶۶	بموقعہ شادی حضرت قبلہ بابوجی مدظلہ العالی، قبلہ دیوان صاحبؒ پاکپتن و خواجہ محمود صاحبؒ تونسوی کی آمد پر اظہار مسرت۔	۲۰۱
۱۶۷	مسئلہ حضور روح محمدیؐ، جواز استغاثہ، مسئلہ سماع موتیٰ اور بحق فلاں کہنے کے متعلق تحقیق	۲۰۲
۱۶۸	تصرف و کرامات اولیاء کی حقیقت و فوائد توسل بمقبولان خدا	۲۰۴
۱۶۹	بعض بزرگوں کے جنازہ پر پرندوں کا دیکھا جانا، حضرت رئیس العاشقین شیخ ابن فارضؓ کا ذکر۔	۲۰۵
۱۷۰	توحید کے متعلق اخص الخواص کے عقیدہ کا بیان۔ نیز رویت الٰہی کے بارے میں حضرت شیخ اکبرؓ کے مسلک کی تشریح	۲۰۶
۱۷۱	حضرت شیخ کے خاتم الولایت ہونے کا مطلب اور اس پر ایک اشکال کا جواب	۲۰۹
۱۷۲	کلمہ طیبہ کی فضیلت اور اعمال کا متجسد ہونا	۲۱۰
۱۷۳	ایک بوڑھے ضعیف العمر کو نصیحت و وصیت	۲۱۰
۱۷۴	بہشت کے مدارج و منازل کے متعلق شیخ اکبرؓ کی تحقیق متقدمین علماء اور عرفاء کے منازل کا فرق	۲۱۱
۱۷۵	اشارہ بوقت التعینات کے متعلق حضرت کا مسلک	۲۱۲
۱۷۶	حضرت اعلیٰ تونسوی کا ذکر اور حافظ شیرازیؒ کے ایک شعر کی تشریح	۲۱۳
۱۷۷	حضرت مجدد الف ثانیؒ کی مدح اور آپ کے ایک ارشاد کی توجیہ۔ نیز توحید وجودی اور شہودی کی تشریح	۲۱۳
۱۷۸	حضرت شیخ اکبرؓ کی مدح اور مقام توحید میں آپ کی رفعت شان پر دور میں علماء کا آنجناب سے استفادہ	۲۱۵

Marfat.com

نمبر ملفوظ	مضامین	صفحہ
۱۷۹	حضرت اعلیٰ تونسوی سے ایک شعر کی تشریح اور مدد پیر کا مطلب	۲۱۶
۱۸۰	ایک مولوی صاحب کو نصیحت اور فقر و مسکنت کے متعلق اپنے مسلک کی تشریح	۲۱۶
۱۸۱	نکاح سیدہ با غیر سید کے متعلق حضرت کا مسلک	۲۱۷
۱۸۲	غیر مقلدین کے تعصب کی تردید۔ جامع ملفوظات کی طرف سے مسائل اختلافیہ کی بحث طویل	۲۱۷
۱۸۳	فضیلت اخلاص و ذکر اور وظائف خوانوں کو نصیحت	۲۲۲
۱۸۴	ایک خادم کو حکیمانہ نصیحت۔ اور توجہ شیخ بسوئے مریداں کا مطلب	۲۲۳
۱۸۵	علم توحید حالی ہے نہ مقالی	۲۲۳
۱۸۶	اپنے شیخ کے علاوہ ہر جگہ سے وظائف کی اجازت لینے والوں کو تنبیہ	۲۲۴
۱۸۷	وظیفہ قضائے حوائج اور وظائف پڑھنے کے آداب	۲۲۴
۱۸۸	ایک ہندی گیت کی عجیب عارفانہ تشریح	۲۲۵
۱۸۹	ایک روزگار کے شاکی کو تلقین صبر و قناعت	۲۲۵
۱۹۰ و ۱۹۱	آداب شرعیہ کی پاس اور شان اتباع	۲۲۶
۱۹۲	درود مستغاث اور درود کبریت احمر میں بعض الفاظ کی محققانہ تصحیح	۲۲۶
۱۹۳	حضرت حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کے دیوان کی پہلی غزل کی عارفانہ تشریح	۲۲۸
۱۹۴	مثنوی حضرت مولانا عارف رومی علیہ الرحمۃ کے سبق کا خلاصہ	۲۳۳
۱۹۵	انجمن نعمانیہ لاہور کے سالانہ اجلاس میں آنجناب کی معرکۃ الآراء تقریر	

Marfat.com

مرثیہ فارسیہ

درشان حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہٗ

(از مترجم عفی عنہ)

دوش از صمیم قلب بگوشم کسے نواخت ؛ کاں شیخ وقت و قطب زماں ایں جہاں گذاشت
کل شب تہ دل سے میرے کان میں کسی نے آواز دی ؛ کہ وہ شیخ وقت اور قطب زمان دنیا سے کوچ فرما گئے

آں شاہباز قدس نشیمن کہ در زمین ؛ دلہا شکار کردہ علم در جناں فراشت
وہ شاہباز قدس آشیاں زمین میں دلوں کو ؛ شکار کر کے بہشت بریں میں آرام فرما ہو گئے

آں نور ذات حق کہ بیک پرتو نگاہ ؛ ذراتِ خاک سجدہ گہِ آفتاب ساخت
وہ نور ذات حق جس نے ایک ہی نگاہ کے پرتو سے ؛ خاکی ذرات کو سجدہ گاہ آفتاب بنا دیا

آں مرد کاملے کہ بعرفان و عشق حق ؛ در وقت خویش مثلِ خود اندر جہاں نداشت
وہ مرد کامل جو عرفان اور عشق الٰہی میں ؛ اپنے زمانہ میں بے نظیر گذرے ہیں

آں حجت خدا کہ بہر جا قدم نہاد ؛ باطل بصد خجالت و ذلت ازاں شتافت
وہ حجت خدا جس نے جہاں بھی قدم رکھا ؛ باطل بصد شرمندگی وہاں سے بھاگ نکلا

مردان راہ گرد ازاں جا نیافتند ؛ آنجا کہ اسپ فضل و کمالش دوید و تاخت
مردان راہ اُس مقام کی گرد بھی نہ پا سکے ؛ جہاں آپ کے فضل و کمال کے اسپ نے دوڑ لگائی

سبطِ جنابِ حیدرؓ و دلبند غوث پاکؓ ؛ فرزند شاہ کون و مکاں ﷺ آل مصطفیٰ ست
جناب حیدر کرارؓ کے سبط اور حضور غوث اعظمؓ کے پیارے ؛ شاہ کون و مکاں کے فرزند اور آل مصطفیٰ ہیں

فیض از نگاہِ لطف خدا کے شود جدا ؛ آنکس کہ قدر مہر علی شاہؓ بدل شناخت
اے فیض لطف و کرم خداوندی سے وہ کب محروم رہ سکتا ہے جس نے جناب خواجہ مہر علیشاہؓ کی قدر و منزلت کو دل سے پہچان لیا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعارف

الحمد للہ الذی خلق الانسان وعلمہ البیان والصلوۃ والسلام علی افضل من اوتی الحکمۃ والتبیان وعلی الہٖ واصحابہ ومن اتبعھم باحسان ط

امابعد عالم ربانی عارف حقانی قبلہ عالم سیدنا ومولانا حضرت خواجہ سید پیر **مہر علیشاہ** حسنی گیلانی قدس سرہٗ کی ذات والا صفات اور آپ کے کمالات محتاج تعارف نہیں۔ اس گئے گذرے دور میں تمام عالم اسلام کے لئے عموماً اور برصغیر پاک و ہند کے لئے خصوصاً آپ ایک نعمت عظمٰی گذرے ہیں۔ شریعت طریقت اور تصوف اسلامی کے بیش بہا خدمات جو آپ نے سرانجام دئے مشائخ عظام اور علمائے کرام میں اس کی نظیر بہت قلیل نظر آتی ہے ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے

بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

حق تو یہ تھا کہ آنجناب کے وہ تمام ملفوظات جو عموماً خواص اہل علم و سلوک حضرات کو درس دیتے وقت یا عام مجالس میں زبان حق ترجمان سے صادر ہوتے تھے سب کے سب ضبط تحریر میں لاکر افادہ خلق کے لئے منظر عام پر لائے جاتے۔ مگر افسوس کہ اس طرف زیادہ توجہ نہ ہوسکی۔ اور ہوتی بھی تو کیا جبکہ آنجناب اثنائے درس اور علمی گفتگو میں بحر ذخار کی طرح جس طرف توجہ فرماتے دلائل و براہین اور اسرار و معارف کا سیلاب موجزن معلوم ہوتا تھا۔ کس کی ہمت کہ دریا کو کوزہ میں بند کرتا۔ بعض دفعہ کچھ مخلصین نے کوشش بھی کی۔ لیکن آخر کار ہمت نے جواب دے دیا۔

خدا ہزار ہزار رحمت کرے آپ کے شاگرد و مستفیض حضرت مولانا گل فقیر احمد صاحبؒ پشاوری اور مولانا عبدالحقؒ صاحب سسرالوی پر جنہوں نے ہمت سے کام لیتے ہوئے کچھ **ملفوظات** جمع کر کے مستفیدین کے لئے ایک بیش بہا ذخیرہ مہیا کر دیا۔

Marfat.com

چونکہ ان حضرات نے آپ کی کلام کو جو عموماً علاقائی زبان میں ہوتی تھی فارسی کا جامہ پہنایا۔ جس کی وجہ سے بجز فارسی خواندہ حضرات کے دیگر احباب مستفید نہیں ہو سکتے تھے۔ نیز سابق فارسی ایڈیشن میں کتابت اور طباعت کے وقت کچھ غلطیاں بھی ہو گئی تھیں۔ اس لئے یہ نیازمند عرصہ سے متمنی تھا۔ کہ اس مجموعہ کا اصل قلمی مسودہ کے ساتھ مقابلہ کر کے پوری تصحیح کے بعد سلیس اُردو ترجمہ منظر عام پر لایا جائے۔ گو مجھ سے پہلے حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے مخلص اور مستفیض استاذ العلماء حضرت الشیخ الجامع جناب مولانا غلام محمد صاحبؒ گھوٹوی ثم بہاولپوری اور حضرت مولانا عبدالرحمٰنؒ صاحب بنگوی مترجم تحقیق الحق نے بھی اس طرف توجہ فرمائی۔ مگر یہ سلسلہ تشنۂ تکمیل رہ گیا۔ الغرض اس نیازمند نے ترجمہ و تصحیح اور ترتیب میں قدرے ترمیم کے علاوہ مناسب مواقع پر مزید اُن ملفوظات کا اضافہ بھی کر دیا ہے۔ جو حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے فرزند ارجمند قبلہ بابوجی مدظلہ العالی سے سننے کا اتفاق ہُوا۔ اور بعض ملفوظات کے آخر میں مناسب فوائد و نتائج بھی اپنی طرف سے شامل کر دئے جیسا کہ ملفوظات کے جمع کرنے والے حضرات نے بھی بعض مقامات پر مناسب اضافہ کیا۔ چنانچہ اس مجموعہ میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی کلام کے علاوہ جہاں محررِ سطور یا راقم الحروف کے الفاظ کے ساتھ کچھ اضافہ ہے۔ وہ ملفوظات کے جمع کرنے والوں کی طرف سے ہے اور مترجم کے لفظ کے ساتھ جہاں کچھ تحریر ہے۔ وہ اس نیازمند کی طرف سے ہے۔ میرے خیال میں یہ مجموعہ مطابق مقولہ مشہورہ (عصائے پیر بجائے پیر) حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ سے عقیدت رکھنے والوں کے لئے تبرک کے علاوہ آنجناب کے مسلک و مشرب کا بھی کافی حد تک آئینہ دار ہے۔ اور جو مسائل شریعت و طریقت آنجناب کی تصنیفات اور فتاوی میں تفصیلاً موجود ہیں یہ مجموعہ ان سب کا ایک اجمالی خاکہ ہے۔ چنانچہ ابتداء میں اس نیازمند کی مرتب کردہ فہرست کے مطالعہ سے واضح ہو جاتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی یہ عرض کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ملفوظات کے لفظ سے کسی صاحب کو یہ خیال نہیں

Marfat.com

کرنا چاہیئے۔ کہ اس مجموعہ کی عبارت بعینہٖ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی کلام ہے کیونکہ آنجناب اپنے مجالس میں عموماً وطن کی زبان میں تکلم فرمایا کرتے تھے۔ پھر جامعین ملفوظات نے اسے فارسی جامہ پہنایا۔ بعدازاں اس کا اُردو ترجمہ کیا گیا۔ لہٰذا یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ الفاظ بعینہٖ آنجناب کے الفاظ ہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے۔ کہ آنجناب کے مفہوم کو حتی الامکان پورے طور پر ادا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور ترجمہ میں جدید ادیبانہ اور ناولانہ طرز کے بجائے قدیم سادہ اُردو اس لئے اختیار کیا گیا ہے۔ تاکہ اس مجموعہ کا طرز بیان حتے الوسع وہی ہو جو حضرت قبلہ عالمؒ قدس سرہٗ کے دیگر اردو تصنیفات اور تحریرات میں نمایاں ہے۔ بہرحال اگر کسی مقام پر آنجناب کے مفہوم کو ادا کرنے میں کچھ کوتاہی ہوگئی ہو۔ تو آپ کی طرف منسوب کرنے کے بجائے جامعین ملفوظات اور اس نیازمند مترجم کی طرف نسبت کرنی چاہیئے اور آپ کے مسلک و مشرب کے بیان میں آپ کی اپنی تصنیفات اور تحریرات و فتاویٰ کو اصل سمجھتے ہوئے اس مجموعہ کو ان کی فرع تصور کرنا چاہیئے۔ اور اگر بالفرض کسی مسئلہ میں اس مجموعہ اور تصنیفات کے درمیان کچھ تعارض معلوم ہو تو وہاں تصنیفات کو ہی قابل اعتماد سمجھنا چاہیئے۔ اور اس ایڈیشن میں سب سے اول وہ ملفوظ رکھا گیا ہے۔ جو تصوف کی معرکۃ الآرا کتاب فصوص الحکم کے پہلے سبق پر مشتمل ہے۔ اور آخر میں لسان الغیب حضرت حافظ شیرازیؒ کے دیوان کی پہلی غزل کی تشریح اور مثنوی شریف مولانا روم علیہ الرحمۃ کے سبق کے خلاصہ پر مشتمل ملفوظات ہیں۔ جن سے قارئین کرام بخوبی اندازہ کرسکتے ہیں۔ کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے چودھویں صدی جیسے دور مادیت میں روحانیت اور تصوف کی کیسی قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ نیز ان اسباق سے آنجناب قدس سرہٗ کے علمی مشاغل، درس تدریس، تفسیر و تشریح افہام و تفہیم اور اسرار و معارف میں بصیرت تامہ وغیرہ بہت سے نمایاں اوصاف پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

آخر میں مستفیدین حضرات سے عموماً اور حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کے خانوادہ عالیہ

Marfat.com

سے خصوصاً التجا کرتا ہوں۔ کہ اس ہیچمدان کو دعوات صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں۔
وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔ وصلی اللہ علی سیدنا محمد و آلہ الکریم

کاتب الحروف :۔
نیاز مند درگاہ مہریہؒ فیض احمد متوطن بستی بختاور تحصیل بھکر ضلع میانوالی
حال خادم دارالافتاء والتدریس جامعہ غوثیہ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی
۱۵ ذی الحجہ سنہ ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۶۵ء

علم الاعداد کے چند نکات

(از مترجم عفی عنہ)

واضح ہو کہ حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کی تاریخ ولادت بقول صحیح یکم رمضان ۱۲۷۵ھ ہجری ہے اور تاریخ وصال ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ ہجری ہے آپ کے اسم گرامی (سیدنا مہر علیشاہ) اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے عدد برابر ہوتے ہیں اور اگر مکرر حروف (ا ی ہ) کے اعداد حذف کئے جائیں تو بقیہ عدد ۷۰۰ ہوتے ہیں جو (مجدد قرن رابع عشر) ۷۷۰ کے غیر مکررہ حروف کے اعداد ہیں جس میں اشارہ ہے کہ آپ کی ذات گرامی چودھویں صدی کی مجدد گذری ہے۔ اب تاریخہائے ولادت و وفات ملاحظہ ہوں۔

تاریخ ولادت عربی۔ تَوَلَّدَ مُجَدِّدُ طَرِیْقَةِ اللہِ (ترجمہ۔ طریقہ الٰہیہ کا مجدد پیدا ہوا) ۱۲۷۵ھ

تاریخ وفات عربی۔ تُوُفِّیَ وَدُوْدُ اللہِ مُجَدِّدُ طَرِیْقَتِہٖ (اللہ تعالیٰ کا دوست مجدد طریقہ الٰہیہ وفات پاگیا) ۱۳۵۶ھ تاریخ وفات

تاریخہائے ولادت فارسی۔ مظہر حبیب حق ۱۲۷۵ھ۔ مظہر اسد اللہ ۱۲۷۵ھ۔ مظہر محی الدین بادا ۱۲۷۵ھ

مہر عالم چو گشت بارونق ❊ زو منور شدند جملہ طبق
چوں تولد نمود ہاتف گفت ❊ ہست ایں مظہر حبیب حق ۱۲۷۵ھ

دیگر

چوں مہر علیؓ آں غوث جلی شد پیدا آمد زو دنا ❊ ایں مظہر اسد اللہ باشد ایں مظہر محی الدین بادا
۱۲۷۵ھ ۔ ۱۲۷۵ھ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

ملفوظ (۱)

ایک دن حضور انور حسب عادت شریفہ دربار میں رونق افروز تھے۔ طالب العلم اور سامعین فصوص الحکم کے سبق کے لئے حاضر ہوئے۔ سبق شروع ہونے سے پہلے حضور انور نے فدوی کو شرف تخاطب بخش کر فرمایا کہ فلاں شخص کتاب کے سماع میں آخر پہنچا ہے۔ اتنے میں جناب مولوی محمد غازی صاحب مرحوم نے عرض کی کہ آج پھر کتاب کو دوبارہ از سرِ نو ابتداء سے شروع کیا جائے۔ کیونکہ مسئلہ وحدت الوجود ہمیشہ سننے میں آتا ہے۔ لیکن اب تک پورے طور پر معلوم نہیں ہوا۔ کہ عالم وغیرہ کی حقیقت اس پاک طائفہ کے نزدیک کیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ مسئلہ اس کتاب فتوحات میں بوجہ احسن بیان کیا گیا ہے۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ ہمارا مقصد بھی یہی ہے۔ آج اسی مسئلہ کو بیان فرمایا جائے۔ سبق کل پڑھا جائے گا۔ حضور انور نے فرمایا بہتر ہے۔ ابتدا فص سے شروع کرو۔ فَصُّ حِکْمَةٍ اِلٰهِیَّةٍ فِی کَلِمَةٍ اٰدَمِیَّةٍ حضور انور نے فرمایا کہ فص خبر ہے مبتدأ محذوف کی یعنے فاوّلُ ما القاه المالك۔ فص لغت میں نگین کو کہتے ہیں۔ اور یہاں خلاصہ ولب لباب مراد ہے۔ معنی مراد اور لغوی میں وجہ مناسبت یہ ہے۔ نگین خاتم کا خلاصہ اور عمدہ ہوتا ہے۔ حکمةٍ بمعنی علم واقعی حقائق الاشیاء ہے۔ اور علم حقائق میں تغیر و تبدل اصلا راہ نہیں پاتا۔ مثلاً حقیقت انسان کی حیوان ناطق ہے۔ پس یہی حقیقت اس کی ماضی وحال واستقبال میں ہوگی اور بس۔ الٰهیةٍ منسوب ہے اِلٰہ کی طرف۔ اور یہ دوسرا مرتبہ ہے مراتب ثلاثہ ذات میں سے۔ مراتب ثلاثہ یہ ہیں۔ ذات بحت کہ اُس کو ہویت صرفہ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ ذات من حیث الاسماء والصفات اجمالاً کہ وہ معبر ہے احدیت الجمع سے۔ ذات من حیث الاسماء والصفات تفصیلاً کہ اس کی تعبیر واحدیت سے کی جاتی ہے فی کلمةٍ یہ مفرد کلمات ہے۔ اصطلاح قوم میں کلمات موجودات کو کہتے ہیں۔ اور چونکہ کلمات مبادی اور حروف سے ترکیب پاتے ہیں۔ لہٰذا اعیان ثابتہ اور صور علمیہ کو حروف اصلیہ بولتے ہیں۔ ارادہ الٰہی بمنزلۂ قلم ہے کہ اس سے اولاً موجودات کی صورتیں بشکل حروف اصلیہ (اعیان ثابتہ) صدور پاکر ثانیاً وہی حروف

Marfat.com

اصلیہ وجود خارجی کی خلعت سے ترکیبی تعلق میں کلمات ہوئے۔ اعیان ثابتہ فیض اقدس کا اثر ہیں اور وہ صفات جبریہ سے ہے۔ کیونکہ فیض اقدس عبارت ہے تجلی ذاتی سے وجود اشیاء اور ان کی استعدادات کے لئے۔ اور ماہیات و استعدادات ماہیات کی طرح غیر مجعول یعنی غیر مخلوق ہے کیونکہ الجعل لا یتخلل بین الذات والذاتیات یعنی ذات اور ذاتیات کے درمیان جعل اور خلق کا واسطہ متخلل نہیں ہوتا۔ اور فیض مقدس صفات اختیاریہ میں سے ہے۔ کیونکہ وہ عبارت ہے تجلی اسمائی سے جو مخلوقات کی استعداد کے حسب تقاضا خارج میں ظہور کا موجب ہے۔ اور مجعول ہے۔ کیونکہ یہ استعداد قبول روحِ الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اور وہ فیض مقدس سے ہے۔ انتہٰی۔

آدمیۃٍ آدم کی طرف منسوب ہے۔ اس لفظ میں اضافت کل کی جُز کی طرف ہے یا عام کی اضافت خاص کی طرف۔ کیونکہ آدم کا وجود جز ہے بہ نسبت کل موجودات کے۔ یا خاص ہے بہ نسبت باقی مخلوقات کے۔ حاصل معنی یہ ہوا کہ اوّل اس چیز کا جو القا کیا ہے۔ اس کو مالک (اللہ تعالیٰ) نے اپنے بندے پر (کہ شیخ اکبر ہیں) اُس کتاب مثالی میں سے خلاصۂ علوم واقعیہ الٰہیہ ہیں جو کہ ثابت ہیں آدمؑ کے وجود میں۔ اور ان علوم کی آدم کے وجود میں امانت رکھنے کی وجہ تخصیص یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نبیؑ کے وجود میں اس کی استعداد و قابلیت کی بنا پر علوم امانت رکھے ہیں۔ چونکہ آدمؑ کی استعداد بوجہ مظہر اتم و مرأۃ جمیع اسماء و صفات و خلیفۃ اللہ ہونے کے ان علوم الٰہیہ کے قابل تھی۔ لہٰذا یہ علوم آدمؑ کے وجود میں ودیعت کئے گئے۔

بعدہٗ حضور انور نے فرمایا کہ جملہ حقائق و نظائر عالم علوی و سفلی آدم کے وجود میں موجود ہیں۔ عالم اعلیٰ سے کہ اُس میں تغیر و تبدل اصلاً راہ نہیں پاتا۔ مثلاً قلم کہ حکما عقل اوّل سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور حضرت الشیخؒ کی اصطلاح میں عبارت ہے حقیقت محمدیہ سے نظیر اُس کی انسان کے وجود میں روحِ قدس ہے۔ عرش عظیم۔ نظیر اُس کی جسم انسان کرسی۔ نظیر اُس کی نفس انسان۔ بیت المعمور۔ نظیر اُس کی قلب انسان۔ یہ تینوں اگرچہ بالذات متحد ہیں۔ لیکن بحسب اعتبار مغائر ہیں۔ ملائکہ جن کو حکما عقول عشرہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ ان کی نظیر انسان کے وجود میں قویٰ انسانیہ۔ اور عالم اعلیٰ میں سے ہے زحل اور اس کا فلک

Marfat.com

اس کی نظیر قوت علمیہ نفس میں۔ مشتری اور اس کا فلک۔ نظیر اس کی قوت ذاکرہ مؤخرالدماغ میں۔ مریخ اور اس کا فلک اس کی نظیر قوت عاقلہ یا فوخ میں جو ایک حجرہ ہے دماغ کا۔ یہاں حضور انور نے فرمایا کہ بعض کو چونکہ روحی معراج ہوتی ہے۔ اس کے لئے ایک مثالی براق آتا ہے روح اس پر سوار ہو کر عالم ملکوت کی سیر کرتی ہے۔ میں نے ان لوگوں کو دیکھا ہے۔ کہ یہ حال ان پر وارد تھا مگر وہ ان کتابوں سے لاعلمی کی وجہ سے اس حقیقت کے واقف نہ تھے۔ شمس اور اس کا فلک۔ اس کی نظیر قوت مفکرہ وسط الدماغ میں۔ زہرہ اور اس کا فلک۔ نظیر اس کی قوت وہمیہ روح حیوانی میں۔ عطارد اور اس کا فلک نظیر اس کی قوت خیالیہ مقدم الدماغ میں۔ قمر اور اس کا فلک۔ نظیر اس کی قوت حسیہ انسان کے جوارح میں۔ عالم استحالہ سے کہ اس میں تغیر تبدل ہوتا رہتا ہے کرۂ آتش اس کی روح گرمی خشکی نظیر اس کی بدن انسانی میں صفرا کہ روح اس کی قوت ہاضمہ ہے۔ کرۂ ہوا۔ روح اس کی گرمی تری نظیر اس کی دم روح اس کی قوت جاذبہ۔ کرۂ آب روح اس کی سردی تری۔ نظیر اس کی بلغم روح اس کی قوت دافعہ۔ کرۂ خاک۔ روح اس کی سردی خشکی۔ نظیر اس کی سودا۔ روح اس کی قوت ماسکہ۔ عالم تعمیر۔ روحانیاں۔ نظیر اس کی قوی انسانیہ۔ عالم حیوان نظیر اس کی جو چیز انسان میں احساس کرتی ہے۔ عالم نبات۔ نظیر اس کی جو چیز انسان میں نشوونما پاتی ہے جماد نظیر اس کی جو چیز انسان میں حس نہیں رکھتی۔ زمین کے ساتوں طبقے۔ سودا (سیاہ) غبرا (خاکی) حمرا (سرخ)۔ صفرا (زرد) بیضاء (سفید) زرقا (نیلگوں) خضرا (سبز) نظیر اس کی جسم انسانی میں جلد (چمڑا) شحم (چربی) لحم (گوشت) عروق (رگیں) اعصاب (پٹھے) عضلات۔ عظام (ہڈیاں) عالم نسب کہ عبارت ہے مقولات تسعہ سے۔ عرض۔ نظیر اس کی سفید۔ سیاہ۔ کیف نظیر اس کی صحت سقم کے حالات۔ کم مثلاً پنڈلی ہاتھ سے لمبی ہے۔ این مثلاً گردن سر کا مکان ہے اور پنڈلی ران کا مکان۔ زمان۔ مثلاً سر کی حرکت بروقت حرکت ہاتھ کے۔ اضافت۔ نظیر اس کی مثلاً یہ میرا باپ ہے اور میں اس کا بیٹا۔ وضع۔ زید کے اوپر نیچے مثلاً فعل کھانا مثلاً۔ انفعال سیر ہونا مثلاً۔ کاتب الحروف کہتا ہے گویا اس سارے مضمون کا خلاصہ اجمالاً ذیل کے اشعار میں آجاتا ہے۔ ؎

Marfat.com

عجائب نسخۂ ذاتِ الٰہی ؎ عیاں در وے ہمہ اسرار شاہی
جہاں انسان و انساں شد جہانے ؎ ازیں پاکیزہ تر نبود بیانے

یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ایک عجائب نسخہ انسانی ید قدرت کاملہ سے بنایا ہے کہ اس میں شاہی اسرار عیاں ہیں گویا جہان انسان ہے اور انسان جہان ہے اس سے مختصر اور صاف زیادہ بیان نہیں ہو سکتا۔

سبق ختم ہونے کے بعد حضور انور نے سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ کا قصہ بیان فرمایا۔ کہ ایکدن اپنے چند خواص ہمراہیوں کے ساتھ کسی کوچہ میں جا رہے تھے۔ ناگاہ ایک کتا سامنے سے آیا۔ حضرت سلطان العارفین پورے ادب اور نہایت تعظیم سے ایک طرف کھڑے ہو گئے۔ جب وہ کتا چلا گیا حضرت روانہ ہوئے۔ سب متعلقین حیران اور متعجب ہو کر حسب موقع عرض کرنے لگے۔ کہ حضرت۔ کرامت کا تاج ولقد کرمنا بنی آدم انسان کے سر پر رکھا گیا ہے پس کیا وجہ ہے کہ آپ نے کتے کی اس قدر تعظیم و تکریم فرمائی۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ یہ کتا زبان سے حال کہہ رہا ہے۔ اے بایزیدؒ تو نے میثاق کے روز کون سی نیکی کی ہے۔ کہ تجھے اس لباس اور تعین میں پیدا کیا۔ اور میں نے کونسی بدی کی ہے کہ مجھے اس تقید اور شکل میں بنایا گیا۔ میں نے اس لحاظ سے اس کی تعظیم کی ہے۔ کاتب الحروف کہتا ہے کہ گویا وہ کتا زبان حال سے یہ شعر کہہ رہا تھا۔ ؎

ما و تو از یک گلستانیم از ما مُرخ متاب ؎ گرچہ الطافش ترا گل کرد و ما را خار ساخت

ہم اور تم ایک ہی باغ کے ہیں ہم سے منہ نہ موڑ۔ اگرچہ اس کی مہربانی نے تمہیں گل بنا دیا اور ہمیں کانٹا
مولینا رومؒ صاحب کے اشعار ذیل بھی اسی کے موید ہیں ؎

ہست بیرنگی اصول رنگہا ؎ صلحہا باشد اصول جنگہا
چونکہ بیرنگی اسیر رنگ شد ؎ موسوی با موسیٰ در جنگ شد

بے رنگی سب رنگوں کی اصل ہے۔ ہمیشہ جنگ کا اصل صلح ہوتی ہے۔ جب بے رنگی رنگ کے اسیر ہوئی تو اُمت موسیٰ علیہ السلام سے جنگ کرنے لگی۔

بعدہٗ حضور انور نے فرمایا کہ جب سلطان العارفین مقام وصل میں پہنچے۔ ارشاد ہوا

Marfat.com

کہ مخلوقات کے ارشاد کی طرف توجہ کرو۔ حضرت کو اس سخن سے فراق کی بو آئی۔ یعنی توجہ الی الخلق کو توجہ الی الحق کے مغائر سمجھ کر نعرہ لگایا اور بے ہوش ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو فرمایا ردّوا علی عبدی فانہ لا یطیق علی فراقی۔ یعنے میرے بندے کو واپس لاؤ کیونکہ وہ میرے فراق کو برداشت نہیں کر سکتا۔ بعدہٗ حضور انور نے فرمایا کہ خدا کے ایسے شیر بھی ہیں کہ معرفت کے دریا نوش کر چکے ہیں اور اب تک ڈکار (آروغ) بھی نہیں لیا۔

مترجم کہتا ہے کہ اس گذشتہ اور آئندہ ہر دو ملفوظات کے متعلقہ مباحث آنجناب کی اپنی تحریر میں دیکھنے ہوں تو مکتوبات میں ادوام اربعہ اور عوالم اربعہ کے بیان میں ملاحظہ کریں۔

ملفوظ (۲)

ایک دن حضور انور نے فصوص الحکم کے سبق میں زبان حق ترجمان سے یوں ارشاد فرمایا کہ وجود کے دو سلسلے ہیں۔ بطون اور ظہور۔ اوّل عبارت ہے اعیان ثابتہ سے اور ثانی عبارت ہے اعیان خارجیہ سے۔ اعیان ثابتہ میں دونوں قسم کا جعل نہیں ہے۔ کیونکہ جعل بسیط عبارت ہے عدم کے خروج سے وجود کی طرف۔ اور اعیان ثابتہ اپنے اصلی عدم پر ہیں۔ چنانچہ مشہور مقولہ ہے الاعیان ماشمت رائحۃ الوجود یعنے اعیان نے وجود کی بُو بھی نہیں سونگھی۔ جعل مولف عبارت ہے اتصاف ماہیت سے وجود کے ساتھ۔ اعیان ثابتہ اثر فیض اقدس اور صفات جبریہ میں سے ہیں۔ اعیان خارجیہ کی خلقت میں چار اطوار ہیں۔ آدمؑ خاک سے۔ حوّا آدمؑ سے اور اس کو صورت انبعاثی کہتے ہیں۔ عیسیٰؑ ماں سے بغیر باپ کے۔ باقی افراد انسانی ماں باپ سے۔ اور جیسا کہ عالم اجسام میں دو امر (زوجین) کے اجتماع سے نتیجہ حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح عالم مجردات میں دو امر کے اجتماع سے تیسرا وجود ظہور میں آتا ہے۔ چنانچہ لوح و قلم کے اجتماع و ازدواج سے ایک فرزند اور ایک دختر ظہور میں آتے ہیں۔ فرزند سے مراد طبیعت کلیہ ہے اور دختر سے مراد ہبا ہے۔ علےٰ ہذا القیاس طبیعت کلیہ و ہبا کے اجتماع سے جسم کلی یعنی عرش عظیم پیدا ہوا۔ حرکت کی صورت مثل ایلاج کے ہے۔ جو عالم اجسام میں ہوا کرتی ہے۔ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں میں مؤثر کو باپ سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور متؤثر کو ماں سے۔ یوم سے مراد

Marfat.com

جسم کلی کا ایک دورہ ہے جو ساتوں آسمان کی پیدائش سے پہلے موجود تھا۔ جیسا کہ آیہ فی ستۃ ایام اس پر دال ہے۔ لیل و نہار سے مراد بھی جسم کلی کا ایک دورہ ہے۔ مگر آدھا کرنے کے بعد کیونکہ اس کی تحدید ساتوں آسمانوں کی خلقت کے وقت سورج سے ظاہر ہوئی۔ اس بیان سے واضح ہوا کہ یوم کا وجود لیل و نہار کے وجود سے پہلے تھا۔ چونکہ علما ظاہر اس حقیقت سے بے خبر ہیں۔ اس واسطے یوم کے لفظ سے یہ سمجھتے ہیں کہ ساتوں آسمانوں کی خلقت چھ یوم میں بمقدار ایام دنیا کی گئی۔ کیونکہ وہاں اب تک لیل و نہار کا وجود نہ تھا۔ انہیں یہ معلوم نہیں کہ یوم سے مراد لیل و نہار نہیں بلکہ یوم فلک اعلےٰ کے ایک دورہ سے عبارت ہے۔ اور نیز یہ کہ ہر آسمان کے لئے ایک زمین ہے۔ آسمان اوّل کے لئے زمین اوّل۔ آسمان دوم کے لئے زمین دوم۔ علیٰ ہذا القیاس۔ چنانچہ مشہور ہے لکل سماءٍ ارضٌ اسی طرح باقی اشیاء کی خلقت ہے۔ خلاصہ یہ کہ عالم سفلی بتمامہ عالم علوی کا عکس و نمود ہے۔ اور عالم علوی حق سبحانہ و تعالیٰ کا ظل۔ بعدہٗ حضور انور نے فرمایا۔ کہ حضرت الشیخؒ نے آیہ ان اشکر لی و لوالدیک کا معنی اس طرح بیان فرمایا ہے کہ والدین سے مراد عالم علوی و سفلی ہے۔ اور شکر سے مراد یہ ہے کہ ہر دو کا حق ادا کیا جائے۔ یعنے ان کے سب احکام اور آثار اپنے سے مسلوب کر کے حق کی طرف منسوب کئے جائیں۔ انتہیٰ۔

اس اثناء میں مولوی صاحب میروی نے تبریزی کے شعر ذیل کا معنی پوچھا۔ **شعر**

از ہفت مادر زادہ ام و ز نہ پدر افتادہ ام ⁂ یکرنگ خواہم ہر دو را من عاشق دیرینہ ام

حضور انور نے فرمایا۔ ہفت مادر سے مراد اربعہ عناصر اور موالید ثلاثہ ہیں مجموعہ سات ہوئے۔ نہ پدر سے مراد نو آسمان ہیں۔ غرض یہ کہ کل عالم علوی و سفلی انسانی وجود میں موجود ہے۔ اور نیز حضور انور نے فرمایا کہ اشخاص تین قسم کے ہیں۔ اہل سمع کہ جس کسی سے کوئی بات سنی تسلیم کر لی۔ اہل شہادت کہ اپنی آنکھوں سے معائنہ کرتے ہیں۔ اہل قلب کہ جو کچھ دیکھتے ہیں پھر اپنے وجود میں محقق پاتے ہیں۔ حاصل یہ کہ صوفی دو قسم کے ہیں۔ متخلق باخلاق اللہ۔ متحقق باخلاق اللہ۔ اور حضرت الشیخ دوسری قسم کے تھے۔ کیونکہ وہ احیاء و امانت و تبدل اشکال وغیرہ پر قادر تھے لیکن بلحاظ غلبۂ مقام عبودیت ان امور کی طرف التفات نہیں فرمایا۔

بعدہٗ حضور انور نے علم الحروف کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اس کے خواص میں تم پر ظاہر نہیں

Marfat.com

کرتا۔ ورنہ باقی علوم کو چھوڑ کر بکلی اس کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ اس اثنا میں مولوی فضل حق صاحب شاہ پوری نے عرض کی کہ اگر کچھ قدر تشریح فرمائی جائے تو مہربانی ہوگی۔

حضور انور نے فرمایا کہ یہ اس قسم کا عجیب علم ہے کہ مولوی غلام جیلانی صاحب پشاوری جیسے متبحر عالم اس کی طلب میں مکہ مکرمہ تک گئے۔ جس وقت نامبردہ کی نظر حضرت شیخؒ کی تصانیف پر پڑی۔ نہایت افسوس کیا کہ اصلی علم تو یہ تھا اور یہ ہماری عمریں علوم رسمیہ میں بے جا صرف ہوئیں۔ اس قصہ کے راوی مولوی عبداللہ صاحب ہزاروی ان کے تلامذہ میں سے ہیں۔ اور نیز ایک شخص مسمی بابا برات علی پشاوری جو سفر حج میں مولوی غلام جیلانی صاحب مرحوم کے ہمراہ تھا۔ وہ بیان کرتا ہے کہ بیت اللہ شریف میں مولوی صاحب کو خبر ملی کہ کوئی شخص مغربی اتفاقاً آیا ہے اور عوام و خواص کا مرجع بنا ہے۔ مولوی صاحب نے بھی اس کی زیارت کا ارادہ کیا۔ راستہ میں اپنے کسی متعلق کو کہا کہ پہلے ان کے آگے جا کر میرا حال اور شخصیت بیان کرو۔ تا کہ وہ لاعلمی سے میرے معاملہ میں بے التفاتی نہ کریں۔ غرضیکہ مولوی صاحب نے نامبردہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تحصیل علم الحروف کے لئے عرض کی۔ نامبردہ نے ایک ساعت تامل کر کے جواب میں کہا کہ اس بات کا جواب کل آپ کو دیا جائے گا۔ مولوی صاحب چونکہ مدمغ آدمی تھے۔ نامبردہ کی اس گفتگو سے ان کے دماغ میں کسر شان کی بو پہنچی۔ اس لئے فرمایا کہ توقف اور تامل کی وجہ کیا ہے۔ مغربی صاحب نے کہا کہ یہ علم چونکہ اہل بیت کرام علیہم السلام کے خواص میں سے ہے۔ ان کی اجازت کے بغیر تعلیم نہیں کیا جاتا۔ اس لئے آج رات کو استخارہ کرونگا۔ اگر ان کی جانب سے اجازت ملی تو بیان کر دونگا۔ ورنہ نہیں۔ دوسرے دن مولوی صاحب کو کہا گیا کہ تیاری کریں تا کہ آج اس مغربی صاحب کے پاس چلیں۔ مولوی صاحب نے فرمایا میں ہرگز نہیں جاتا۔ کیونکہ مجھے اس علم شریف کا نہائت اشتیاق اور عشق ہے اور اگر مغربی صاحب نے کہہ دیا کہ مجھے استخارہ میں آپ کے متعلق ممانعت کی گئی ہے تو باقی عمر مایوس ہونا پڑے گا۔ بالفعل اتنا امیدوار تو ہوں کہ شاید حاصل ہو جائے اور اگر موت آ گئی تو بھی اس کے عشق اور تمنا میں مروں گا۔ حاصل یہ کہ تمنائے حصول میں مرجانا بہ نسبت مایوسی کے بہتر ہے۔

Marfat.com

ملفوظ (۳)

ایک دن حضور اقدس حسب عادۃ شریفہ دربار متبرکہ میں رونق افروز تھے۔ طالب علم اور سامعین فصوص الحکم کا سبق سننے کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور انور نے بندہ کو شرف خطاب بخش کر فرمایا کہ تجھے کس طرح خبر ہوئی۔ بندہ نے عرض کی مجھے مولوی غلام محمدؐ صاحب نے اطلاع دی۔ اور ان کو حافظ اللہ بخش خلف الرشید جناب میاں حاجی کریم بخش صاحب سیٹھی نے کہا کہ فی الحال گولڑہ شریف میں ایک مولوی صاحب نے جو میرا شریف سے آئے ہیں۔ کتاب فصوص الحکم شروع کی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ تم بمجرد اس اطلاع کے کتابیں بغل میں لے کر روانہ ہو آئے۔ بندہ نے عرض کی جی۔ اور چونکہ وہ دن قاضی سراج الدین صاحب وکیل ساکن راولپنڈی کی دعوت کے لئے خاص تھا۔ اس لئے کہ قاضی صاحب نے ایک نیا مکان تیار کرایا تھا اور کئی دفعہ عرض معروض کر رہے تھے کہ جب تک حضور انور اس مکان میں تشریف نہ لے جاویں میں ہرگز اس میں داخل نہ ہونگا۔ اس لئے حضور انور نے فرمایا کہ آج کا سبق راولپنڈی میں قاضی صاحب کے مکان میں ہوگا۔ چونکہ اس کتاب کا سبق ایک نعمت عظمےٰ ہے اس کے لئے امتحان چاہیئے۔ تاکہ طالب صادق معلوم ہو۔ اس وقت عین دوپہر میں پا پیادہ جانا ہوگا۔

حضور انور نے جناب مولوی غازی صاحب کو فرمایا۔ کہ آپ کو سواری دی جائے گی۔ بعدہٗ حضور انور نے افادۃً فرمایا کہ اکثر آدمی حضرت الشیخؒ کی عبارت ذیل اوجد الاشیاء وھو عینھا سے وہم میں پڑے ہیں اور اس عبارت سے خالق و مخلوق کا اتحاد سمجھ کر حضرت الشیخؒ پر ناحق زبان تکفیر و تشنیع کی جاری کر دی۔ حالانکہ حاشا و کلا از روئے تحقیق حضرت الشیخؒ کی ہرگز یہ مراد نہیں ہے کیونکہ لفظ عین کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ کہا جاتا ہے کہ یہ چیز اپنی عین ہے یعنے بطریق حمل اولی چنانچہ الانسان انسانٌ۔ اور دوسرا معنی عین کا یہ ہے کہ ما بہ التقوم یعنے ایک چیز کا قیام دوسری چیز کے ساتھ ہو۔ اور یہاں یہی معنی مراد ہے نہ معنی اولی۔ پس وھو عینھا کا یہ معنی ہے کہ اگر واجب کا تعلق مخلوقات سے قطع نظر کیا جاوے تو مخلوق کا فی نفسہٖ کوئی وجود نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے اور ممکن کا وجود و عدم یکساں ہوتا ہے۔

Marfat.com

پھر حضور انور نے بندہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ تقریر خاص اس کے لئے کی گئی ہے تم باقی حاضرین نے سنی ہوئی ہے۔ کاتب الحروف نے اس بندہ نوازی پر شکریہ ادا کیا۔

بعدہٗ حضور نے افادۃً فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت شیخ اکبرؒ اور شیخ الشیوخ شیخ شہاب الدینؒ السہروردی کا کسی بازار میں اتفاقیہ گذر ہوا۔ ہر ایک بزرگوار دوسرے کو دیکھ کر گذر گیا۔ کسی نے حضرت الشیخؒ سے شیخ الشیوخ کے بارہ میں استفسار کیا۔ کیف وجدتہ (حضرت شیخ الشیوخ کیسے شخص ہیں) تو حضرت الشیخؒ نے فرمایا۔ رجلٌ مَلِیٌ اتباعاً و سنۃً یعنے شیخ الشیوخ اتباع سنت نبوی میں کامل اور بھرپور مرد ہیں۔ کسی اور شخص نے شیخ الشیوخ سے حضرت الشیخؒ کے بارہ میں پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا۔ رجلٌ مَلِیٌ حکمۃ و اسراراً یعنے حضرت الشیخ اکبرؒ ایک مرد ہے جو حکمت اور اسرار الٰہیہ سے سرتاپا بھرپور ہے۔ شیخ الشیوخؒ اپنے مریدوں کو حضرت الشیخؒ کی مجلس و صحبت سے منع فرمایا کرتے تھے۔ اور آخر میں اس کی وجہ وجیہ بیان فرمائی کہ چونکہ حضرت الشیخؒ کی کلام نہایت بلند و عمیق ہوتی ہے۔ اور ہر شخص میں اس کے سمجھنے کی قابلیت نہیں ہوتی۔ اس لئے عوام الناس کو منع کرتا ہوں۔ حضور انور نے زبان درفشان سے فرمایا کہ حضرت الشیخؒ کی خبر وفات حسرت آیات پر شیخ الشیوخؒ نے نہایت رنج و الم ظاہر کیا۔ اور نیز حضور انور نے فرمایا کہ ایک شخص ہر روز دس بار لعنت حضرت الشیخؒ پر کہا کرتا تھا۔ حضرت الشیخؒ نے جب اس کے مرنے کی خبر سُنی اس کے جنازہ پر تشریف لے گئے اور ستر ہزار بار نفی اثبات کا ذکر کر کے اس کے لئے دعائے مغفرت فرمائی۔ کیونکہ وہ شخص ان کے حق میں گرفتار تھا۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت الشیخؒ کا کشف اس قسم کا تھا کہ جب کسی شخص پر تین بار نظر ڈالتے تھے۔ اس کا احوال مفصلاً میثاق سے حشر تک مشاہدہ فرمالیتے تھے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت الشیخؒ گویا حکمی فرزند حضرت غوث پاکؓ کے ہیں۔ کیونکہ حضرت الشیخؒ کے والد علی عربی کی کوئی اولاد نہ تھی اور وہ ہر ولی اللہ کے پاس جا کر استدعا کرتے تھے اور یہی جواب ملتا تھا کہ تمہاری قسمت میں کوئی اولاد نہیں ہے۔ آخر الامر حضرت غوث پاکؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ حضور غوث پاکؓ نے فرمایا کہ لوح محفوظ پر نظر کی گئی تمہارے نصیبہ میں اولاد نہیں ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ اگر تقدیر میں نہیں ہے۔ تو پھر حضور میں حاضر ہونے کا کیا فائدہ حاصل ہوا۔ حضور غوث پاکؓ

Marfat.com

نے مہربانی سے فرمایا کہ میرے پاس آؤ اور اپنی پشت میری پشت سے ملاؤ۔ میری صلب میں ایک فرزند باقی ہے۔ میں نے تم کو بخشا۔ اس ذریعہ سے حضرت الشیخؒ کا علی عرب صاحب کے گھر تولد ہُوا۔ بعدہٗ حضور انور نے فرمایا کہ حضرت غوث پاکؒ کا حال اور معاملہ بھی عجیب و غریب ہُوا ہے۔ حضرت کی شب ولادت باسعادت میں دو سو بائیس مولود تولد ہوئے اور حضور کی برکت سے سب کے سب اولیا ہو گئے۔

اور نیز حضور انور نے فرمایا کہ بچپن میں حضور غوث پاکؓ ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ ناگاہ ایک بھینس اس طرف آئی اور کہنے لگی کہ عبدالقادرؓ تجھے اس کام (کھیل) کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔

اور نیز حضور انور نے فرمایا کہ جب حضرت غوث پاکؓ کی عمر چند سال کی ہوئی علم حاصل کرنے کے لئے سفر کا ارادہ فرمایا۔ تو حضرت کی والدہ ماجدہ نے چند دینار آپ کی گودڑی میں ٹانک دیئے کہ سفر میں کام آوینگے۔ اور بوقت رخصت وصیت فرمائی کہ اے فرزند ہرگز جھوٹ نہ بولنا (حضرت کی والدہؓ ماجدہ بھی صاحب ولایت تھیں) جب حضرتؓ رخصت ہو کر سفر میں چلے۔ ایسی جگہ پہنچے جہاں قطاع الطریق یعنے ڈاکوؤں کا ایک بھاری گروہ درپیش ہُوا۔ ڈاکوؤں کے سردار نے حضرتؓ سے دریافت کیا کہ آپ کے پاس کوئی چیز ہے؟ حضرتؓ نے فرمایا۔ ہاں میری اس گودڑی میں چند دینار ہیں۔ سردار کو یقین نہ ہُوا۔ اس نے خیال کیا کہ شائد بطور خوش طبعی فرما رہے ہیں۔ کیونکہ کوئی شخص اپنے درہم بھی ظاہر نہیں کرتا چہ جائیکہ دینار ہوں۔ اسی طرح اور ڈاکوؤں نے بھی یکے بعد دیگرے پوچھنا شروع کیا۔ تو حضرتؓ سب کے جواب میں یہی فرماتے رہے۔ آخر الامر انہوں نے کہا کہ اگر آپ کے پاس دینار ہیں تو ظاہر کرو۔ حضرتؓ نے فی الفور دینار گودڑی سے نکال کر سامنے کر دئیے۔ سب ڈاکو حضرتؓ کی صداقت و راست بازی سے متعجب و حیران ہو کر سچائی کی وجہ پوچھنے لگے۔ حضرتؓ نے فرمایا کہ مجھے میری والدہؓ محترمہ نے بوقت وداع وصیت فرمائی تھی کہ جھوٹ نہ بولنا۔ اس واسطے حسب فرمان حضرت والدہؓ ماجدہ کے جو کچھ میرے پاس تھا سچ سچ ظاہر کر دیا۔ وہ سب لوگ اپنے گذشتہ اعمال پر پشیمان ہو کر کہنے لگے۔ سبحان اللہ اس شخص نے باوجود خطرہ کے اپنی والدہ کی نافرمانی روا نہیں رکھی۔ ادھر ہم ہیں کہ عمر بھر اپنے مالک حقیقی کی نافرمانی میں مشغول ہیں۔ سب نے حضرتؓ کے دست

Marfat.com

مبارک پر توبہ کی۔ اور بد اعمالی سے پشیمان و تائب ہو کر عذاب الیم سے نجات پائی۔
حضور انور نے فرمایا کہ حضرت غوث پاک کی یہ پہلی کرامت ہے۔ اس موقعہ پر حافظ سراج الدین نے عرض کی کہ حضرتؒ کا ظہور کس سنہ میں ہوا ہے۔
حضور انور نے فرمایا کہ شاید آپکی ولادت با سعادت سنہ ۵۰۱ھ میں اور وفات سنہ ۶۶۱ھ میں ہوئی۔ کیونکہ مادۂ ولادت آپ کا **عاشق** ہے اور مادۂ وفات **معشوق الٰہی**۔ پھر حضور انور نے شعر ذیل پڑھا۔

سنینش کامل ۹۱ و عاشق ۵۰۱ تولد ⁂ وصالش دان ز معشوق الٰہی

(یعنی آپ کی عمر مبارک ۹۱ سال ہے جو لفظ کامل کے عدد ہیں۔ اور سن ولادت لفظ عاشق سے ظاہر ہوتا ہے۔ جس کے عدد ۵۰۱ہ ہیں اور سن وصال لفظ معشوق الٰہی سے مفہوم ہوتا ہے جس کے عدد ۵۹۲ ہیں۔)
اور نیز حضور انور نے فرمایا کہ شیخ سعدیؒ کو بھی شرف زیارت حضرت کا حاصل ہے۔ کیونکہ میرے ایک مہربان نے ذکر کیا ہے۔ کہ میں نے ملتان میں ایک قلمی نسخہ گلستان کا شیخ سعدیؒ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں سے لکھا ہوا دیکھا۔ کہ جس میں حکایت ذیل یعنے شیخ عبدالقادرؒ را دیدند کہ بر در کعبہ نشستہ بود الخ میں بلفظ دیدم لکھا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ سعدیؒ حضرتؒ کے ہم عصر تھے۔ پس اغلب ہے کہ شرف بیعت بھی حاصل کیا ہوگا۔ بنا بریں حضرت شیخ الشیوخ پیر صحبت شیخ سعدیؒ ٹھیرے۔ چنانچہ رباعی ذیل میں انہوں نے کہا ہے۔ رباعی

مرا پیر دانائے مرشد شہاب ⁂ دو انداز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ در خویش خود بیں مباش ⁂ دگر آنکہ در غیر بد بیں مباش

یعنے مجھے میرے مرشد حضرت شیخ شہاب الدین نے دریا کے سفر میں دو نصیحتیں فرمائی ہیں ایک یہ کہ اپنے کمال پر نظر مت رکھ۔ دوسری یہ کہ کسی کے عیب پر نگاہ نہ رکھ۔
بعدہٗ حضور نے فرمایا کہ حضرت جلال الدین بخاری اُچی علیہ الرحمۃ حضور غوث پاکؓ کے مقولۂ ذیل فطوبیٰ لمن رآنی اور آی من راء من رانی (یعنی اس کے لئے خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا یا میرے دیکھنے والے کو یا میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو) پر فخریہ فرماتے تھے کہ میں اس بشارت عظمیٰ میں داخل ہوں۔ کیونکہ میں حضرت غوث بہاؤالحق ملتانی کا مرید ہوں۔

Marfat.com

اور وہ حضرت شیخ الشیوخؒ کے اور شیخ الشیوخؒ کو شرف زیارت حضرت غوث الاعظمؓ حاصل ہے۔

اور نیز حضور انور نے فرمایا کہ شیخ الشیوخ کے حق میں حضرت غوث الاعظمؓ نے دعائے ذیل فرمائی ہے کہ انت اخرالمشھورین فی العراق (یعنی تو عراق کے مشہور اولیائے کرام کا آخری فرد ہوگا۔

اور نیز حضور انور نے فرمایا کہ حضرت شیخ الشیوخؒ کو حضور غوث الاعظم کی گود میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہے۔ کیونکہ بچپن میں ان کو اپنے والد بزرگوار نے بغرض طلب دعا حضور غوث پاک کی خدمت میں حاضر کیا۔ تو حضرتؓ نے ان کو اپنی گود مبارک میں بٹھالیا۔

ملفوظ (۴)

جامع کلمات طیبات لکھتا ہے کہ جب ہم قاضی سراج الدین وکیل کے مکان پر پہنچے نماز عصر کے بعد سبق فصوص الحکم کا شروع ہوا۔ اثنائے تقریر میں حضور انور نے فرمایا کہ حضرت الشیخ نے اپنے علم کے بارہ میں فرمایا کہ اخذنا العلم حیا عن حی و اخذتم العلم میتا عن میت (یعنے ہم حیات ابدی والوں نے حیات ابدی والوں سے علم حاصل کیا۔ اور تم مردہ دلوں نے مردہ دلوں سے)

نیز حضور انور نے فرمایا۔ حضرت جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں کہ تیس سال سے میں دل کے دروازہ پر معتکف رہا۔ بالفعل اس قدر کہا جاتا ہے۔ کہ اے جنید اب تو اس قدر کے مستحق اور قابل ہوا ہے۔ کہ تجھے زنار شرک کے گوشہ سے آگاہ کیا جائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت جنیدؒ کے مقولہ دل کے دروازہ پر بیٹھنے سے مراد یہ ہے کہ دل کو اللہ کی طرف متوجہ کیا۔ پس جائے غور ہے۔ کہ حضرت جنیدؒ جیسے شخص کو تو تیس سال کے بعد اس قدر جواب دیا جاتا ہے۔ اور آج کل بعض آدمی دو روز محنت کر کے کہہ دیتے ہیں کہ میرا قلب جاری ہوگیا ہے۔ حاشا وکلا جریان قلب سے مراد محض مضغہ صنوبری یعنی اس محسوس گوشت کے ٹکڑے کی حرکت مراد نہیں۔ کیونکہ یہ حرکت معمولی سی محنت سے بہت جلد حاصل ہو جاتی ہے بلکہ جریان قلب عبارت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور حضور مالا کلام سے۔ فَاَیْنَ ھٰذَا مِنْ ذَا یہ کہاں اور وہ کہاں۔

اور نیز حضور انور نے فرمایا کہ میں نے ایک کتاب میں دیکھا ہے کہ ایک شخص مجددی کہتا ہے کہ

Marfat.com

میں ایک روز حضرت سلطان العاشقین محبوب الٰہی صاحب کے مزار مقدس پر مراقب ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ برزخ یعنے عالم مثال میں فتوحات مکیہ و فصوص الحکم کا درس دے رہے ہیں۔ میں نے حضرت الشیخ رضی کی عبارت ذیل (اوجد الاشیاء وھو عینھا) پیش کر کے عرض کی کہ اس عبارت سے خالق و مخلوق کا اتحاد مفہوم ہوتا ہے۔ حضرت موصوف نے جواب میں قدرے تامل فرمایا۔ ناگاہ حضرت الشیخ رضی کی روح مبارک نے متجلّی ہوکر افادتاً فرمایا۔ کہ آپ جواب میں کیوں نہیں فرماتے کہ میں نے (وھو عینھا) کہا ہے نہ (ھی عینه) تاکہ نقص لازم آتا (اس مقام پر عین کا معنے مذکور ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

ملفوظ (۵)

ایک دن حضور انور نے مجلس شریف میں فرمایا کہ حضرت الشیخ رضی نے فتوحات میں لکھا ہے۔ کہ لفظ اَللّٰہ ذات بحت کے لئے عَلَم نہیں۔ بلکہ ذات من حیث الاسمأ والصفات اجمالاً کے مراتب ثلاثہ میں سے مرتبہ ثانیہ کا عَلَم ہے اور نیز حضرت الشیخ رضی نے لکھا ہے کہ ذات سبحانہ وتعالیٰ عارف کو مشہود ہوتی ہے نہ معلوم۔ جیسا کہ مرتبۂ الٰہیہ معلوم ہوتا ہے نہ مشہود۔ اور نیز لکھا ہے کہ ذات بحت عارف کا قبلہ نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ قبلہ ہونا معبود ہونے پر منحصر ہے۔ اور معبود مرتبہ الٰہیہ ہے نہ ذات بحت۔ جس کو فقط ھو سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ملفوظ (۶)

اور نیز حضور انور نے فرمایا۔ کہ یہاں ایک نہایت ہی عمیق اور باریک بات ہے۔ غور سے سننی چاہیئے۔ یعنی وحدت الوجود کے مشاہدہ کا مقام لغزش گاہ اقدام ہے۔ کہ اس مقام میں ہزاروں بلکہ لاکھوں اولیأ اللہ نے لغزش کھائی ہے۔ بدیں خیال کہ شاید وحدت الوجود کا مشاہدہ بھی ان مشاہدات میں سے ہو جو اثنائے سلوک میں سالک پر واقع ہوتے ہیں۔ اور ان مشاہدات میں اس امر کا احتمال و امکان ہوتا ہے کہ سالک کا کوئی مشاہدہ واقع کے خلاف ہو۔ پس یہ وہم ان کا محض غلط ہے کیونکہ یہ حضرت الشیخ رضی کا مبینہ مشاہدہ ان مذکورہ مشاہدات کی مانند نہیں ہے بلکہ یہ مشاہدہ محقق و مثبت اور آیات سے موید ہے۔ اور محض حال

Marfat.com

نہیں۔بلکہ مقام کے درجہ میں ہے۔ وَ اَیْنَ ھٰذا مِنْ ذَاكَ۔

ملفوظ (۷)

اسی دن بعد نماز عصر کے مسجد شریف میں حضرت الشیخؒ کے کشف کی نسبت فرمایا کہ ان کا کشف معقولی کشف کی طرح نہیں۔بلکہ اور ہی قسم کا ہے۔کہ تمام عالم کے جملہ حالات مبداء سے معاد تک بیان فرمادئے۔اس اثناء میں ایک شخص مسمی مولوی احمدالدین صاحب چکوالی نے عرض کی۔کہ فلاں نقشبندی ایک روز از روئے طنز کہتا تھا۔کہ اللہ جل وعلی شانہ قرآن کریم میں مشرکین کے بارے میں عذاب کے تبدیل و تضعیف سے خبر دیتا ہے اور حضرت الشیخؒ فرماتے ہیں۔کہ جہنم اپنے اہل پر گلزار ہو گا۔

حضور انور نے فرمایا۔کہ ہر ایک شخص اپنی جگہ بیٹھ کر اپنے خیالات ظاہر کرتا ہے۔لیکن غور کرنا چاہیئے۔کہ کیا حضرت الشیخؒ نے آیۃ تبدیل عذاب کی نہیں دیکھی۔اور نیز یہ کہ اس صورت میں آیۃ خالدین فیھا احقابا۔اور آیۃ خالدین فیھا الا ما شاء ربك کے کیا معنے ہوں گے۔اور نیز یہ آیۃ ان مع العسر یسرا کا یہ مقتضی ہے کہ ہر عسر کے بعد یسر ہوتا ہے۔اس آیت میں دار دنیا کی تخصیص نہیں بلکہ عام ہے۔اور نیز مشکوٰۃ شریف والی حدیث کا کیا جواب ہوگا۔ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسعت رحمت الٰہی کا بیان فرما رہے تھے۔ایک سائل نے عرض کی یا رسول اللہؐ کیا مشرکین کو بھی۔آپ نے توقف فرما کر بعد میں تین بار فرمایا (الّا و من اشرک) یعنی مشرکین کو بھی رحمت شامل ہوگی اور اس حدیث کا جو علمائے ظاہر نے جواب دیا ہے کہ اس حدیث میں وہ مشرکین مراد ہیں جو بعد کو مشرف با سلام ہوئے۔قابل نظر ہے۔کیونکہ اگر یہ مراد ہوتی تو وجہ توقف کیا تھی۔اور نیز لفظ عذاب کا مقتضی ہے۔کہ مدت کے بعد اہل جہنم کے حق میں عذب (شیریں) ہوگا۔کیونکہ حروف اصلی عذاب کے تین ہیں۔عین۔ذال۔با۔الف زیادہ ہے۔الف کو دور کر دو عذب بمعنی شیریں ہوتا ہے۔اور نیز اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ سے ہے واسعٌ علیمٌ۔اور چونکہ صوفی ان صفات سے منصف ہوتا ہے لہٰذا وہ بھی اپنی نظر کی وسعت کی بناء پر ایسے معانی کا ادراک کرسکتا ہے۔نہ کہ عوام۔

ؔ یہ حدیث مشکوٰۃ المصابیح مطبوعہ اصح المطابع صلـ۲۰۶ پر مذکور ہے ۱۲۔

Marfat.com

پھر حضور انور نے فرمایا۔ کہ شہر قصور میں بھی ایسی مجلس کا اتفاق ہُوا تھا۔ جماعت نقشبندیہ کا جم غفیر کسی عرس کی تقریب پر جمع تھا۔ جب ان کو میری آمد کی خبر ہوئی۔ سب آئے۔ ان میں سے ایک شخص ذی علم نے کسی کے کہے سُنے بغیر ہی خود بخود تقریر شروع کر دی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ وجودیہ اور شہودیہ کے درمیان کچھ واقعی اختلاف نہیں بلکہ نزاع لفظی ہے۔ یہ انہوں نے اپنی طرف سے نہیں کہا۔ بلکہ ایسی عبارتیں کتابوں میں موجود ہیں۔ جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ نے ہر دو مشرب میں توافق بیان فرمایا ہے۔ لیکن چونکہ وہ خود محرک ہوئے تھے۔ اس لئے میں نے بطور تحقیق مخالفت کی طرز پر کہا کہ آپ کو ایسی گفتگو مناسب نہیں۔ کیونکہ ایسی گفتگو سے اپنے شیخ کے حق میں سوءِ ادب لازم آتا ہے اور حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ آپ کے شیوخ میں سے ہیں۔ اُنھوں نے حیران ہو کر کہا۔ کہ کس طرح سوءِ ادب لازم آتا ہے۔ میں نے جواب دیا۔ کہ نزاع لفظی اس امر سے عبارت ہے کہ دو متخاصمین ایک لفظ ذو معنیین میں اختلاف کریں اور ہر ایک کی مراد دوسرا معنی ہو۔ اور فریق ثانی کی مراد سے ہر ایک بے خبر ہو۔ اس طرح قلت تدبر اور کم فہمی سے ہوا کرتا ہے۔ اور نیز کہا جاتا ہے کہ نزاع لفظی اہل تحقیق کی شان سے بعید ہے۔ وہ سخت لاجواب ہو کر فرار کا راہ دیکھنے لگے۔ لیکن بغیر تسلیم وحدت الوجود کے کوئی چارہ نہ ملا۔ آخر میں نہایت شاکر اور محظوظ ہو کر رخصت ہوئے۔ باقی ماندگان کو خبر دی وہ صبح سویرے حاضر ہو کر افسوس کرنے لگے۔ کہ رات ہم کو خبر نہ ملی اور اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہ گئے۔ کاتب الحروف کہتا ہے۔ کہ اس مباحثہ میں بندہ بھی حاضر خدمت تھا۔ اس مباحثہ کی کیفیت احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ کیونکہ الزام خصم اور اسکات سے جملہ حاضرین مجلس تعجب میں تھے۔ منجملہ دلائل اثبات وحدت شہود کے خصم نے یہ آیۃ پیش کی ان اللہ علی کل شئ شھید۔ اور کہا کہ اس آیت سے وحدۃ الشہود ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ علی کل شئ شھید کا معنے فی کل شئ مشہودٌ ہے۔

حضور انور نے فرمایا۔ کہ علی بمعنی فی بطور شاہد قرآن کریم سے پیش کرو۔ لاجواب ہو گئے۔ اور جو جماعت کہ صبح حاضر ہوئی تھی۔ انہوں نے بھی حضور انور سے اپنے چند شکوک رفع کئے۔ ایک یہ کہ حضرت مولانا رومؒ کے شعر ذیل کا کیا مطلب ہے ؎

Marfat.com

علم حق در علم صوفی گم شود ⁂ ایں سخن کے باور مردم شود

حضور انور نے فرمایا۔ لفظ گم بمعنی فانی نہیں۔ بلکہ گم بمعنی مستور ہے۔ یعنی علم حق صوفی کے علم میں مستور ہوتا ہے اور صوفی کی ذات سے ظہور پاتا ہے۔ کیونکہ ذاتِ صوفی ذاتِ حق سبحانہ وتعالیٰ کی مظہر ہے۔ اور صفاتِ صوفی مظہر صفاتِ حق سبحانہ وتعالیٰ۔ دوئم یہ کہ مقولۂ مشہورہ ؟ العلم حجاب اکبر کا کیا مطلب ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ علم بھی منجملہ حجابات وصول سے ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ ذی حجاب ہمیشہ حجاب کے پیچھے ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ اس حجاب علمی کو جو تیرے اور حق سبحانہ وتعالیٰ کے درمیان حاجب ہوا ہے اٹھا دے۔ تاکہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا مشاہدہ ہو سکے۔ یہ معنی نہیں کہ علم وصول الی اللہ سے مانع ہوتا ہے۔ کیونکہ علم موصل الی اللہ ہوتا ہے۔ نہ حاجب ومانع۔ کاتب الحروف کہتا ہے۔ کہ حضرت حافظؒ کا شعر ذیل اسی کا موئد اور شاہد ہے۔ شعر:-

تا علم وفضل بینی بے معرفت نشینی ⁂ یک نکتہ ات بگویم خود را مبیں کہ رستی

یعنے علم وفضل کا غرور وگھمنڈ معرفت الٰہی کا حجاب ہے۔ غرور کو دور کر اپنی ہستی کو مٹا دے۔ بس واصل باللہ ہو گیا۔

بعدہٗ حضور انور نے فرمایا۔ کہ صاحبزادہ محمود صاحب تونسوی کو مباحثہ قصور کی اطلاع ہوئی نہایت خوش ہوئے۔ اور خط لکھا کہ شاہ صاحب شہر قصور میں بیٹھ کر مسئلہ وحدۃ الوجود خصم کو تسلیم کرانا یہ آپ ہی کے ذاتی خواص میں سے ہے۔

پھر حضور انور نے فرمایا کہ صاحبزادہ صاحب نے یہ فقرہ اس واسطے لکھا ہے۔ کہ حضرت اعلیٰ تونسویؒ کے زمانہ میں ایک بزرگ شیخ غلام محی الدینؒ نقشبندی کہ وہ بھی اپنے وقت میں مشاہیر میں سے تھے۔ اور شہر قصور میں رہتے تھے۔ انہوں نے پاکپٹن شریف میں عرس کے موقعہ پر حضرت اعلیٰ تونسوی سے مولویانہ طرز پر سماع کا مسئلہ دریافت کیا۔ حضرت اعلیٰ نے جواب میں فرمایا۔ کہ یہ ایک عشقیہ نسبت ہے جس کے باعث ہم چشتی لوگ سماع سنتے ہیں۔ نامبردہؒ نے کہا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم لوگوں میں عشق نہیں۔ حضرت اعلیٰؒ نے جذبہ اور جوش میں آکر فرمایا۔ اساں کوں تاں عشق ہے تساں دی خبر تساں کو ہوسی۔ کاتب الحروف کہتا ہے۔ بعدہٗ حضور انور نے فرمایا

Marfat.com

چونکہ حضرت اعلیٰؒ میں واقعی عشق تھا۔ اس لئے بر سرِ میدان دعوے کیا۔ چنانچہ قاعدہ ہے کہ کسی شخص میں اگر کوئی چیز واقعی موجود ہو تو علی رؤس الاشہاد بر ملا کہتا ہے ◆

ملفوظ (۸)

۲۵ شوال المکرم ۱۳۲۰ھ فصوص الحکم کے سبق میں با ثنائے تحقیق مذہب وجودیہ و شہودیہ اپنی زبان معارف بیان سے اس طرح ارشاد فرمایا کہ میری غرض اس تحقیق سے یہ ہے کہ تم لوگوں پر حضرت الشیخؒ کا مرتبہ علمی و کشفی واضح ہو جائے تاکہ نقشبندیوں کی کتابیں دیکھ کر حضرت کی جناب میں سوءِ ظنی کے مرتکب نہ ہو جاؤ۔ قدرے بیان کیا جاتا ہے ہوش کے کانوں سے سننا چاہیئے۔

حضرت الشیخؒ نے فتوحات کے متعدد مقامات میں چند اشعار تحریر فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک مصراع یہ ہے ؎ یا اخت عمتی المعقولۃ

حضور انورؒ نے فرمایا۔ یہ ایسا مصراع ہے کہ مولوی غلام جیلانی صاحب پشاوری جیسے فاضل زمان ایک دن اس مصراع کے مطالعہ پر فجر سے ظہر تک پڑے رہے۔ جب مطالعہ سے سر اٹھایا۔ ایک رفیق بیٹھا ہوا دیکھا۔ اس سے پوچھنے لگے۔ کہ تو کس وقت آیا اس نے عرض کی کہ میں صبح سے حاضر ہوں۔ لیکن چونکہ میں نے خیال کیا کہ جناب کے مطالعہ میں خلل ہو گا اس لئے خاموش بیٹھا رہا۔ انہوں نے فرمایا کہ مجھے قسم ہے ذات حق سبحانہ و تعالیٰ کی صبح سے اس وقت تک اس کتاب کے مطالعہ پر پڑا ہوں۔ لیکن اب تک ایک مصرعہ حل نہیں ہوا۔

حضور انورؒ نے فرمایا۔ کہ اس مصراع کا معنی یہ ہے کہ اے میری بہن بلکہ میری پھوپھی کہ تو معقولہ ہے۔ اور یہ اشارہ ہے اس حدیث شریف کی طرف کہ وارد ہے۔ انی خمّرت طینۃ آدم بیدی اربعین صباحاً۔ حاصل یہ کہ آدم علیہ السلام کی خلقت سے کچھ مٹی باقی رہ گئی۔ جس سے کھجور کا درخت بنایا گیا۔ لہٰذا کھجور کا درخت آدمؑ کی بہن اور ہماری پھوپھی ٹھیرا۔ جب اس کی خلقت کے بعد کچھ مٹی بمقدار ایک دانہ تل باقی بچی۔ تو اس سے اللہ تعالیٰ نے ایک زمین نہایت وسیع پیدا فرمائی کہ ساتوں آسمان اور زمینیں اس کے مقابلہ میں ایسے ہیں جیسے صحرا میں ایک حلقہ اور اس کو ارض حقیقی بولتے ہیں۔ ؎ ایں جہاں را آں جہانے دیگر است

Marfat.com

اسی زمین سے عبارت ہے۔ ارض حقیقی کے بعض خواص میں سے ایک یہ ہے کہ اس جہان دنیا کے ممتنعات اس میں ممکنات اور آیات متشابہات محکمات ہوتے ہیں۔ اس زمین میں بڑے بڑے شہر اور محل ہیں کہ ان کے دروازوں پر ملائکہ نگہبان و محافظ قائم ہیں۔ تاکہ کوئی نا اہل اس میں داخل نہ ہوسکے۔ حضرت الشیخؒ فرماتے ہیں۔ کہ اس ارض حقیقی میں خود میں اور میرے جیسے خواص داخل ہوتے ہیں۔ اس کے عجائبات میں سے ایک یہ ہے کہ اس کے درختوں کا ایک ایک دانہ انار و سیب اس حجم کا ہوتا ہے کہ ساتوں آسمانوں و زمینوں میں سما نہیں سکتا۔ اور پھر باوجود اس حجم کے داخل ہونے والے عارف کے ایک ہاتھ میں پکڑا جا سکتا ہے۔ اور جب عارف اس ارض حقیقی میں داخل ہونے کا ارادہ کرتا ہے اس کے لئے خاص لباس لایا جاتا ہے اور عارف کو پہنا کر وہاں لے جاتے ہیں۔ جب عجائبات و غرائبات کے سیر سے واپس ہونا چاہتا ہے۔ ملائکہ وہ لباس اتار کر وداع کرتے ہیں۔ لیکن اس ارض حقیقی کا دخول جسمی نہیں بلکہ بطور انخلاع و انسلاخ روحی ہے۔ اور نیز حضرت الشیخؒ نے شیخ اوحد الدینؒ کرمانی کا قصہ اس طرح بیان فرمایا ہے۔ کہ وہ فرماتے ہیں۔ کہ میرے ایک شیخ مرض اسہال میں مبتلا تھے۔ اور ان کی عادت تھی۔ کہ دوا علاج بالکل نہ کرتے تھے۔ میں نے عرض کی اگر اجازت ہو کوئی اسہال کو بند کرنے والی دوا لے آؤں۔ محض میری دل نوازی کے لحاظ سے فرمایا۔ بہتر ہے۔ میں ایک شفاخانہ میں گیا۔ ایک شخص نہایت تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ اور باوجود جان پہچان نہ ہونے کے مجھے اپنے ہمراہ لے جا کر بڑی عزت کی۔ اور میرے آنے کا باعث پوچھا۔ میں نے اپنے شیخؒ کا حال بیان کیا۔ فوراً دوا لا کر حاضر کر دی۔ اور میری رخصت کے لئے ہمراہ باہر آیا۔ جب ہم شیخؒ کے مکان کے قریب پہنچے۔ میں نے اس کو قسم دی کہ اب ضروری واپس ہو جاؤ تاکہ شیخؒ ناراض نہ ہوں۔ وہ آدمی رخصت ہوا۔ میں نے حضرت شیخؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا بیان کیا۔ کہ شفاخانہ کا مالک نہایت شریف و مؤدب آدمی ہے۔ اس نے میرے ساتھ بہت ہی مہربانی کی۔ شیخؒ نے تبسم کر کے فرمایا۔ بیٹا میں نے خود یہ کام تیری خاطر بطور انخلاع روحی کئے ہیں۔ کوئی اور شخص نہ تھا۔ اور مجھے اس دوا کی حاجت نہیں۔ پھر استعمال نہ کی۔

بعدہٗ حضور انور نے مکتوب مدنی حضرت شاہ ولی اللہؒ کی تقریر فرمائی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ نفس الرحمٰن عبارت ہے حظیرۃ القدس سے کہ اس کو وجود انبساطی بھی کہتے ہیں۔ عماء بمعنی ابر باریک ہے

53177

Marfat.com

جس کو اولاً حضرت علی کرم اللہ وجہ نے ہبا سے تعبیر فرمایا ہے۔ ارادۂ الٰہیہ عند القوم مجدد ہے حقائق الاشیاء ثابتہ عند القوم محفوظ و مثبت ہے۔ وجود دو قسم ہے۔ ایک انبساطی کہ عبارت ہے نفس الرحمٰن سے۔ چنانچہ آیۂ الم تر الی ربك كيف مد الظل سے مشہود عارف ہوتا ہے۔

کاتب الحروف کہتا ہے کہ گویا آیۂ مذکورہ کا معنی بیدلؔ صاحب نے شعر ذیل میں کہا ہے ؎

کہ کشیدہ دامن فطرتت کہ بسیر ما و من آمدی ؛ تو بہار عالم دیگر زکجا باین چمن آمدی

دوم انتزاعی۔ اور نیز شعر ذیل فرمایا ؎

عباداتنا شتّٰی وحسنك واحد ؛ وكل الى ذاك الجمال يشير

یعنی فقط ایک ہی حسن کا نمود و ظہور ہے صرف تعبیر میں ہماری اصطلاحات و عبارتیں مختلف ہیں۔ لیکن ہر ایک اصطلاح اسی ایک ہی حسن کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ اور مراد صرف ایک ہی ہے۔

اور نیز حضور انورؒ نے فرمایا کہ حضرت اعلیٰ تونسویؒ مولوی صاحب مکھڈی کو صوفی اور عاشق کامل فرمایا کرتے تھے۔ اور چونکہ ان کا لباس نہایت عمدہ اور اعلیٰ ہوا کرتا تھا۔ کسی نے عرض کی کہ حضرت آپ ان کو صوفی کامل فرماتے ہیں۔ اور انکا لباس اس قسم کا ہوا کرتا ہے۔ حضرت اعلیٰ نے فرمایا کہ جو شخص کامل ہو اس کی ہر چیز کامل ہوتی ہے۔ اور چونکہ مولوی صاحب کامل ہیں۔ انکا لباس بھی احسن ہے۔

بعدہٗ حضور انورؒ نے فرمایا کہ صوفی کامل اس لئے فرماتے تھے کہ مولوی صاحب نہایت متبحر اور معقولی عالم تھے۔ نہ اور اشخاص کی طرح صرف مجاہدہ کش۔

بعدہٗ حضور انورؒ نے مولوی سید احمد و دیگر اشخاص کا قصہ بیان فرمایا کہ انہوں نے اپنے آپ کو وجودی سمجھ کر نماز وغیرہ بالکل ترک کر دی۔ اور فرمایا کہ مولوی سید احمد میرا رفیق تھا جو مباحثہ میں مجھ سے ہار کر فراری ہوا تھا۔ اور ارادہ کیا۔ کہ موضع بقہ میں جا کر قاضی مبارک مع منہیات پڑھ کر پھر میرے ساتھ بحث کرے گا۔ میں نے اس کو کہا۔ کہ بقہ نہیں آسمان پر بھی اگر جاؤ تو کچھ نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ تجھ میں معقولی مادہ ہی نہیں۔ بعد ازاں سیال شریف اس غرض سے حاضر ہوا کہ وہاں اپنے واسطے دعا کراؤں گا۔ سیال شریف پہنچ کر درویشوں کو ذکر فکر میں شاغل دیکھا۔ تو اس کو بھی خیال پیدا ہوا۔ اور علمی خیال زائل ہو گیا۔ جب میں سیال شریف پہنچا تو لوگوں

Marfat.com

سے پوچھا کہ یہاں فقیر سید احمد موجود ہے یا نہیں۔ انہوں نے کہا موجود ہے۔ لیکن اس نے نماز وغیرہ ترک کی ہوئی ہے۔ خلاصہ یہ کہ جب اس نے وہاں میرا آنا سنا میرے پاس آیا۔ ملاقات کے وقت میں نے کہا کہ مولوی صاحب سنا گیا ہے کہ آپ سے انسانیت بھی رخصت ہوگئی اور صرف حیوانیت باقی رہ گئی ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ اور میرا ہاتھ پکڑ کر باہر لے گیا اور کہنے لگا کہ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ میں نے تو تعلیم وغیرہ ترک کر دی آپ بھی ترک کر دیجئے کہ اس میں خیر نہیں ہے۔ میں نے جواب میں کہا کہ اپنے حالات سے قطع نظر جو چیز تو نے اس کام میں بطور فائدہ حاصل کی ہے بیان کرتا کہ میں بھی فائدہ سن کر تعلیم کو ترک کر دوں۔ میں تو تیرے وجود میں اس کے سوا کچھ چیز نہیں دیکھتا کہ تو صبح سے شام تک جہر کرتا ہے۔ جس کے سبب تجھ کو قدرے رقت قلب حاصل ہوگئی۔ مگر اس کو عرفان نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ جس کو عرفان حاصل ہوتا ہے وہ ہرگز اتباع نبویؐ کو ترک نہیں کرتا۔ الغرض نام بردہ میری اس بات سے قدرے ناراض ہو کر مجھے ا مولوی صاحب کے حجرہ میں جو جام پوری مشہور تھے لے جاکر کہا کہ یہ شخص وحدت الوجود کا منکر ہے۔ اس کو یہ مسئلہ تسلیم کرانا چاہیئے۔ میں نے کہا کہ چونکہ یہ مسئلہ حضرت اولیاء کاملین و محققین کے مشہودات میں سے ہے منکر نہیں ہوں۔ لیکن اپنی اور اس شخص کی نسبت تحقیقاً کہتا ہوں۔ کہ کیا ہمارے مشائخ حضرت نبوت حقائق اشیاء سے منکر تھے۔ معاذ اللہ۔ کیونکہ قضیہ الجنۃ حق والنار حق مسلمات اعتقادیہ ہے۔ پس تعذیب بالنار مثلاً زید کو وجودیہ کے مذہب میں کس کو ہوگی۔ زید کی حقیقت کو یا تعین کو۔ اس کی حقیقت تو عین حق ہے وہ معذب نہیں۔ اب میں کہتا ہوں کہ تعین امر عدمی ہے یا وجودی۔ اگر عدمی ہے تو اس کا وجود نہیں۔ کیونکہ امر عدمی کا وجود بعد انتزاع کے ہوتا ہے نہ قبل انتزاع۔ اور اگر امر وجودی ہے تو عبارت ہے ذات حق سبحانہٗ و تعالیٰ سے۔ مولوی صاحب مذکور اس تقریر سے حیران ہو کر چپ ہو گئے اور سمجھ لیا کہ اس شخص کو تسلیم کرانا مشکل ہے۔ کچھ نہ فرمایا۔

بعدہٗ حضور انورؒ نے فرمایا غرض یہ کہ وحدت الوجود کا مقتضی یہ نہیں کہ خلاف امر شارع علیہ السلام کیا جائے یا انسان حقائق اشیاء کا منکر ہو جائے۔ بلکہ جو شخص زیادہ کامل ہوتا ہے بدرجۂ کمال متبع امر شارع علیہ السلام ہوا کرتا ہے۔ جیسا کہ حضرت الشیخؒ اور ان کے امثال

Marfat.com

جو شخص اس مقام میں پہنچ کر امر شارع علیہ السلام کے خلاف کا مرتکب ہوتا ہے یہ وحدت الوجود کا مقتضی نہیں۔ بلکہ خود اس شخص کے علمی و عملی نقصان سے ہوتا ہے۔

ملفوظ (۹)

ایک دن حضور انور رضؓ دربار شریف میں رونق افروز تھے۔ فصوص کے سبق شروع ہونے سے پہلے مولوی صاحب میروی سے پوچھا کہ تمہاری فصوص پر شیخ عبدالرزاق قاشانی کی شرح ہے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔

حضور انور رضؓ نے فرمایا۔ کہ قاشانی حضرت الشیخ رضؓ کے قریب العہد اور ان سے مستفیض ہیں۔ ایک دن وہ شیخ رکن الدین علاؤالدولہ سمنانی کے ایک تلمیذ سے ملاقی ہوئے۔ اور شیخ علاؤالدولہ حضرت الشیخ رضؓ کے سخت مخالف تھے۔ اس بناء پر کہ حضرت الشیخ رضؓ نے وجود کو عین ذات کہا ہے۔ قاشانی صاحب نے سمنانی کے تلمیذ سے پوچھا کہ تمہارے استاد حضرت الشیخ رحؒ کے ساتھ متفق ہیں یا مخالف۔ اس نے کہا کہ باقی تو سب امور میں موافق ہیں۔ صرف ایک مسئلہ کہ وجود عین ذات ہے اس میں مخالف ہیں۔ قاشانی صاحب نے فرمایا کہ جو اعلیٰ اور عمدۂ تصوف تھا اس میں مخالفت کی باقی کا کیا اعتبار۔

اور نیز حضور انور رضؓ نے فرمایا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے اپنے ایک مکتوب میں غلام علی شاہ صاحب دہلوی کی طرف لکھا کہ جو لوگ وحدت الوجود کے قائل ہوئے ہیں ان کے مشرب میں ذات حق سبحانہٗ و تعالیٰ کا تنزہ و تقدس راست نہیں آتا۔ الحمدللہ کہ رب العزت نے ہمارے شیخ مجدد صاحب کو ایک ایسی فراست و سمجھ عطا فرمائی کہ وہ عجیبہ مذاق پہ چلے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

بعدہٗ حضور انور رضؓ نے فرمایا کہ جن لوگوں نے حضرت الشیخ رضؓ پر زبان تشنیع یا تکفیر کھولی ہے۔ یہ بباعث قلت علمی اور حضرت الشیخ رضؓ کی تصانیف کو بالاستیعاب مطالعہ نہ کرنے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ حضرت الشیخ رضؓ کا مذاق اس سے بہت اعلیٰ ہے کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی جناب میں ان کے مشرب سے کوئی قدح یا نقص لازم ہو۔ پس جیسا کہ حضرت مجدد صاحب وغیرہ تنزیہ ذات کے قائل ہیں حضرت الشیخ رضؓ نے بھی فتوحات میں متعدد مقامات پر امر مذکورہ کی تصریح و تشریح فرمائی ہے۔ کہ الحق الجمع بین التنزیہ والتشبیہ۔ کاتب الحروف کہتا ہے۔ گویا

Marfat.com

مقولۂ مذکورہ حضرت الشیخؒ کا آیۂ کریمہ ذیل کا مصداق ہے۔ لیس کمثلہ شیئ وھو السمیع البصیر۔ یعنی تنزیہ فی الذات ہے اور تشبیہ فی الصفات۔ مترجم کہتا ہے۔ کہ حضرت قبلہ عالمؒ کے حسب ذیل دو مکتوب جو بعض متوسلین اہل سلوک کے جواب میں تحریر فرمائے گئے استفادۂ مردان حق کے لئے درج کئے جاتے ہیں تاکہ تنزیہ کے متعلق حضرت قبلہ عالم کا مسلک واضح ہو جائے۔ نیز یہ بھی ثابت ہو جائے گا کہ جب چودھویں صدی جیسے نازک دور میں بھی حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کے غلاموں کو یہ مقامات حاصل ہیں تو بعض حضرات نقشبندیہ کا اکابر مشائخ وجودیہ کے متعلق خیال کہ ان کے نزدیک تنزیہ مشکل ہے حقیقت پر مبنی نہیں۔

مکتوب اوّل۔ عنایت نامہ میں برزخ اور خیال سے استفسار فرمایا ہے کہ عین ہیں یا غیر اور نیز برزخ بوجہ احاطۂ صور کے حق عزوجل کی صورت کو بھی محیط ہے یا نہیں؟

مکرما برزخ کو بمنزلہ کرۂ ہوا اور خیال کو اس ہوا کی مانند جو داخل خیشوم وجود انسان ہے (اور ہر دو کے درمیان اتصال جز کا کل کے ساتھ ہے) سمجھنا چاہیئے۔ یعنی خیال ہر فرد بشر کا اتصال رکھتا ہے اسی کرۂ برزخ کے ساتھ۔ چونکہ لیس کمثلہ شیئ کی صورت محیط نہیں کہ اس کے اسیر ہو بلکہ وہی ہر چیز پر محیط ہے۔ الا انہ بکل شیئ محیط۔ لہٰذا برزخ اس کو محیط نہیں ہو سکتا۔ مولانا رومؒ ؎

در تصور ذات حق را گنج کو ✤ تا در آید در تصور مثل او

تصور میں ذات حق کی گنجائش نہیں تاکہ اس کی مثال تصور میں آسکے۔ سعدیؒ ؎

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم ✤ وز ہر چہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم

وحدت الوجود کے قائلین میں سے عارف جامیؒ ؎

ہیچ صورت نتواند کہ کند بند ترا ✤ در صور ظاہری اما نہ اسیر صوری

یعنی کوئی صورت تجھے بند اور متعین نہیں کر سکتی باوجودیکہ مظاہر صور میں ظاہر ہے لیکن اسیر صور نہیں۔ اہل تنزیہ اور اہل وحدت الوجود کا حال تو یہ ہے۔ ہاں اہل تشبیہ کے نزدیک بظاہر احاطۂ برزخی مستبعد معلوم نہیں ہوتا۔ لیکن غور و تامل کے بعد ہر دو فریق سابق کے موافق نظر آتا

Marfat.com

ہے۔ اہل تشبیہ کیا کہتے ہیں۔ جسمٌ لا کالاجسام متمکنٌ مکانہٗ العرشُ لا کالمتمکنین
یعنی جسم ہے لیکن اجسام کی مانند نہیں۔ متمکن ہے اور مکان اس کا عرش ہے لیکن نہ او رمتمکنین کی مانند۔
جامی قدس سرہٗ ہر سہ فریق کے بارہ میں فرماتے ہیں ؎

چشم مشبّہ زجمالِ تو کور ؛ عقل منزہ زکمالِ تو دور

یعنی اہلِ تشبیہ کی آنکھ تیرے جمال کو نہیں دیکھ سکی۔ اہل تنزیہ کا عقل تیرے کمال کو نہیں سمجھ سکا۔

؎ حادئِ تشبیہ چو محمل براند ؛ رفت بمعمورہ و درگل بماند

یعنی تشبیہ کے حدی خواں نے جب محمل کو چلایا تو معمورہ (آبادی) میں جاکر کیچڑ میں پھنس گیا۔

ناقۂ تنزیہ چو تنہا فتاد ؛ پائے زمعمورہ بصحرا نہاد

یعنی اہلِ تنزیہ کا ناقہ جب اکیلا ہو گیا۔ آبادی سے نکل کر جنگل (ویرانہ) میں قدم رکھا۔

ہست زتنزیہ تو تشبیہ تو ؛ نیست جز ایں غایتہ تنزیہ تو

حق سبحانہ کی تنزیہ کا غایت یہی ہے کہ تنزیہ اور تشبیہ دونوں کو حاوی ہے۔ والسلام خیر الختام ؎

مکتوب دوم:۔ کاتب الحروف کہتا ہے ارشاد نامہ ذیل جواب ہے کہ حضور اقدس سے عارف باللہ فقیر محمد امیرؒ صاحب ساکن کوٹ اٹل ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے حسب ذیل استفسار میں تحریر فرمایا تھا۔ مترجم کہتا ہے کہ فقیر صاحب موصوف پر حضرت قدس سرہٗ کی کمال شفقت تھی اور سلسلہ طریقت میں انہیں بیعت وارشاد کی اجازت بھی عطا فرمائی موصوف صاحب ذوق وشوق اور اسقدر ذاکر وشاغل تھے کہ جب ذکر جہر فرماتے تو غیر مسلم لوگ بھی سُن کر عقیدت مند ہو جاتے۔ فقیر صاحب کے مریدین سے اب بھی بعض صاحب نسبت ذاکر وشاغل موجود ہیں۔ آپ پہلے سلسلہ نقشبندیہ میں موسیٰ زئی شریف بیعت تھے۔ وہاں سے بلندی ہمت نے حضرت قبلہ عالم گولڑوی کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت بخشی اور اور آپ کے مورد الطاف ہوئے۔ قارئین حضرات ان کے مکتوب اور حضرت کے جواب سے اس امر کا بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں۔

استفسار از فقیر صاحب موصوف:۔ سیدی ومولائی دام ظلکم۔

بعد سلام المسنون واستغفاق ما بینا سبب اینکہ ایک مسئلہ کا جواب حضور سے مطلوب ہے۔ چنانچہ صورت مسئلہ کی اس طرح ہے۔ مثلاً ایک شخص سالک کہ وجود بشری سے عروج کرے

Marfat.com

تجلی برقی میں محو ہو جاتا ہے۔ لحظہ اس تجلی برقی میں رہتا ہے۔ اس تجلی مذکور میں اس کو کوئی اسماء و صفات نہیں ہوتا۔ اور تجلی برقی بھی مثل وجود بے کنار کے معلوم ہوتی ہے۔ بہت بار اس کو تجلی برقی وارد ہوتی ہے۔ بعد اس تجلی برقی کے سالک نزول میں آیا۔ نزول میں جو آیا یہی جس جا سے شروع ہوا تھا۔ اس جا بشریت میں آگیا۔ سوائے وجود بشریت کے اس کو مشاہدہ بے مثل مثال کا ہمیشہ ہوتا ہے۔ یعنی ایسی طرح ہوتا ہے کہ اسماء و صفات سے معرّیٰ ہے اور بے مثل مثال اور وجود بشری دونوں اس کو جمع ہو کے مشاہدہ ہوتا ہے۔ یعنی دونوں کا جمع مشاہدہ رکھے یا فقط بے مثل مثال کا مشاہدہ رکھے۔ مہربانی کر کے جواب تحریر کردہ بدست حامل عریضہ ہذا حوالہ نمایند۔

عریضہ نیاز:۔ فقیر محمد امیر از کوٹ

جواب استفسار:۔ محبی و مخلصی جناب فقیر صاحب حفظکم اللہ

بعد سلام مسنون الاسلام و دعا آنکہ دونوں کا مشاہدہ کمال ہوتا ہے اور صرف بے مثال (لیس کمثلہ شیئ) کا مشاہدہ نقصان۔ کیونکہ قرآن کریم میں (والظاہر والباطن) وارد ہوا ہے نہ فقط (والباطن)۔ مشاہدہ بے مثال تنزیہ ہے۔ اور مشاہدہ کونی یعنی آفاقی و انفسی تشبیہ ہے۔ اور کمال دونوں کے جمع کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ ہکذا قال الشیخ الاکبر قدس سرہٗ فی الفص النوحی من فصوص الحکم۔ اور مشاہدہ کونی میں پہلے مشاہدہ خارج میں ہوتا ہے یعنی فی الآفاق بعدازاں اپنے اندر یعنی فی الانفس ہکذا صرح الشیخ فی الفتوحات۔ دعا سے یاد رکھیں۔ والسلام

(الراقم دعا گوئے و دعا جوئی نیازمند فقیر آ عبدہ مہر علیشاہؒ بقلم خود از گولڑہ)

ملفوظ (۱۰)

کاتب الحروف کہتا ہے حضور اقدس نے فصوص الحکم کے فقرہ اوجد العالم کلہ پر چار یوم متواتر جناب مولوی محمد غازی صاحب کی خاطر تحقیق و تدقیق فرمائی۔ اور عجیب و غریب بیانات فتوحات اور مکتوبات مدنی شاہ ولی اللہ صاحب وغیرہ کتب سے فرمائے۔ کیونکہ مولوی صاحب موصوف کا خیال تھا۔ کہ مسئلہ وحدت الوجود و شہود کی حقیقت کما حقہٗ اور عالم کی

Marfat.com

حقیقت عند القوم اور فرق بین المذہبین بوجہ احسن مدلل ثابت کیا جائے۔ اس لئے حضور اقدس شکر اللہ سعیہم و افاض علینا من برکاتہم چار یوم متواتر تحقیق فرما کر اس کا خلاصہ و لب لباب پانچویں دن بتاریخ ۲۵ شوال المکرم ۱۳۳۰ھ اس طرح ارشاد فرمایا۔

خلاصہ یہ کہ ذات من حیث ہی عند الفریقین (وجودیہ و شہودیہ) غنیٌ عن العالمین اور لیس کمثلہ شیئٌ ہے۔ اور ذات من حیث الاسماء والصفات عند الوجودیہ عین عالم ہے۔ بایں معنی کہ وہی ذات حق سبحانہ و تعالیٰ بطور تنزل ہر تعین میں متعین ہوئی۔ پس فرق صرف اطلاق و تقیید کا ہے۔ یعنی مرتبۂ اطلاق میں واجب اور معبود ہے۔ اور درجۂ تعین میں ممکن اور عابد۔

کاتب الحروف کہتا ہے۔ کہ گویا بیدلؔ صاحب کا شعر ذیل اسی مضمون کا مصداق ہے ؎

تجلی ہا است حق را در لباس ذات انسانی ✣ شہود غیب اگر خواہی وجوب اینجا است امکانی۔

حضرت انسان میں ذات حق کے تجلیات ہیں۔ اگر غیب کا شہود چاہے تو یہاں حقیقت واجب برنگ امکان ہے۔

بعدہٗ حضور انورؓ نے فرمایا۔ پس معنی وحدت الوجود کا یہ ہوا۔ وحدت بمعنی یگانگی ہے۔ وجود بمعنی مصدری نہیں بلکہ بمعنی ما بہ الموجودیت اور وہ عبارت ہے ذات حق سبحانہ و تعالیٰ سے۔ یعنے عالم یگانگی حق سبحانہ و تعالیٰ ہے۔ اور بس کہ بطریق تنزل ظہور فرمایا۔ اور عند الشہودیہ عالم اعدام خاصہ سے عبارت ہے مقابل اسماء و صفات جو بطریق انعکاس و انصباغ خداوند تعالےٰ کی قدرت کاملہ سے نابود برنگ بود ظاہر ہوا۔ یعنی حق سبحانہ و تعالےٰ اور عالم کے درمیان فرق صرف اعتباری اور صوری نہیں بلکہ واقعی اور ذاتی ہے۔ پس معنی وحدت الشہود کا یہ ہوا کہ وحدت عالم کے شہود میں ہے نہ اس کے مشہودات میں۔ یعنی مشہودات میں فی الواقع کثرت ہے۔ لیکن عارف غلبۂ حال میں ایک ہی دیکھتا ہے۔

بعدہٗ حضور انورؓ نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی آدمی فتوحات کا خطبہ پڑھے۔ اس میں چند مقامات تحقیق و تفہیم طلب ہیں۔ تاکہ بیان کیا جائے۔ لمبی عبارت پڑھنے سے میرے سر کو درد ہوتا ہے۔

مولوی صاحب میروی نے عرض کی اگر صرف عبارت پڑھنی ہو تو میں پڑھتا ہوں۔ حضور انورؓ نے فرمایا بہتر ہے تم صرف عبارت بدون لحاظ اعراب وغیرہ پڑھو میں معنی بیان

Marfat.com

کروں گا۔ مولوی صاحب نے خطبہ شروع کیا۔ الحمد للہ الذی اوجد الاشیاء عن عدم وعدمہ۔ کاتب الحروف کہتا ہے چونکہ نامبردہ نے لفظ عدمہ کا اعراب بجائے کسرہ کے ضمہ پڑھا۔ حضورِ اقدس نے تبسم کر کے فرمایا یہ ایک جملہ ہے۔ کہ تمام فتوحات کا حاصل وخلاصہ اس میں موجود ہے۔ لیکن یہ مقام نہایت مشکل ہے۔ چنانچہ جب محمد خان مرحوم نذر بردار میاں غلام محمد کا بھائی زندہ تھا۔ ایک شخص عرب موسم گرما میں اتفاقاً وارد ہوا۔ زیادہ تعظیم تکریم نہ ہونے کے باعث سب وشتم پر زبان کھولدی۔ میں نے محمد خان مرحوم کو بلوا کر سمجھایا کہ تبردار ہوش کرنا عرب صاحب کو کوئی آدمی کچھ نہ کہے میں خود ان کے ساتھ بات کروں گا۔ بالفعل ان کو شربت پلا دے۔ خلاصہ یہ کہ اپنے اشغال سے فراغت کے بعد میں نے عرب صاحب کو بطور عذر خواہی کہا کہ یہ لوگ بالکل بے علم اور سادہ آدمی ہیں۔ ان کو آپ کی تعظیم وتکریم کا علم ہی نہیں۔ معاف فرمانا۔ عرب صاحب نے کہا کہ میں اتنا عالم فاضل ہوں کہ فتوحات وغیرہ کبھی میرے علم میں آئی ہیں۔ میں نے محمد خان کو کہا۔ کہ فتوحات کی پہلی جلد لے آ۔ جب وہ لایا۔ تو عرب صاحب کے سامنے خطبہ فتوحات کا نکال کر کہا گیا کہ خوب ہوا حسن اتفاق سے آپ تشریف لائے ہیں۔ اس فقرہ کا مطلب جو آپ سمجھے ہیں۔ برائے مہربانی بیان فرمائیے۔

عرب صاحب نے خطبہ شروع کیا۔ الحمد للہ الذی اوجد الاشیاء عن عدم جب یہاں پہنچے۔ ایک ساعت تامل کے بعد کہا وَعَدَمَہٗ یعنی عدم کے میم کا اعراب بہ نصب پڑھا۔ میں نے کہا معنے کرو۔ کہا۔ حمد ہے اس خدا کی جس نے پیدا کیا اشیا کو عدم سے اور پھر معدوم کرے گا ان کو۔ میں نے کہا۔ عدم فعل لازم ہے۔ اگر یہ مراد ہوتی تو اَعْدَمَہٗ کہا جاتا۔ پھر نامبردہ نے وَعَدَمُہٗ پڑھا یعنے بضم میم۔ اس کی وجہ پوچھی گئی۔ تو لاجواب ہو گئے۔ غرضیکہ عرب صاحب تاڑ گئے کہ یہاں تو علمی لیاقت کارگر نہیں ہوتی۔ پھر چند یوم مقیم رہے۔ اور کسی کو کچھ نہ کہا۔

بعدہٗ حضورِ اقدس نے کتاب لے کر خود عبارت پڑھی اور معنی بیان فرمایا۔ ارشاد ہوا کہ لفظ عدمہ بکسر میم ہے معطوف عدم اول پر۔ اور چونکہ عدم العدم وجود ہوتا ہے

Marfat.com

پس معنی یہ ہوا حمد ہے اس خدا کی جس نے پیدا کیا اشیاء کو وجود سے۔ حضرت الشیخ رحؒ نے علماء کے خوف سے تصریح ظاہر نہیں فرمائی۔ پھر جملہ ذیل فلیس عبد الحلیم ھو عبد الکریم کی تحقیق یوں فرمائی۔ کہ ان کی اصلاح میں اسماء الٰہیہ میں سے کسی اسم کا ظہور جس صوفی میں بوجہ اتم و اکمل موجود ہو۔ اس اسم کو اس صوفی کا رب کہا کرتے ہیں۔ اور اس صوفی کو مربوب۔ پس جس صوفی میں اسم حلیم کا ظہور ہو اسی اسم کو اس صوفی کا رب کہا جاتا ہے۔ اور جس صوفی میں اسم کریم کا ظہور ہو اس اسم کو اس صوفی کا رب کہا جاتا ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ پھر جملہ ذیل کی تشریح فرمائی۔ بل العبد فی ذلك الموطن الانزہ لاحق بالتنزیه۔ لا انه سبحانه وتعالیٰ فی ذلك المقام الانزہ یلحقه التشبیه حاصل یہ کہ عارف اپنے موطن سے عروج کر کے بمقام تنزیہ پہنچ کر حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا مشاہدہ کرتا ہے۔ یہ نہیں کہ حق سبحانہٗ بطریق تشبیہ اس کا مشہود ہو۔ جیسا کہ فرقہ مشبہ کا مذہب ہے۔

بعدہٗ حضور انورؓ نے فرمایا کہ حضرت الشیخؓ لکھتے ہیں۔ میں نے بوقت تحریر اس خطبہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالم مثال میں بکیفیت ذیل دیکھا۔ کہ آپ ایک تخت پر رونق افروز ہیں۔ جمیع رسل آپ کے روبرو صف باندھے کھڑے ہیں۔ اُمت مرحومہ بھی حاضر ہے ملائکہ تسخیر وغیرہ آپ کے تخت کے گرداگرد قائم ہیں۔ حضرت صدیق اکبرؓ دائیں طرف حضرت فاروق اعظمؓ بائیں طرف۔ حضرت خاتم الولایۃ یعنی عیسےٰ علیہ السلام آپ کے روبرو دوزانو بیٹھ کر باتیں کر رہے ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خاتم الولایۃ کے ترجمان ہیں (حضرت الشیخ رحؒ نے یہ جملہ اس واسطے فرمایا ہے کہ ان کو فیض حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روحانیت سے حاصل ہوا ہے) حضرت ذی النورین بھی روبرو تھے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے خاتم الولایۃ کے پیچھے دیکھا۔ کیونکہ میں اور خاتم الولایۃ حکم میں مشترک ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاتم الولایۃ کو میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ تیرا عدیل ہے۔ اور تیرا فرزند اور تیرا خلیل ہے۔ اس کے لئے میرے روبرو منبر قائم کر۔

بعدہٗ آنحضرتؐ نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اے محمد (حضرت الشیخؒ کا اسم محض محمد ہے) اس منبر پہ قائم ہو کر میری اور میرے مرسل کی ثنا کہو۔ پس قائم کیا حضرت

Marfat.com

خاتم الولایۃ نے منبر کو۔ منبر کی پیشانی پر نور سے لکھا تھا۔ یہ مقام محمدی ہے۔ جو شخص اس جگہ قائم ہوا۔ وہ بتحقیق آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وارث ہوگا۔ اور اس کو حق سبحانہ و تعالیٰ آنحضرتؐ کی شریعت کا حافظ مقرر کرے گا۔ اور اس وقت مجھے حکمتیں عطا کی گئیں۔ گویا مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے۔ پس میں خدا کا شکر بجالا کر منبر پر چڑھا۔ جب میں اُس موقف اعلیٰ پر قائم ہُوا شرمسار ہو کر اپنے منہ کو ڈھانپ لیا۔ پھر تائید دیا گیا میں روح القدس سے۔ اور اشعار ذیل شروع کئے ؎

یا منزل الایات والانباء ⁘ انزل علیّ معالم الاسماء

اے نازل کرنے والے آیات اور اخبار کے ⁘ مجھ پر معالم الاسماء نازل فرما

حتی اکون لحمد ذاتك جامعاً ⁘ بمحامد السراء والضراء

تاکہ میں راحت و تکلیف ہر حال میں تیری ذات کے محامد کا جامع ہو جاؤں۔

پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے کہا ؎

ویکون هذا لسید العلم الذی ⁘ جردته من دورة الخلفاء

اور ہے یہ سید علم جس کو تو نے ⁘ خلفاء کے دورہ سے نکالا (مبعوث کیا)

وجعلته الاصل الکریم وآدم ⁘ ما بین طینة خلقه والماء

اور تو نے اس کو اصل کریم بنایا ⁘ درحالیکہ آدمؑ ابھی آب و گل میں تھے

ونقلته حتی استدار زمانه ⁘ وعطفت آخره علی الابداء

اور (ظاہری خلقت میں تو نے اس کو (پشت بہ پشت) نقل کیا تاکہ اسکا زمانہ پھر کر آیا اور اسکی ابتداء و انتہا ملادی

واقمته عبداً ذلیلا خاضعاً ⁘ دهراً یناجیکم بغار حراء

اور تو نے اس کو بہت عرصہ تک غار حرا میں ٹھہرایا جو وہاں بندگی اور خشوع و خضوع سے بارگاہ ایزدی میں مناجات کرتا

حتی اتاه مبشراً من عندکم ⁘ جبریل المخصوص بالانباء

تاکہ اس کے پاس بارگاہ حق سبحانہ سے مبشر وحی جبریل آیا جو پیغام الٰہی لانے میں مخصوص ہے

قال السلام علیك انت محمدٌ ⁘ سر العباد وخاتم النبیاء

اور جبریل نے کہا السلام علیکم آپ محمد ہیں ⁘ سر العباد اور خاتم الانبیاء

Marfat.com

یاسیدی حقًا اقول فقال لی ❊ صدقًا نطقت فانت ظل ردائی

یاسیدی میں حق کہتا ہوں۔ آنحضورؐ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے کیونکہ تو میری چادر کا ظل ہے

فاحمد وزدنی حمد ربک جاھدًا ❊ فلقد وھبت حقائق الاشیاء

پس حمد کر اور نہایت کوشش سے مجھ کو اپنے رب کی حمد سنا کیونکہ تجھ کو حقائق الاشیا عطا کی گئی ہیں

واذکرلنا من شان ربک ما انجلی ❊ لفوأدک المحفوظ فی الظلماء

اور بیان کر ہمارے لئے اپنے رب کی شان ❊ جو تیرے محفوظ دل پر ظلمات میں متجلی ہوئی

من کل حق قائم بحقیقۃ ❊ یاتیک مملوکا بغیر شراء

ہر حق سے جو حقیقت کے ساتھ قائم ہے۔ آتا ہے تجھ کو مملوک بغیر شراء کے

بعدہٗ حضرت الشیخؒ نے حمد وثنا نثر میں بیان کی۔ اور اس کے اخیر میں فرماتے ہیں۔ پھر میں واپس لایا گیا اس مشہد مثالی سے عالم سفلی کی طرف۔ پس میں نے اس حمد مقدس کو اپنی اس کتاب کا خطبہ بنایا۔ کاتب الحروف کہتا ہے۔

پھر حضور انورؒ نے فرمایا۔ اس خطبہ کے بیان سے میری غرض چند شکوک کا رفع اور چند دقائق مذکورہ کا حل تھا۔ اور نیز یہ کہ علمی وشہودی پایۂ اور علو مرتبہ حضرت الشیخؒ کا تم لوگوں پر ظاہر ہو۔ اب انصاف کرنا چاہیئے۔ کہ جن لوگوں نے حضرت الشیخؒ پر تشنیع اور تغلیط کی۔ کیا ان کو یہ اعلیٰ مقام اور بلند منصب نصیب ہؤا۔ حاشا وکلاّ۔ اور نیز چونکہ حضرت الشیخؒ کو اللہ تعالےٰ نے وارث وحافظ شریعت بنایا ہے۔ جیسا کہ خطبہ مذکورہ سے واضح ہؤا۔ پس آپ کی کلام کس طرح خلاف شریعت غرّاء واقع ہوگی۔ پس بناءً علیہ بعض حضرات کا اعتراض قلت علمی اور ان کی نظروں کی عدم استیعاب واحاطہ حضرت الشیخؒ کی تصانیف پر محمول ہوگا۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اس امر کی اپنی کتاب مکتوب مدنی میں ایک جگہ تصریح فرمادی ہے۔

ملفوظ (۱۱)

ایک دن حضور انور مسجد شریف میں بعد نماز عصر کے رونق افروز تھے۔

Marfat.com

کسی حاضر مجلس نے پنجاب کے ایک سجادہ نشین کے متعلق ذکر کیا کہ انہوں نے وائسرائے ہند کی دعوت کی ہے اور جاگیر کا مطالبہ بھی کیا ہے۔

حضور انورؒ نے فرمایا کہ جاگیر کی بات تو قابل اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ قاضی سراج الدین صاحب وکیل کی زبان سے سنا گیا کہ پیر صاحب مکھڈ شریف نے باوجود فوجی جرنیلوں و کرنیلوں کے تصدیقات کے جاگیر کے بارے میں وائسرائے ہند کو درخواست دی کہ ہمارا خاندان عالیشان قدیم سے ہے۔ اور اب ہماری حالت روبہ تنزل ہے۔ کیونکہ خرچ زیادہ اور آمدنی کم ہے۔ اس لئے ہم امیدوار ہیں۔ کہ ہم کو جاگیر عطا کی جائے۔

وائسرائے بہادر نے ان کی درخواست نامنظور کر کے لکھا۔ کہ اگر سرکار یہ سلسلہ جاری کرے۔ تو اس کا بہم پہنچانا مشکل ہے۔ پس جب ان کو جاگیر نہیں ملی۔ تو پھر اور کسی کو ملنا بظاہر مشکل ہے۔ البتہ شاید فقیر صاحب کو وائسرائے کی ملاقات میں کوئی امر ضروریات دنیاوی سے مد نظر ہو۔ پس جواز و اباحت میں کلام نہیں۔ لیکن فقر کے مشرب و مذاق سے نامناسب ہے۔ کیونکہ اس امت مرحومہ میں اگر کوئی فقیر ہو تو محمدی ہوگا۔ اور مذاق محمدی عین مشرب ابراہیمی ہے۔ جیسا کہ آیۃ کریمہ قل بل ملۃ ابراھیم حنیفا اس پر مشعر ہے اور حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آگ میں استعانت بالغیر نہیں فرمائی۔ چنانچہ روایت ہے کہ اس وقت جبریل علیہ السلام نے عرض کی اگر کچھ حاجت ہو ارشاد فرمایا جائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اما الیک فلا واما الی اللہ فنعم۔ یعنی اے جبرئیل میں تجھ سے کچھ نہیں مانگتا۔ میری حاجتیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مطلوب ہیں۔ غرضیکہ دیوان صاحب پاکپتن کا جلسہ دہلی میں جانا مجبوری تھا۔ کیونکہ ان میں دو حیثیتیں ہیں۔ ایک سجادگی دوسری رئیسی۔ دوسری حیثیت سے ان کا جانا ضروری تھا۔ باقی حضرات بلا کسی غرض کے نہیں گئے اس آنے جانے سے دنیاوی فوائد حاصل کئے۔ چنانچہ بالفعل ایک سجادہ نشین صاحب نے اپنی خلافت کے دلائل سے جلسۂ دہلی میں حاضر ہونا بھی ایک دلیل پیش کی۔ یعنی میں صاحب سجادہ ہوا کیونکہ میں ہی جلسۂ دہلی میں حاضر ہوا ہوں۔ اگر فلاں صاحبزادہ صاحب سجادہ نشین ہوتے تو وہ جلسہ میں جاتے۔

Marfat.com

ملفوظ (۱۲)

ایک دن حضور انورؒ بعد نماز عصر مسجد شریف میں رونق افروز تھے۔ دریافت فرمایا کہ میاں عبداللہ نہیں؟ عرض کی گئی کہ راولپنڈی گیا ہے۔

حضور انورؒ نے فرمایا۔ آدمی نہایت خوب سادہ وضع کا اور محض تسلیم ہے۔ جو کچھ خیر و شر واقع ہو اس کے جواب میں ایک ہی جملہ ادا کرتا ہے یعنی اچھا خیر کے تھیا (کیا ہوا) گویا میاں عبداللہ کے اس جملہ کا منہ مثل منہ وحدت الوجود کے ہے کہ ہر چیز اس میں سما جاتی ہے۔

بعدہٗ حضور انورؒ نے منشی کریم بخش سیالوی سے دریافت فرمایا کہ اب تیرا لڑکا اچھا ہے۔ اس نے عرض کی حضور کا کرم ہے۔ مگر خاک بہت کھاتا ہے۔ حضور انورؒ نے فرمایا اچھا خیر کے تھیا۔

نیز حضور انورؒ نے ایک شخص کو مسجد میں طلب فرما کر پوچھا۔ کہ تو کہاں سے آیا ہے۔ اس نے عرض کی سکھر سے۔ حضور انورؒ نے فرمایا کہ تو کافیہ خوان طالب علم ہو کر کیوں اتنی تکلیف اٹھاتے ہوئے دور دراز ملک میں پہنچا۔ اس آنے جانے میں تقریباً دو ماہ کا عرصہ خرچ ہو گا۔ اور بہت سبق ناغہ۔ اس نے عرض کی محض حضور کی تعریف سُن کر حاضر ہوا ہوں۔

حضور انورؒ نے فرمایا کہ اب ترقی علم کی دعا کراتا ہے یا طریقہ میں داخل ہونا چاہتا ہے عرض کی دونو کام چاہتا ہوں۔ حضور اقدس نے بیعت فرما کر ارشاد فرمایا کہ فی الحال تجھ کو تھوڑا سا کام بتایا جاتا ہے۔ لیکن اپنے اوپر واجب و لازم کرنا ہو گا۔ یہ تاکید اس واسطے کرتا ہوں کہ ہم کو طالب علموں کی عادت معلوم ہے۔ کچھ آزاد قسم کے ہوتے ہیں۔ چند روز کوئی کام اختیار کر کے پھر جلدی چھوڑ دیتے ہیں۔ کام یہ ہے۔ کہ اوّل ہمیشہ نماز با جماعت ادا کرنا اور طلبہ کی طرح جماعت میں تکاسل و تساہل نہ کرنا۔ دوم یہ کہ مسواک کو اپنے اوپر لازم رکھنا۔ سوئم یہ کہ بعد نماز فجر کے درود مستغاث شریف و سلسلہ چشتیہ عربیہ دیکھ کر پڑھنا۔

پھر اس وقت ایک اور شخص نے حاضر ہو کر بیعت کے لئے عرض کی۔ حضور انورؒ نے فرمایا۔ کہ تو موضع حضرو میں رہتا ہے۔ اور تیرے قریب میاں فضل الٰہی صاحب اخون وغیرہ

Marfat.com

جیسے بزرگ موجود ہیں۔ جو اکثر روزہ میں رہا کرتے ہیں۔ اور جَو وغیرہ کھاتے ہیں۔ ہمیشہ چلہ میں رہتے ہیں۔ ہم آزاد مرد دنیا دار ہیں۔ وہاں تو نے بیعت کیوں نہ کی اس نے عرض کی کہ میں اُن کے پاس تفسیر جلالین پڑھتا ہوں۔ لیکن بیعت نہیں کی۔ حضور کے ساتھ بیعت کا شوق ہے۔ حضور انورؒ نے بیعت کر کے تلقین فرمائی۔ کہ ہر کسی کو اپنے سے بہتر جاننا اور کسی کے عیب پر نظر نہ کرنا۔ بلکہ اپنے عیبوں پر نظر رکھنا اور دوسروں کے ساتھ حسن ظن۔ درود مستغاث شریف و سلسلہ شریف چشتیہ عربیہ کا وظیفہ رکھنا۔ اور خیال رکھنا کسی آخون وغیرہ کے کہنے سے اس کو ترک نہ کرنا۔

بعدہٗ حضور انورؒ نے فرمایا۔ کہ یہ وظیفہ خود تجھے نہ چھوڑے گا۔ اور اس کے چھوڑنے پر قادر نہ ہو سکے گا۔ کاتب الحروف کہتا ہے۔ گویا حضور اقدس نے حضرت سعدیؒ کی رباعی ذیل اس کو ارشاد فرمائی جس میں خودبینی اور بدظنی سے منع کی گئی ہے ؎

مرا پیر دانائے مرشد شہاب ∴ دو انداز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ در خویش خودبیں مباش ∴ دگر آنکہ در غیر بدبیں مباش

ملفوظ (۱۳۱)

ایک شخص نے چند دانہ اخروٹ بطور نذر پیش کئے۔ حضور انورؒ نے فرمایا۔ تمہارے ہاں اخروٹ کے درخت ہوتے ہیں۔ اس نے عرض کی ہمارے قرب و جوار میں ہوتے ہیں۔ فرمایا یہ درخت کتنا بڑا ہوتا ہے۔ عرض کی نہایت اونچا اور بڑا مثل درخت پیپل کے ہوتا ہے۔ پھر اس شخص نے عرض کی۔ کہ اگر حضور کے باغ میں چند دانہ کاشت کئے جائیں عجیب درخت ہونگے۔ موسم اندھیری پکھ (سیاہ راتوں) میں کاشت کیا جاتا ہے حضور انورؒ نے ایک دانہ اخروٹ کا اپنے ہاتھ مبارک میں لے کر فرمایا سبحان اللہ اس ایک چھوٹے سے دانہ میں کامل درخت موجود و مندرج ہے۔ یعنی اس میں دو سلسلہ ہیں۔ فاعلہ و منفعلہ اور ہر ایک قوت اپنے اپنے اقتضا پر مؤثر اور متأثر ہوتی ہے بعدہٗ حضور نے فرمایا۔ اسی طرح ذات حق سبحانہٗ میں جمیع اسماء و صفات مندرج

Marfat.com

ہیں۔ اوران میں بھی دو سلسلہ ہیں۔ ایک فاعلیہ کہ عبارت ہے اسماء اور صفات سے۔ دوسری منفعلہ کہ حقائق ممکنات سے عبارت ہے ؂

ملفوظ (۱۴)

ایک دن حضور انور نے دربار میں بیان فرمایا۔ مجھے یاد ہے۔ کہ سات سال یا آٹھ سال کی عمر میں شیطان کے ساتھ عالم خواب میں کشتی کی۔ جب میں اس پر غالب آکر ارادہ کرتا ہوں کہ اس کو زمین پر دے ماروں۔ اور اپنے دل میں خوش ہوتا ہوں کہ میں نے اس کو پچھاڑ لیا۔ ناگاہ وہ غالب آجاتا ہے اور میں مغلوب ہو کر قریب ہے کہ زمین پر آؤں۔ فوراً لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہتا ہوں۔ بمجرد کہنے کے میں غالب ہوجاتا ہوں اور وہ مغلوب۔ اسی طرح تین بار معاملہ ہؤا۔ غرض یہ ہے کہ اس قسم رؤیا سے عقائد فلاسفہ اور ان کے خیالات فاسدہ کی تردید ہوتی ہے۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ قبر میں سوال وجواب نہیں۔ کیونکہ نکیرین مَنْ ربک ومن نبیک کہیں گے۔ اور عامی جاہل کو عربی میں جواب کیسے آئے گا۔ جواب یہ ہے۔ کہ اس قسم کے جواب وغیرہ حق سبحانہٗ کے الہام سے ہؤا کرتے ہیں۔ چنانچہ رؤیا مذکورہ کے معاملہ سے مفہوم ہوتا ہے۔ کیونکہ سات آٹھ سال کی عمر میں شیطان وغیرہ کو پہچاننا عموماً محال ہے۔ اس وقت میرا دل یقیناً شہادت دیتا تھا کہ یہ شیطان ہے۔ اور نیز کلمۂ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کا القاء بدون الہام حق سبحانہٗ کے ناممکن ہے ؂

ملفوظ (۱۵)

پنجشنبہ کے دن دربار شریف میں رونق افروز تھے۔ سب طالب علم اور سامعین فصوص کے سبق کے لئے حاضر ہوئے۔ جناب مولوی غازی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ مولوی صاحب فقرہ اوجد العالم کلہ کا حاصل پنج روزہ تحقیق سے کیا نکلا۔ خلاصہ یہ کہ ایجاد عالم کے دو سلسلے ہیں۔ بطون اور ظہور۔ بطون عبارت ہے صور علمیہ سے کہ بعض

Marfat.com

حکماء ان کو مثل افلاطونیہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ خفاء ان کے لوازم سے ہے۔ اور ظہور عبارت ہے وجود انبساطی سے کہ اس کو ہبا بھی کہتے ہیں۔ اس کی مثال عالم محسوسات میں اس گل کی طرح ہے کہ بنّاء (معمار) اس کو بچھا کر جو صورت چاہتا ہے۔ اس پر نقش اور ثابت کرتا ہے۔ پس ایجاد کا معنی یہ ہوا کہ جب حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارادہ کسی چیز کو وجود میں لانے کا ہوتا ہے۔ اس صورت کو کہ اس کے علم میں ثابت اور حاضر تھی وجود انبساطی کے ساتھ نسبت اور رابطہ پیدا کر دیتا ہے لیکن وہ ربط مجہول الکیفیۃ معقول الانیۃ ہے۔ ظاہر میں تقابل سے تعبیر کی جاسکتی ہے اور بس۔ اس ربط یا تقابل کا اثر یہ ہے۔ کہ بالفعل اس چیز پر ترتب آثار جاری ہوتا ہے۔ صور علمیہ کے تقابل اور وجود انبساطی کی مثال محسوسات میں مرأت اور صور مرئیہ فی المرأت ہو سکتی ہے۔ یعنی وجود انبساطی مرأت (شیشہ) کی مانند ہے۔ اور صور علمیہ نقوش کی مانند۔ جیسا کہ صورت مرئیہ فی المرأت کو نہ من کل الوجوہ عین کہا جاتا ہے نہ غیر۔ نہ داخل اور نہ خارج۔ وہاں بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیئے۔ یا یہ کہ وجود انبساطی مثل کلی کے ہے۔ کہ بطور تنزل اپنی جزئیات میں موجود ہوئی ہے۔ بعضے مقامات پر حضرت الشیخؒ نے اسی وجود انبساطی کے بارہ میں فرمایا ہے هو الحق المخلوق به کل شیٔ پس ناواقف مطلب نہ سمجھ کر معترض ہوتا ہے۔ کہ وجود انبساطی چونکہ عبارت ہے ہبا سے اس کو حق کس طرح کہا جاسکتا ہے۔ معترض کو معلوم نہیں کہ حق یہاں بمعنی ثابت ہے نہ یہ کہ ذات حق سبحانہٗ وتعالےٰ مراد ہے۔ یعنی وجود انبساطی ایک ثابت امر ہے۔ کہ جس سے ہر شئے مخلوق ہوتی ہے۔ خیال دو قسم ہے۔ متصل ومنفصل۔ متصل عبارت اس قوت سے ہے جو مُودَع ہے ہر فرد بشر کے دماغ میں۔ اور منفصل عبارت ہے ہبا سے کہ اس کو عالم مثال بھی کہتے ہیں۔ سوال وجواب قبر وغیرہ کا اسی خیال منفصل کی قسم سے ہے۔ ہر دو خیال کی مثال محسوسات میں گائے وغیرہ کا سینگ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ایک طرف اس کا کشادہ ہوتا ہے اور دوسرا تنگ خیال منفصل گویا اس کا کھلا طرف ہے اور متصل باریک طرف۔ غرض یہ کہ وہی منفصل خیال وسعت سے تنگی کو پہنچ کر ہر فرد بشر کے خیال میں متمکن ہوا۔ کینونت کے پانچ مراتب ہیں۔ اول عما چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ این کان ربنا قبل ان یخلق الخلق فقال فی عماءٍ ما فوقه هواء وما تحته هواء۔ یعنے ہمارا رب مخلوقات کی

Marfat.com

پیدائش سے پہلے کہاں تھا۔ آپؐ نے فرمایا عما میں جس کے اوپر نیچے ہوا تھی۔ دوئم استوا چنانچہ آیۃ الرحمن علی العرش استوی اس پر مشعر ہے۔ سوئم آسمان اول پر نزول جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ چہارم آیۃ وھوالذی فی السماء الہ وفی الارض الہٗ کا مفہوم پنجم آیۃ وھو معکم اینما کنتم میں مذکور ہے۔ عارف کو ذات حق سبحانہ و تعالیٰ شہود میں آتی ہے نہ علم میں۔ یعنی ذات حق مشہود ہوتی ہے اور معلوم نہیں ہوتی۔ کوئی چیز تنزل کے وقت اپنی حقیقت سے جدا اور خارج نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اس میں کوئی قدح اور نقص عائد ہو سکتا ہے۔ چنانچہ جبریل کا تنزل وحیہ کلبی کی صورت میں۔ اور آیۃ فتمثل لھا بشرًا سویا اس کی موئید۔ اور نیز آیۃ وقال انما انا رسول ربک اور نیز آیۃ یا موسیٰ انی انا اللہ رب العالمین ورنہ حمل غیر صحیح اور ناممکن۔ اور نیز اسی کے موئید ہیں اشعار ذیل مولانا روم قدس سرہ العزیز ؎

گر جدا بینی زحق تو خواجہ را ✣ گم کنی ہم متن وہم دیباچہ را
چوں تو ذاتِ پیر را کردی قبول ✣ ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

(یعنی اگر تو پیر کو خدا سے جدا دیکھتا ہے تو غلطی میں ہے۔ جب پیر کی ذات کو تو نے قبول کر لیا اس میں خدا اور رسول بھی آ گئے)

کاتب الحروف کہتا ہے۔ اسی کی موئید ہے رباعی ذیل حضرت چراغ دہلوی کی ؎

گفتم پیمبری تو یا پیر ✣ گفتا دوئی زرہ برگیر
چوں نیک بدیدہ آں نکو بود ✣ من وپیمبر وپیر ہمہ او بود

(یعنی میں نے پوچھا تو پیر ہے یا پیغمبر۔ فرمایا دوئی کو دور کر جب اچھی طرح دیکھا تو سب وہی تھا)

بعدہٗ حضور انورؓ نے فرمایا ایک تمثل ہے ایک بروز۔ تمثل چنانچہ فتمثل لھا بشرًا سویا۔ بروز یہ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ انسان کامل میں ظہور فرماتا ہے۔ جیسا کہ منصورؒ میں انا الحق کہا۔

نقل ہے کہ ایک دن منصور علیہ الرحمۃ حضرت جنیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے

Marfat.com

انہوں نے منصورؒ کو دیکھ کر فرمایا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیری گردن دار کی منتظر ہے۔ منصورؒ نے عرض کی کیوں نہ ہو آپ جیسے واقف اسرار اس وقت سکوت میں ہوں گے۔ مولانا رومؒ نے فرمایا ہے ؎

چوں قلم در دست غدارے بود ؎ لاجرم منصور بر دارے بود

حضور انورؒ نے فرمایا کہ غدار سے مراد نا واقف اسرار ہے نہ دوسرا معنی۔ نیز حضور انورؒ نے فرمایا۔ جس زمانہ میں علی گڑھ پڑھتا تھا۔ ایک دن اپنے حجرہ میں کسی حالت میں خواجہ حافظؒ کے شعر پڑھ رہا تھا۔ ناگاہ حافظ عبدالقدوس صاحب اور نیز چند دیگر اشخاص قرب وجوار سے جمع ہو کر حجرہ کے باہر سنتے رہے اور نہایت محظوظ ہوئے۔ خصوصاً حافظ عبدالقدوس صاحب پر عجیب اثر طاری ہوا ہوا۔ غازی صاحب کو معلوم ہے۔ کہ حافظ عبدالقدوس صاحب وہ شخص تھے کہ کسی وقت میں کتابوں کا مطالعہ نہیں چھوڑتے تھے۔ جب میں نے سیال شریف کے سفر کا ارادہ کیا اور شہر سے باہر نکلا۔ تو حافظ صاحب بھی میرے پیچھے روانہ ہو پڑے۔ حالانکہ میرے پاس ایک پیسہ بھی نہ تھا۔ غرض کہ ہم خدا کے فضل سے سیال شریف پہنچے۔ ایک دن مجلس میں حافظ صاحب نے حضرت صاحبؒ سے استفسار کیا کہ حافظؒ کے شعر ذیل کا کیا معنے ہے ؎

آں تلخوش کہ صوفی ام الخبائثش خواند ؎ اشہی لنا و احلی من قبلۃ العذارا

حضرت صاحب نے فرمایا حافظ صاحب اسی طرح ایک دن شعر مذکور کا معنی ہمارے حضرت اعلیٰ تونسویؒ سے کسی شخص نے پوچھا تھا۔ آپ نے فرمایا مصرع اول بشرط شئے کے مرتبہ میں ہے اور مصرعہ ثانی لا بشرط شئے کے مرتبہ میں۔

حضور انورؒ نے فرمایا۔ چونکہ حضرت صاحب اس قسم کی کلام سے خوش ہوتے تھے لہٰذا ایک اور قصہ بھی بیان فرمایا۔ یعنی ایک دن کسی مولوی نے حضرت اعلیٰ تونسویؒ سے پوچھا۔ کہ شعر ذیل میں ؎

چوں مدد پیر مرا گشت یار ؎ نیست مرا حاجت آمرزگار

Marfat.com

لفظ صحیح آمرز گار ہے یا آموزگار۔ اس اثناء میں عصر کی اذان ہوگئی۔ نماز کے واسطے تشریف لے گئے جب واپس تشریف لائے۔ مولوی مذکور نے پھر عرض کی کہ حضرت اس صورت میں معنی درست نہیں آتا کیونکہ معنے یہ ہوتا ہے۔ مجھے خدا کی حاجت نہیں رہی۔ البتہ اگر آموزگار ہو تو صحیح ہے کہ آموزگار بمعنی استاد ہے۔ حضرت اعلیٰ جذبہ و جوش کی حالت میں آکر فرمانے لگے جبکہ پیر مظہر اتم ہوا پھر کونسا خدا تیرا باقی رہ گیا۔

حضور انورؒ نے فرمایا چونکہ وہ صاحب حال تھے اس لئے ان کا ذوق لفظ آموزگار سے ابا کرتا تھا۔ بعدہٗ حضور انورؒ نے فرمایا ایک میرا سوال غیر مقلدین پر اسی قسم کا تھا۔ یعنی جو حدیث تحول فی الصور کی بخاری میں ہے آیۃ لیس کمثلہ شئ کے منافی معلوم ہوتی ہے کیونکہ ایک صورت میں تحول سے ایک فرد ہوا دوسری صورت میں تحول سے دوسرا فرد۔ علیٰ ہذالقیاس۔ اور افرادِ نوعی میں اتحاد ہوا کرتا ہے نہ تباین۔ اس کا جواب ان سے قیامت تک راست نہیں آسکتا۔ اور نیز فرمایا کہ ایک دن مولوی غیر مقلد نے آکر پوچھا کہ قصیدہ غوثیہ شریف کس کی تصنیف ہے۔ میں نے جواب دیا۔ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی۔ اس نے کہا وہ تو عالم تھے۔ اس قسم کی کلام ان کی نہ ہوگی۔ کیونکہ اس میں کہا ہے وافعل ماتشاء فالاسم عالی (جو چاہے کر میرا نام بلند ہے)

میں نے جواب دیا۔ یہاں دو امر ہیں۔ ایک ثبوت تصنیف۔ دوسرا وجہ استبعاد۔ دونو کا جواب سنو۔ امر اول کی دلیل تواتر ہے۔ کیونکہ ہر زمانہ میں جم غفیر اس کے قائل ہوئے ہیں۔ اور تواتر ادلۂ قطعیہ میں سے ہے۔ اب دوسرے امر کا جواب سُن۔ بخاری شریف میں تو نے دیکھا ہوگا۔ کہ اہل بدرؓ کے بارہ میں وارد ہوا ہے۔ انّ[1] اللہ قد اطلع علی اھل بدر فقال اعملوا ماشئتم۔ پس فقرہ اعملوا ماشئتم آیۃ لاتقربوا الزنی وغیرہ سے کیسے راست آتا ہے۔ یہاں وجہ استبعاد تو بیان کر وہاں میں کروں گا۔ وہ حیران رہ گیا۔ میں نے کہا تو نے حدیث کا مطلب نہیں سمجھا۔ غایۃ مافی الباب علماء ظاہر یہی کہینگے۔ کہ یہ ایسا کلمہ ہے جو خوشنودی کے وقت کہا جاتا ہے اور اس کی حقیقت مراد نہیں ہوتی۔ حالانکہ یہ مطلب نہیں ہے۔ اصل یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی پر رضامندی کی نظر فرماتا ہے اس کو انّ[2] عبادی لیس

[1] اللہ تعالیٰ اہل بدر پر جلوہ گر ہوئے اور فرمایا جو چاہو کرو [2] اے شیطان میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہ ہوگا۔

Marfat.com

لدیٰ علیہم سلطان کے زمرہ میں داخل کرکے اس کا خود حافظ و ناصر ہوتا ہے۔ پس وہ شخص معاصی کے ارتکاب پر کیسے قادر ہو سکتا ہے۔ پس ضرور جملہ اعملوا ما شئتم میں تخصیص مراد ہوگی نہ تعمیم۔ کاتب الحروف کہتا ہے۔ حضور انورؒ نے فرمایا۔ پھر اس نے اپنے غیر مقلدین کی جماعت میں جاکر بیان کیا کہ میں فلاں کے پنجہ میں ایسا گرفتار ہوا کہ خلاصی مشکل تھی۔

حضور انورؒ نے فرمایا وہ اپنی جگہ بیٹھ کر لاف زنی کرتے ہیں۔ اگر روبرو آئیں تو خدا کے فضل اور ارواح طیبہ کی برکت سے کچھ نہیں کر سکتے۔

بعدہٗ قصہ میاں صاحب کلیام شریف کا فرمایا۔ کہ مجھے ان کے ساتھ دلی نیاز تھی کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک نسبت یعنی مقام ذکران کو حاصل تھا اور وہ اپنے مقام میں صادق تھے۔ جب میں ان کے پاس جایا کرتا تھا۔ علماء وغیرہ اعتراض کرتے تھے۔ کہ فلاں (پیر صاحب) ایسے آدمی کے پاس جاتے ہیں کہ وہ تارک الصلوٰۃ ہے۔ لطف یہ کہ جو آدمی میاں صاحب کی خدمت میں رہتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے۔ کہ باباجی صاحب آپ کے ساتھ نہایت مہربانی کرتے ہیں۔ آپ بھی نماز و تسبیح وغیرہ کیوں نہیں چھوڑ دیتے۔

میں جواب میں کہا کرتا تھا کہ اگر میاں صاحب خود مجھ کو کہدیں کہ نماز کو چھوڑ دو میں ابھی تم کو اپنی مانند کر لوں گا۔ تو میں کبھی یہ امر قبول نہ کرونگا۔ بلکہ میں اگر یہاں رہوں ان کو بھی نماز پر راغب کروں۔ اور نیز یہ کہ اگر سارے علماء جمع ہو کر مجھے مانع ہوں کہ میاں صاحب کے پاس نہ جاؤ میں یہ بھی قبول نہ کروں گا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ ان کو خدا تعالیٰ کے ساتھ بڑا تعلق ہے اور میں محض اسی لحاظ سے جایا کرتا ہوں۔ ہمیں ان کے باقی امور کے عدم التزام سے کیا غرض۔ کاتب الحروف کہتا ہے۔ حضور انورؒ نے فرمایا وہ مقام سُکر میں نہ تھے۔ جس کے باعث نماز ترک کر دی تھی۔ بلکہ ہوش و حواس میں تھے اور محض بے علمی کے باعث ایسا ہوا۔ چنانچہ بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ اصل نماز ایک رکعت ہے۔ جو نیاز دلی اور ذکر سے عبارت ہے۔ جب وہ حاصل ہوگئی۔ پس اس نماز وغیرہ کی کیا حاجت ہے۔

بعدہٗ حضور انورؒ نے فرمایا کہ ہمارے متقدمین حضرات مثل حضرت خواجہ بزرگ صاحب اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ امور شرعیہ کی رعایت بوجہ احسن فرمایا کرتے تھے۔ اور نماز وقت

Marfat.com

مختار میں پڑھتے تھے۔ اس لئے اس گروہ پاک میں بحکم حدیث لا یزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی اکون سمعہ وبصرہ الحدیث۔ بطور تجلی خاص آثار الوہیت اور تحقق باخلاق اللہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی واسطے دیگر سلاسل کی طرح اس طریقہ عالیہ میں مصافحہ ومعانقہ وغیرہ اکثر نہیں ہوتا۔ وجہ اس کی یہی ہے جو مذکور ہوئی۔ چنانچہ مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

ہیبت حق است ایں از خلق نیست ٭ ہیبت ایں مرد صاحب دلق نیست

(یعنی درحقیقت یہ حق تعالے کا رعب ہے۔ صاحب خرقہ درویش کا نہیں) بعضے جاہل مراد نہ سمجھنے سے اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اس طریقہ میں خلاف سنت رائج ہے۔ حاشا وکلا۔ اور جو بعضے امور میں تساہل وتکاسل مثل تاخیر صلوٰۃ وغیرہ متاخرین میں رائج ہوا ہے وہ بھی بباعث ان کی معذوری کے تھا مثل تقطیر البول وغیرہ نہ بالقصد۔ الحال ان کے بعض معتقدین نے مطلب نہ سمجھ کر بطور سنت شیخ اپنے اوپر لازم کر لئے ہیں اور نا دبلات رکیکہ اپنے لئے تراشتے ہیں۔ باقی رہا مسئلہ سماع بالآلات کا۔ پس سچ تو یہ ہے کہ میں بذات خود اس امر سے نہایت دل تنگ ہوتا ہوں۔ کیونکہ عوام اس سے ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں لیکن دوسرے مقامات میں اس کے التزام سے میرا کیا حرج ہے۔ الا بلا بر گردن مُلا۔ مترجم کہتا ہے کہ آپ کے ملفوظ ذیل سے واضح ہوتا ہے کہ سماع خواہ سازوں کے ساتھ بھی ہو کلی طور پر حرام نہیں۔ ورنہ آپ جیسے عالم ربانی ایسی مجالس میں قطعاً شرکت نہ فرماتے۔ ہاں سامعین کی اہلیت اور آداب مجلس اور شرائط طریقت کا لحاظ ضروری ہے۔ جیسا کہ آنجناب کے تعامل اور معمولات سے واضح ہوتا ہے۔ اس مسئلہ کی مزید تحقیق کتاب "نغمۂ عشاق" میں ملاحظہ ہو۔ نیز شامی کتاب الحظر والاباحۃ میں منصف کے لئے کفایت ہے۔ معاند کے لئے دفتر بھی بے سود ہیں۔

قبلہ بابوجی مدظلہ فرماتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مشائخ کرام کے سماع میں قطعاً کلام نہیں۔ لیکن آج کل نااہل لوگ اُن حضرات کے فعل کو حجت بنا کر شرائط کا لحاظ نہیں کرتے۔ جس کی وجہ سے دل تنگ ہوتا ہے۔ اور اس پر آپ حضرت سعدیؒ کا شعر ذیل ؎

سماع اے برادر بگویم کہ چیست ٭ مگر مستمع را بداند کہ کیست

پڑھا کرتے تھے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اہل اور صاحب ذوق کے لئے سماع درست ہے

لہ ہمیشہ نوافل عبادات سے بندہ میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسکے کان اور آنکھ ہو جاتا ہوں۔

Marfat.com

اور نااہل اور صاحب لہو کے لئے درست نہیں ہے

ملفوظ (۱۶)

ایک دن آپ دربار شریف میں رونق افروز تھے۔ سید صدیق شاہ صاحب و مولوی نور محمد صاحب میروی مولوی فضل حق صاحب شاہ پوری کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم لوگ کل راولپنڈی گئے تھے۔ ان میں سے سید صدیق شاہ صاحب نے عرض کی کہ جی کسی ضرورت کے لئے ہم گئے تھے۔ میاں خدابخش و بابا قادر بخش و حافظ غلام محمود امام مسجد صدر بازار تسلیم و نیاز عرض کرتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا کہ حافظ صاحب اور کیا کہتے تھے۔ شاہ صاحب نے عرض کی مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری اور غیر مقلدین کے مباحثہ کا قصہ بیان کر کے کہا۔ کہ اس مباحثہ میں حضور کی ایک کرامت دیکھی گئی کہ جب حضور نے غیر مقلدین پر سوال کیا تو سب لاجواب ہو کر عالم سکوت میں ہو گئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ جو رسالہ مولوی محمود شاہ صاحب واعظ نے اپنے نام پر طبع کرا کر شائع کیا تھا۔ فی الواقعہ وہ رسالہ حافظ عبدالہادی صاحب نابینا کی تصنیف تھا۔ اُس نے اس میں وجوب جمعہ فی القریٰ بدوں قید شرائط اثبات کیا تھا۔ منجملہ اپنے دلائل کے بخاری کی حدیث بالفاظ ذیل۔ ان اول جمعة جمعت بعد رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بجواثی قریة من البحرین بھی اپنے رسالہ میں درج کی تھی۔ جب علمائے حنفیہ مثل مولوی غلام دستگیر صاحب و مفتی شیخ احمد صاحب ڈیالہ وغیرہ نے حدیث مذکور الصدر کو دیکھا۔ معترض ہوئے۔ کہ اگر صاحب رسالہ لفظ قریہ کا بخاری سے تخریج کر دے اس کو اتنا انعام دیا جائے گا۔ غرض کہ لفظ مذکور پر فریقین کی بحث مقرر ہوئی اور محل مباحثہ میاں فضل الٰہی اپیل نویس کا گھر مقرر کیا۔ اس وقت حنفیہ کا مربی و معاون میاں فضل الٰہی تھا۔ اور قاضی میر عالم خان ڈپٹی ہزاروی غیر مقلدین کی تکیہ گاہ۔ کیونکہ قاضی امیر عالم خان ان کا ہم مشرب اور حافظ و عالم بھی تھا۔ اس اثناء میں کسی نے

Marfat.com

مولوی غلام دستگیر صاحب کو کہا کہ فلاں (پیر صاحب) کا مباحثہ میں موجود ہونا نہایت ضروری ہے۔ ان کی شمولیت بغیر کام مشکل ہو گا۔ لیکن چونکہ بعضے احبا میری آزاد طبعی سے واقف تھے۔ کہ فلاں کسی کی قید میں نہیں آتا۔ لہٰذا بطور سفارش طلبی پیر صاحب کلاں کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ کہ آپ پیر صاحب خورد کو فرمائیں کہ وہ براہ مہربانی اس مباحثہ میں شامل ہو کر مشکور فرمائیں۔ چونکہ وہ بھی (پیر صاحب کلاں) میری طبع سے واقف تھے کہ وہ مخلی بالطبع (آزاد طبع) رہتا ہے۔ حامل عریضہ کو فرمایا۔ کہ مکتوب لہٗ فلانی جگہ بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے پاس درخواست ہذا کو پیش کر دے۔ خلاصہ یہ کہ وہ آدمی میرے پاس آیا۔ میں نے وعدہ کیا کہ مقررہ تاریخ پر میں قاضی نظام الدین صاحب مرحوم کی زیارت پر ہوں گا۔ بعد انعقاد مجلس مباحثہ اطلاع دہی پر شامل ہو جاؤں گا۔

الغرض حسب وعدہ جب میں زیارت میں پہنچا۔ ناگاہ مولوی غلام دستگیر صاحب تشریف لائے۔ اس سے پہلے مولوی صاحب کا میرے ساتھ کوئی تعلق و تعارف نہ تھا۔ میں نے خلوت میں بطور علمی جانچ کے مولوی صاحب سے ایک بات دریافت کی۔ کہ مولوی صاحب اگر مباحثہ میں خصم یہ اعتراض کرے تو آپ کے پاس کیا جواب ہو گا۔ مولوی صاحب عالم تحیر میں چپ ہو گئے۔ معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کا راس المال نادار ہے۔ ان کو تسلی دی گئی کہ بے غم رہو انشاء اللہ العزیز خیر ہو گی۔ غرض کہ مقررہ وقت پر میاں فضل الٰہی اپیل نویس کے مکان پر ہم جمع ہوئے۔ بہت دیر انتظار کی۔ لیکن چونکہ غیر مقلدین کو خبر ہو گئی تھی کہ فلاں (پیر صاحب) بھی مباحثہ میں شامل ہیں۔ وہاں سے گریز کر کے قاضی میر عالم خان ڈپٹی کے مکان پر جمع ہوئے۔ جب ہم کو اس امر کی اطلاع ہوئی۔ رائیں مختلف ہو گئیں۔ بعض نے کہا کہ وہاں جانا چاہیئے۔ بعض انکاری ہوئے۔ آخر میں نے ان کو کہا چونکہ ہم ایک امر کے واسطے جمع ہوئے ہیں۔ اب ضرور فیصلہ کرنا چاہیئے۔ اگر وہ یہاں سے بھاگ گئے ہم خود وہاں جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ہم ڈپٹی صاحب کے مکان پر گئے۔ نامبردہ چونکہ سمجھدار اور واقف کار آدمی تھا۔ مجھے دیکھ کر تاڑ گیا کہ اب مشکل پڑے گی۔ فوراً حکمت عملی سے اس نے

Marfat.com

مجھے حَکَم (ثالث) مقرر کر دیا۔ مولوی غلام دستگیر صاحب و مفتی صاحب مذکور الصدر کو ایک فریق کر دیا اور خود حافظ عبدالہادی سے مل کر فریق ثانی بنا۔ حاصل یہ کہ لفظ قَریہ پہ بحث شروع ہوئی۔ حنفیہ نے کہا حدیث بخاری میں لفظ قریہ موجود نہیں۔ بلکہ حدیث کا فقرہ فقط بجواثی من البحرین ہے۔ حافظ نابینا نے کہا کہ فربری کے نسخہ میں موجود ہے اور نیز یہ کہ مشکوۃ شریف میں فلانی حدیث کو مؤلف نے لاکر حوالہ کر دیا کہ رواہ البخاری حالانکہ بخاری میں بعینہ وہ الفاظ موجود نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ حدیث میں کسی لفظ کی کمی بیشی سے رواہ الفلانی کہا جا سکتا ہے۔ اس اثناء میں ڈپٹی صاحب نے بھی اس کی تائید میں کہا کہ فلاں حدیث کی ایک روایت میں لفظ امرأۃٌ واقع ہوا ہے اور دوسری روایت میں امرأتہٗ۔ باوجود اختلاف لفظ کے جامع نے حوالہ تخریج کر دیا۔ اور چونکہ حافظ نابینا نے استشہاداً مشکوۃ شریف کا حوالہ دیا تھا۔ اس لئے مولوی غلام دستگیر صاحب تو اوراق کے الٹ پلٹ اور حدیث کی تخریج میں مصروف و مشغول ہوگئے۔ لیکن کافی وقت گزرنے پر بھی حدیث نہ ملی۔ اور نیز چونکہ نامبردہ سے قرأت حدیث میں بسبب لکنت زبان و رعب مجلس کے مضمون بعینہ ادا نہیں ہو سکتا تھا۔ اس اثنا میں ایک شخص مسمی بہ میاں فضل الٰہی سیٹھ نے کہ حافظ صاحب صدر بازار والے اس کی مسجد میں مقیم تھے۔ بطور تمسخر مجلس میں ہنسنا شروع کر دیا۔ میں نے درایتہً معلوم کیا کہ معاملہ تو ہاتھ سے جاتا ہے۔ لاجرم میں نے ڈپٹی صاحب کو مخاطب کر کے کہا۔ کہ محل بحث لفظ قریہ ہے اور جو حدیث اس کی تائید میں لائی گئی ہے وہ اس کی نظیر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حدیث مذکورہ میں خواہ لفظ امرأۃٌ کا ہو یا امرأتہٗ جب خارج میں واقعہ ایک ہی ہے۔ پس اس میں کچھ نقص اور خرابی لازم نہیں آتی۔ بخلاف لفظ قریہ کے کہ معرکۃ الآرا و منشأ اختلاف فیما بین المجتہدین ہوا ہے۔ کیونکہ حدیث بخاری میں اگر لفظ قریہ کا ثابت نہ ہو تو علماء احناف کا مقصد ثابت ہوتا ہے اور ان کے مذہب کی تائید۔ اور اگر لفظ قریہ ثابت ہو تو دوسرے علمائی کی مراد ثابت ہوتی ہے۔ پس خصم پہ لازم ہے کہ نظیر میں ایسا لفظ پیش کرے کہ وہ بھی معرکۃ الآرا اور ائمہ مجتہدین کے درمیان منشاء اختلاف ہو۔ واین ھذا من ذالک

Marfat.com

غرض کہ خداوند تعالےٰ کے فضل وکرم وارواح طیبہ کی برکت سے تمام حریف مقابل عالم سکوت میں لاجواب ہو گئے۔ ڈپٹی صاحب نے حافظ اعمیٰ پر زجر و توبیخ شروع کر دی کہ خبردار آئندہ ایسے رسالے تالیف و شائع نہ کرنا۔ ورنہ تیرے ساتھ معاملہ اچھا نہ ہو گا۔

جب مجلس برخاست ہوئی اور ہم وہاں سے نکلے۔ مولوی غلام دستگیر صاحب نہایت شکریہ ادا کرنے لگے۔ اثنا راہ میں میرا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگے۔ اللہ تعالےٰ نے میرے لئے تائید غیبی بھیج دی وغیرہ وغیرہ ورنہ کام مشکل تھا۔ اور صدر والے حافظ صاحب خوش وخرم ہوئے۔ کیونکہ وہ مسمی فضل الٰہی سیٹھ کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہ غیر مقلد آدمی تھا۔ اس نے اپنے پاس چند کتابیں صحاح ستہ وغیرہ کی تبرکاً رکھی ہوئی تھیں۔ اور ہمیشہ حافظ صاحب کے ساتھ مجادلہ کر کے تنگ کیا کرتا تھا۔ اور حافظ صاحب سے ملزم نہ ہوتا تھا۔ چونکہ مباحثہ مذکورہ میں وہ بھی حاضر تھا۔ وہ اور اس کی ساری جماعت لاجواب و ملزم ہو گئی۔ حافظ صاحب اس امر سے نہایت خوش ہوئے تھے۔

بعدہٗ حضور انورؒ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں سیال شریف کے سفر سے واپس ہو کر حسب عادت زیارت مذکورہ میں ٹھہرا تھا۔ حافظ عبد الہادی نابینا وہاں آیا۔ میں نے کہا کہ حافظ صاحب در بارہ مسئلہ جمعہ فی القریٰ آپ نے جو رسالہ تالیف کیا ہے میری نظر سے گزرا ہے واقعی عدم شرائط کو آپ نے مدلل ثابت کیا ہے۔ کہ یہ شرائط مثبتہ فقہا فی الواقع معتزلہ سے منقول ہیں۔ حافظ اعمیٰ اس بات سے نہایت خوش ہوا۔ اور کہنے لگا میں نے نہایت محنت سے بہت سی کتابوں سے مسائل کو استخراج کیا ہے۔ اور طرفہ یہ کہ مولوی محمود شاہ واعظ نے رسالہ اپنے نام پر طبع کرایا ہے۔

حضور فرماتے ہیں پھر میں نے کہا کہ حافظ صاحب جمعہ کی فرضیت کے دونوں قول کہ مکہ معظمہ میں ہوئی یا مدینہ طیبہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سے قول ذیل قوی تر ہے۔ کہ فرضیت مکہ معظمہ میں ہوئی اور عمل در آمد مدینہ طیبہ

Marfat.com

میں ظہور پایا۔ چنانچہ امر مذکور آپ کے رسالہ میں بھی مشرح ہے۔ حافظ اعمیٰ نے تسلیم کیا۔ میں نے کہا پس کیا وجہ تھی کہ باوجود فرضیت جمعہ کے مکہ معظمہ میں عمل ظہور میں واقع نہ ہُوا۔ اس نے کہا کہ کفار کے خوف سے نہ پڑھا گیا۔ میں نے کہا عجیب بات ہے کہ صلوۃ خمسہ باجماعت ادا کرنے سے خوف نہ تھا۔ اور جمعہ کے لئے خوف اور نیز یہ کہ جب خلیفہ ثانی مشرف باسلام ہوئے۔ علانیہ نماز پڑھی جاتی تھی اس وقت کچھ خوف نہ رہا۔ نامبردہ نے کہا اس وقت تک جماعت نہ تھی میں نے کہا آیۃ کریمہ ولا تجھر بصلوٰتک و لا تخافت بھا الآیۃ مکی ہے یا نہ۔ نامبردہ متامل ہُوا۔ میں نے کہا تامل کی جگہ نہیں آئیہ مذکورہ بالاتفاق مکی ہے۔ اور اس کے شان نزول سے ظاہر ہے کہ اسی بارے یعنی (جماعت) میں نازل ہوئی۔ پس معلوم ہُوا۔ کہ آیہ جمعہ پر عدم عمل بلحاظ خوف کفار نہ تھا۔ بلکہ اس جہت سے تھا کہ اس وقت تک مشرکین کے غلبہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلطنت مکہ معظمہ میں قائم نہ تھی۔ اور سلطان کا اطلاق آنحضرتؐ پر مفقود تھا۔ اس سے ثابت ہُوا کہ شرائط وجوب جمعہ آیہ جمعہ سے ہی ماخوذ ہیں اور وجوب جمعہ مطلقاً لازم نہیں۔ چنانچہ امر مذکور پر مجتہدین نے تصریح کی ہے۔ نامبردہ لاجواب اور نہایت شرمندہ ہُوا۔

اور نیز حضور انورؒ نے فرمایا کہ نامبردہ کے مجلس میں آنے پر بلحاظ علمی حق ماوجب کیا جاتا تھا۔ وہ مجلسوں میں مشہور کیا کرتا تھا کہ تم لوگ تو مجھے ایسا ویسا کہتے ہو اور فلاں (حضرت پیر صاحب) میری اس قدر تعظیم وتکریم فرماتے ہیں اور نیز سنا گیا کہ نامبردہ اس امر کا مدعی ہے کہ قرآن کریم کا ترجمہ میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ایک دن مجلس میں آیا تو میں نے طنزاً کہا کہ اس زمانہ میں اکثر لوگ مفسر ومحدث بن بیٹھے ہیں حالانکہ جملۂ الحمد للہ کا معنی بھی نہیں جانتے۔ بلکہ صرف اَلْ کا ترجمہ بھی نہیں کرسکتے۔ حافظ اعمیٰ نے معلوم کیا کہ میری طرف اشارہ ہے دوسرے پہلو پر گر پڑا فوراً کہنے لگا۔ کہ میں بھی مدت سے شائق ہوں مگر ایسا قابل وکامل استاد نہیں ملا

Marfat.com

پھر مجلس کی حاضری وغیرہ ترک کر دی۔ مترجم کہتا ہے کہ جمعہ فی القریٰ کے مسئلہ کی مزید تحقیق کسی کو منظور ہو تو حضرت قبلہ عالمؒ کے فتاویٰ مہریہ میں ملاحظہ کرے ۔

ملفوظ (۱۷)

۲ ذوالقعدہ ۱۳۳۱ھ حضور انورؒ دربار شریف کے زینت بخش تھے۔ فصوص کے طلباء وسامعین حاضر ہوئے۔ فرمایا فریقین وجودیہ وشہودیہ کی کتابوں میں بڑا اختلاف ہے۔ خواہش ہے کہ خلاصہ نکال کر لکھا جائے۔ لیکن فرصت نہیں۔ بعدہٗ چند کتابیں نکال کر امور ذیل کی تحقیق فرمائی۔ ایک یہ کہ اکابر شہودیہ مثل حضرت مجددؒ صاحب و مرزا جان جاناں صاحب و مولوی ثناء اللہ صاحب پانی پتی نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ چونکہ اعیان ثابتہ عندالشیخ صور علمیہ سے عبارت ہیں۔ اور علم عین ذات ہے بناءً علیہ حضرت شیخؒ وحدت الوجود کے قائل ہوئے ہیں۔ فی الواقع ایسا نہیں بلکہ یہ الزام مالایلزم ہے حضرت شیخؒ پر۔ کیونکہ بناء وحدت الوجود کی عندالشیخؒ امر مذکور پر مرتب نہیں ہے بلکہ تنزل پر مرتب ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے۔ کہ لفظ علم کے تین معنی ہیں ایک مصدری بمعنی دانستن اور یہ معنے عندالفریقین مراد نہیں ہے۔ دوئم بمعنی حاضر عندالمدرک یا حصول صورت الشئ فی العقل۔ سوئم بمعنی منشاء انکشاف۔ حضرت الشیخؒ نے اسی تیسرے معنی کے ساتھ عین ذات کہا ہے۔ نہ دوسرے معنے کے ساتھ کہ عبارت ہے صور علمیہ سے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ العلم لیس تصور العالم او منشاء انکشاف عندالشیخؒ ذات حق سبحانہ وتعالیٰ ہے اور بس۔ نہ صور علمیہ۔ البتہ صورت علمی ممکن میں تو منشاء انکشاف ہو سکتی ہے واجب میں نہیں۔ ہاں اگر حضرت الشیخؒ صور علمیہ کو منشاء انکشاف کے قائل ہوتے تو ترتب امر مذکور کا قول ہی جائز ہوتا۔ ولیس کذالک۔ دوسرا امر یہ کہ حضرت مجددؒ صاحب نے فرمایا ہے کہ شہود حق سبحانہ وتعالیٰ کا کما حقہٗ باوجود لیس کمثلہ شئ ممکن اور جائز ہے۔ کیونکہ تکالیف شاقہ وغیرہ سے مقصد یہی ہے اور حضرت الشیخؒ نے فرمایا ہے کہ جب تک عبد عبد ہے حق سبحانہ تعالیٰ بحیثیت متجلی لہٗ

Marfat.com

متجلی ہوتا ہے یعنی دیکھنے والا بوقت رؤیت اپنی استعداد کے موافق اپنی صورت کو آئینہ حق میں مشاہدہ کرتا ہے نہ ذات حق سبحانہ وتعالیٰ کو۔ ہاں دوسری صورت میں کہ رؤیۃ الحق بالحق ہو ہو سکتا ہے نہ رؤیت العبد بالحق۔

حضور انورؒ فرماتے ہیں کہ میرے خیال اور وجدان میں حق بجانب حضرت الشیخ رضؓ معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ بخاری کی حدیث تحول فی الصور سے ظاہر ہے۔ کیونکہ جب قیامت میں حق سبحانہ وتعالیٰ کا شہود صورت معتقدہ میں ہوگا۔ اور متجلی لہ کے اعتقاد کو دخل ہوگا۔ دنیا میں بھی اسی طرح سے ہے۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام کو حسب حیثیت خود ناری صورت میں تجلی ہوئی۔ دوسروں کو اور صورت میں۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اسی مذکور کا موید ہے سید الطائفہ حضرت جنیدؒ صاحب کا مقولہ ذیل کسی سائل کے جواب میں کہ ما المعرفۃ معرفت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ لون الماء لون انائہٖ پانی کا رنگ برتن جیسا ہوتا ہے۔ یعنی حصول معرفت الٰہی بمقدار ظرف عارف ہے اور بس۔ پس بناءً علیہ کلام ذیل (کہ ایں چہ مے بینی۔ گفت ماہ را در طشت مے بینم۔ سائل گفت اگر بر قفا دنبل نداری بطرف آسمان چرا نمی بینی) کا مطلب یہ ہے کہ تعینات کو چھوڑ کر لا تعین کا مشاہدہ کیوں نہیں کرتا۔

کاتب الحروف کہتا ہے کہ بعض اہل علم کی زبان سے میں نے سنا ہے کہ کلام مذکور میں سائل حضرت شمس تبریزیؒ تھے اور مجیب شیخ صدر الدین قونوی۔ منشاء سوال یہ ہے کہ مجیب ایک خوبرو امرد کو سامنے بٹھا کر اس کے صحیفۂ رخسار پہ جمال الٰہی کا مطالعہ و مشاہدہ کر رہے تھے۔

مترجم کہتا ہے کہ نفحات الانس میں مولانا جامیؒ نے یہ واقعہ شیخ اوحد الدین کرمانی کے حالات میں لکھا ہے۔ جس میں سائل حضرت شیخ شمس تبریزیؒ تھے اور مجیب شیخ اوحد الدین کرمانی۔ لہٰذا شیخ صدر الدین قونوی کا اسم گرامی لینے میں بعض اہل علم سے تسامح ہوا ہے۔

کاتب الحروف کہتا ہے کہ ایک دن جناب صاحبزادہ محمود صاحب تونسوی نے حسب عادت اپنے عنایت نامہ میں حافظ علیہ الرحمۃ کی ایک غزل بطور تحفہ و ہدیہ اور

Marfat.com

اپنے عرض حال میں تحریر کی اور اس کے آخر میں فقرات ثلثہ ذیل (پسند ہو۔ یا نہ ہو۔ پسند ہو۔ لکھے۔ حضور انورؒ نے اس کے جواب میں حقائق و معارف نامۂ ذیل تحریر فرماکر ارسال فرمایا۔ چونکہ وہ مکتوب شریف مناسب مقام و سیاق معلوم ہوتا ہے۔ اس واسطے ناظرین کے استفادہ و استفاضہ کے لئے بعینہٖ تبرکاً و تیمناً نقل کیا جاتا ہے۔

بروز جمعہ مکرمی و معظمی دامت عنایاتکم و حفظکم اللہ تعالے لئے

تسلیم و نیاز۔ ہر دو عنایت نامہ کا شکریہ۔

مرسَل الیہ ہیچمدان کا شکریہ یا پسندیدگی متعلق عنایت مُرسِل یا نزاہت مرسَل چونکہ متجاوز از حد استعداد خود نہ ہوگا۔ لہٰذا بغیر ما شکرت حق شکرک۔ ولا احصی ثناءاً علی کلام من ہو البازی الاشہب علی اوج عالم القدس۔ کچھ عرض نہیں کر سکتا۔

فقرات ثلثہ مندرجہ عنایت نامہ ثالثہ (پسند ہو۔ یا نہ ہو۔ پسند ہو) کے محامل مطابق معروض الصدر حسب ذیل ہیں:۔ پسند ہو ای علی قدر الاستعداد۔ یا نہ ہو کما فی الواقع ویلیق بشان الحافظ قدس سرہ۔ پھر یہ ارشاد کہ پسند ہو۔ بغیر از عنوان ما شکرت ولا احصی ثناءً تعبیاش کہ صورت نہ بندد۔ سچ ہے ما رأی الحق من رأی الحق الاستعداده نعم رأی الحق بالحق من رأی الحق فالرائی والمرئی والرویتہ من عین واحدۃ لفظ مَن در جملہ ثانیہ را مصداقے ہر کس نمے تواند بود۔ الا الاکمل من الکمّل اعنی حضرت اعلیٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ؎

ہر گدائے مرد سلطاں کے شود

مور چہ مسکیں سلیماں کے شود

سبحان اللہ الحق من الحق للحق اعنی۔ "اساں کو عشق تو ہے تساندی خبر نساں کو ہوسی"۔ کیوں نہ ہو ؎

نشان آدم و حوا کجا بود ❊ کہ عشق بے نشاں در جان ما بود

حق حق حق۔ زیادہ نیاز۔ سب کو ما وجب۔ ۱۲

کاتب الحروف کہتا ہے۔ جملۂ (اساں کو عشق تو ہے الخ) اشارہ اس قصہ کی طرف ہے جو مقام پاک پٹن شریف میں حضرت اعلیٰ تونسویؒ اور شیخ غلام محی الدین قصوری کے درمیان

Marfat.com

مباحثہ واقع ہوا۔ تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

تیسرا امر یہ کہ مجدد صاحب نے کہا ہے۔ ہمارے شہود کا درجہ اہل وجود کے درجہ سے فائق ہے۔ کیونکہ لاموجود الا اللہ بمنزلہ علم الیقین ہے۔ ولامشہود الا اللہ بدرجہ حق الیقین۔ جواب یہ ہے کہ بندی کے لئے تو دونوں تعلیمیں برابر ہیں۔ کیونکہ وہ محض اپنے شیخ کی تقلید میں لاموجود الا اللہ یا لامشہود الا اللہ کہتا ہے اور بس۔ اور منتہی کے لئے لاموجود الا اللہ بھی بمرتبۂ حق الیقین ہے نہ علم الیقین کیونکہ وہ شہود سے کہتا ہے۔

چوتھا امر یہ کہ عند الشیخؒ عالم من کل الوجوہ عین نہیں چنانچہ اس امر پر مواضع کثیرہ میں تشریح وتصریح فرمائی ہے۔ بلکہ عالم کا تعلق حق سبحانہ وتعالےٰ کے ساتھ ایسا ہے جیسے آئینہ میں نظر آنے والی صورت کا تعلق ہے۔ چنانچہ اس صورت کو نہ عین کہا جا سکتا ہے نہ غیر۔ یہاں بھی ایسا ہی سمجھنا چاہیئے۔ پس جو کہ بعض متاخرین کی کلام میں عینیت محضہ مفہوم ہوتی ہے۔ چنانچہ جامیؒ صاحب کی رباعی ذیل میں ؎

ہمسایہ وہم نشین وہمراہ ہمہ اوست ⁂ در دلق گدا و اطلس شہ ہمہ اوست
در انجمن فرق ونہاں خانۂ جمع ⁂ باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

(ہمسایہ اور ہمنشین اور ہمراہ وہی ہے۔ گدڑی میں فقیر اور ریشم میں بادشاہ وہی ہے۔ کثرت کی مجلس اور وحدت وجمع کے خلوت خانہ میں خدا کی قسم وہی ہی ہے اور کوئی نہیں ہے)

مجاز اور تسامح پر محمول ہوگا۔ کیونکہ حفظ مراتب عند القوم نہایت ضروری امر ہے۔ چنانچہ کہا ہے ؎

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد ⁂ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

یعنی وجود کے ہر مرتبہ کا حکم علیحدہ ہے اس لئے حفظ مراتب کا لحاظ نہ کرنا بے دینی ہے۔

ملفوظ (۱۸)

۲ ذوالقعدہ۔ ۱۳۳۰ھ کو دربار میں رونق افروز تھے۔ جب سارے طلباء سامعین فصوص کے حاضر ہوئے۔ حضور انورؒ نے فرمایا کہ حضرت الشیخؒ نے فتوحات

Marfat.com

کے اوّل میں تین قسم کا عقیدہ توحید میں بیان فرمایا ہے۔ایک عام عقیدہ جو عوام سے ہے۔ دوم خاص یعنی او سبحانہ و تعالیٰ نہ من کل الوجوہ عین ہے نہ غیر۔ سوم اخص الخواص حضرت الشیخؒ فرماتے ہیں۔کہ ہم اس کو علیحدہ باب میں ذکر نہیں کرتے۔بلکہ مختلف مقامات میں بیان کیا جائے گا۔جو شخص کہ اہل حال ہوگا وہ خود وجدان کرے گا۔

حضور انورؒ نے فرمایا۔کہ میں نے اس مقام کو فتوحات میں نشان کر دیا ہے بلکہ حضور نے وہ مقام نکال کر دکھلایا۔ نیز حضور انورؒ نے فرمایا کہ ایسے اشخاص کو میں نے اس زمانہ میں دیکھا ہے کہ ان کا یہی عقیدہ تھا۔لیکن بہ سبب لاعلمی، خوف کے مارے کسی پر ظاہر نہیں کرتے۔ ایک شخص نے خلوت میں میرے پاس اس طرح تعبیر کی کہ حق عالم میں ہے یا عالم حق میں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے یہ مقام اس پر کھولا ہے۔لیکن بے علمی کے باعث مقام کا حوالہ نہیں دے سکتا تھا۔ ایک اور شخص کا حال میں نے پیر صاحب کلاں کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ وہ اس طرح تعبیر کرتا تھا۔کہ اوچہ قدر بے آرام است (وہ کتنا بے آرام ہے) پیر صاحب کلاں فرماتے تھے۔کہ وہ شخص کچھ علم دار تھا۔

حضور انورؒ نے فرمایا چونکہ اس کے لئے تجلی کل یوم ھو فی شان واقع ہوتا تھا۔اس لئے وہ اس لفظ سے تعبیر کرتا تھا۔اور نیز حضور انورؒ نے فرمایا کہ میں نے بھی عقیدہ مذکورہ کے بارہ میں بطور اذا خلی و نفسہ کئی بار خیال کیا۔ ذوق ہرگز انکار نہیں کرتا۔بلکہ ہر چند خیال کو منقطع کیا جائے ذوق اسی طرف لے جاتا ہے۔

اور نیز فرمایا کہ روح الٰہی یا فیض الٰہی عند الصوفیہ عبارت نفس رحمانی سے ہے اور نیز فرمایا کہ سلسلہ اعیان ثابتہ غیر متناہی ہے اور خارجیہ متناہی۔ کیونکہ جو چیز وجود میں آگئی وہ متناہی اور منقطع ہوگئی۔بخلاف اعیان ثابتہ کے اب تک ان کا سلسلہ باقی اور جاری ہے۔ وہ جو کہتے ہیں کہ خزانہ الٰہی تمام نہیں ہوتا۔مراد خزانہ سے یہی اعیان ثابتہ ہیں۔ اور نیز فرمایا کہ فیض مطلق ہیولانی الوصف ہے مثل موم کے کہ ہر صورت کا قابل ہو سکتا ہے۔ اور نیز فرمایا کہ حضرت الشیخؒ نے فتوحات میں ایک مقام پر فرمایا

Marfat.com

ہے۔کہ انسانی مرتبہ بلند ہے۔ دوسری جگہ فرمایا کہ ملکی درجہ اونچا ہے۔ مراد یہ کہ پہلا باعتبار
جامعیت کے کہا گیا۔ اور دوسرا بلحاظ تقدس کے۔ اور نیز فرمایا کہ حضرت الشیخ دہری
اور فلسفی کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں ؎

زعم المنجم والطبیب کلاهما ✤ لاتبعث الاجسام قلت الیکما
ان صح قولکما فلست بخاسر ✤ او صح قولی فالخسار علیکما

(نجومی اور فلسفی ہر دو کا خیال ہے کہ حشر جسمانی نہیں ہو گا۔ میں کہتا ہوں چلو بالفرض
حشر نشر کے بارہ میں تمہارا قول حق نکلا تو ہمیں کوئی تکلیف نہیں۔ بلکہ خلاص ہوئے
اور اگر ہمارا قول برحق ہے۔ پس تم کو وہاں خسران ہو گا نہ خلاصی۔

اور نیز فرمایا کہ فتوحات کے ۵۶۰ باب ہیں۔ اور نیز فرمایا کہ حضرت الشیخؒ
نہایت متبع سنت تھے۔ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک وہ شخص مومن ہو گا کہ باوجود
اپنے معائنہ وشہود کے تجربہ کے بھی رسول اللہ کے امر پہ زیادہ یقین رکھ کر عمل کرے
پس جائے غور ہے کہ ایسے شخص کی کلام کیسے خلاف شرع ہو سکتی ہے۔ اور
نیز سبق کے آخر میں فرمایا کہ جب تک میں خود ہی طالب علم اور خود ہی استاد نہ بنوں
کام نہیں ہوتا۔ مولوی صاحب میروی نے عرض کی۔ حضور کی مہربانی ہے۔ آپ نے
فرمایا تمہارا خیال تو یہی ہے کہ (ڈھے پرایا پنراجے دھمکار سنیوے) یعنے خود تو آرام
سے بیٹھ کر سنو اور ہمارا سر دکھاؤ۔

ملفوظ (۱۹)

ایک دن دربار میں ابن فارض مکی کا ذکر آیا۔ حضور انور نے فرمایا وہ حضرت الشیخؒ
کے تلامیذ اور مستفیضوں میں سے تھے۔ قصیدہ تائیہ نہایت عجیبہ لکھا ہے۔ اور
اس میں نہایت بلند پروازی کی ہے۔ اگر کوئی شخص نہایت جد و جہد کرے تو بھی
اس قسم کے محسنات بلاغۃ وغیرہ نہیں لا سکتا۔ گویا ان حضرات کی کلام خدا کی طرف سے
ہوتی ہے اور یہ لوگ ترجمان ہوتے ہیں۔ وہ سارا دن مکہ معظمہ کے پہاڑوں میں

Marfat.com

جبل نور وابی القبیس وغیرہ کے اندر رہتے تھے۔ صرف صلوۃ خمسہ کے لئے کعبہ شریف میں آتے تھے۔ دس دس روز بلکہ پندرہ پندرہ طعام نہ کھاتے تھے۔ جب عالم سکر سے صحو میں آتے تو اشعار ان کی زبان سے جاری ہو جاتے تھے۔ گویا وہ ملائک مہیمیہ کا ظل تھے۔ جیسا کہ وہ ملائکہ جلال میں اس قسم کے متغرق ومنہمک ہیں کہ عالم وغیرہ کی خبر نہیں رکھتے۔ ان کی حالت بھی ایسی ہی تھی۔

کہتے ہیں کہ جب حضرت شیخ الشیوخ سہروردیؒ کو سفر حج کا اتفاق ہوا۔ ان کے ہمراہ بارہ ہزار آدمی تھے۔ جن میں اکثر علماء وفضلا تھے۔ ایکدن اپنے متعلقین کے ہمراہ حرم محترم کا طواف کر رہے تھے۔ ان کے دل میں خطرہ گزرا۔ الہٰی تو نے اتنی مخلوق میرے پیچھے کر دی۔ واللہ اعلم میں تیری بارگاہ کے مقربین سے ہوں یا مطرودین (راندگان) سے۔ ان کے پیچھے ابن فارض مکی تھے۔ فرمایا۔ انت[1] من المقربین یا سہروردی واخلع ما علیك۔ حضرت شیخ الشیوخ نے جان لیا کہ نہایت بلند مرتبہ مرد ہے۔ کہ جس نے میرے خطرہ پر اطلاع پائی۔ طواف کے بعد ملاقات ہوئی۔ کاتب الحروف کہتا ہے۔

بعدہٗ حضور انورؒ نے فرمایا کہ واخلع ما علیك کا مطلب یہ ہے کہ جب صوفی کو قوال کے سخن سے وجد ہوتا ہے۔ گویا اپنا سر اس حال پہ قربان کرتا ہے چونکہ سر نہیں دیا جا سکتا۔ اس لئے اپنا ما علیہ از قسم متاع وغیرہ دیتا ہے۔ اور نیز فرمایا کہ نیاز احمد صاحب بریلوی نے اخص الخواص کے عقیدہ سے اشعار ذیل میں اس طرح خبر دی ہے ؎

از خلق جدا ہستی وہم در ہمہ ہائی ❊ وز جملہ مبرائی و در جملہ در آئی
بے نام ونشاں بودی و گنجینۂ مخفی ❊ از بہر شناسائی خود صورت مائی
بر وحدت ذات است عرض کثرت شئنا ❊ یک شان تو خلق است دگر شان خدائی

تا کہ غزل کے آخر میں فرمایا:۔

ہم مرشد کل گشتہ بشکل شہ جیلانیؓ ❊ بر روئے نیاز آئی وارشاد نمائی

[1] اے سہروردی تو مقربین سے ہے۔ جو کچھ اپنے اوپر رکھتا ہے اتار دے۔

Marfat.com

اور نیز فرمایا کہ اسیریؒ نے ایسا کہا ہے ؎

من ذات بحت مطلقم ہم وصف وہم اسماہستم
ہم بحر وموج و قطرۂ ہم لاؤ ہم الا ہستم

اول منم آخر منم ظاہر منم باطن منم ۔ یعنی تو خلق سے جدا بھی ہے اور سب میں مشہود بھی ہے سب سے میرا بھی ہے اور سب میں موجود بھی تو ایک مخفی خزانہ اور بے نام ونشان تھا ۔ اپنی شناسائی کے لئے ہماری صورت میں ظہور فرمایا ۔ تیری وحدت ذات پر کثرت تعینات بطور عرض ہیں خدائی اور خلق دونو تیری شانیں ہیں اور تو ہی سب کا رہنما ہو کر حضور شاہ جیلانی کی شکل میں نیاز کے سامنے آکر ارشاد فرماتا ہے ۔ مترجم کہتا ہے کہ حضرت اسیریؒ کے اشعار کا مطلب بھی یہی ہے کہ ذات واحد ہی سب کثرت کا منشأ ہے اور وہی اول و آخر اور ظاہر و باطن ہے

ملفوظ (۲۰)

ایک دن بعد نماز عصر مسجد میں رونق افروز تھے ۔ میاں عبداللہ درویش سے پوچھا ۔ کہ کل کہاں گیا تھا ۔ اس نے عرض کی راولپنڈی گیا تھا ۔ وہاں معلوم ہوا ۔ کہ فقیر صاحب موہڑہ شریف نے جو درخواست وائسرائے بہادر کی خدمت کے لئے گزاری تھی وہ نامنظور ہو گئی ۔ فقیر صاحب کو نہایت پشیمانی حاصل ہوئی ۔ کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں فقراء کے پاس آیا کرتے تھے تو وہ ان کا سلام بھی قبول نہ کرتے تھے ۔ اس زمانہ میں فقراء خود ملاقات کے لئے درخواستیں کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ ۔

حضور انورؒ نے فرمایا ۔ کہ تو اس بات کو راولپنڈی وغیرہ میں ظاہر مت کرنا ۔ اگر کوئی اور کہے تو وہ جانے اور اس کا کام ۔ سب مسلمان اصل میں ایک ہیں ۔ کیونکہ وہ عبارت ہیں اعدا آئم یا اسماء الٰہیہ سے ۔ پس ان کی عزت پر خوشی چاہیئے اور ان کی ذلت پر غم ۔

بعدہٗ فرمایا کہ میاں میرؒ صاحب لاہوری دہلی کے ایک مسلمان بادشاہ کے زمانہ میں

Marfat.com

گزرے ہیں۔ میاں عبدالحکیم صاحب سیالکوٹیؒ اس بادشاہ کے قاضی تھے۔ ان کے قرب وجوار سے اتفاقاً یا قصداً بادشاہ کا گذر ہوا اور ارادہ کیا کہ حضرت کی زیارت سے مشرف ہونا چاہیئے۔ کسی آدمی نے اس غرض سے کہ چونکہ مسلمان بادشاہ ہے اس کا آداب بجالانا ضروری ہے۔ حضرت میاں میر صاحب کو بادشاہ کے ارادہ سے اطلاع دی۔ آپ اس وقت لیٹے ہوئے تھے یا بیٹھے ہوئے۔ بہرحال اپنی حالت پر ثابت رہے اور بادشاہ کے استقبال وغیرہ کے لئے نہ اُٹھے۔ بادشاہ نے حاضر ہو کر مصافحہ کے لئے ہاتھ دیا۔ انہوں نے بھی صرف اپنا ایک ہاتھ پیش کیا اور کچھ اپنی جگہ سے حرکت بھی نہ کی۔ ان کے برتاؤ سے بادشاہ کی طبیعت میں کدورت پیدا ہوئی۔ کہنے لگا۔ "کب سے ایسے ہوئے"۔ فرمایا "جب سے ہاتھ سمیٹے"۔ بادشاہ خاموش ہو گیا۔

حضور انور نے فرمایا۔ کہ اس عبارت کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب سے طمع کا ہاتھ قطع کیا ہے بس یہی حال ہے۔ اور نیز فرمایا کہ ایک اور درویش اپنے مکان کے دروازے بند کر کے چھت پر بیٹھا تھا۔ اور شاعری مذاق رکھتا تھا ایک معزز شخص اس کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ جب دیکھا کہ دروازے بند ہیں۔ وہ بھی شاعر تھا۔ سامنے کھڑے ہو کر بآواز بلند کہنے لگا۔

ع در درویش را درباں نباید

(درویش کے دروازہ پر دربان نہیں ہونا چاہیئے۔) درویش نے بالاخانہ سے فی البدیہہ کہا ع بباید تاسگ دنیا نیاید

(ہونا چاہیئے تاکہ دنیا کا کتا نہ آسکے۔) کاتب الحروف کہتا ہے۔ کہ شاید حضور کی غرض ان ہر دو حکایات سے یہ تھی۔ کہ فقرا سلف ایسے تھے جو ذکر کیا گیا۔ اور اب یہ حال ہے جو سنا گیا۔

ملفوظ (۲۱)

ایک دن مسجد میں بعد نماز عصر کے ایک شخص معمر سیاہ فام نے عرض کی۔ کہ میں ایک ایک عورت پر عاشق ہوں۔ اور دور دراز کی مسافت سے حضور کا نام سن کر حاضر ہوا ہوں۔ اور وہ عورت حضور سے مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تو مرد فقیر ہے اللہ اللہ کر۔ اس عمر میں عورت کو کیا کرے گا۔ عرض کی۔ میں فقیری وغیرہ نہیں مانگتا۔ بلکہ عورت مانگتا ہوں۔

Marfat.com

آپؒ نے فرمایا کہ اب آرام کر۔ دیکھا جائے گا۔ دوسرے روز نماز عصر کے بعد عرض کی کہ حضور اس طرف آتے وقت تو آپ کی محبت کے خیال میں یہاں تک پہنچا۔ اب واپس کس طرح پہنچوں گا۔ کیونکہ مسافت دور دراز کی ہے۔ حضورؒ نے فرمایا اب اس کی محبت کھینچ کر پہنچا دے گی۔ بعدہٗ نامبردہ نے چند پہلے عشاق کو پنجابی نظم میں شمار کیا کہ پہلا عاشق مجنوں تھا۔ دوسرا فرہاد۔ تیسرا رانجھا۔ چوتھا پنوں وغیرہ وغیرہ تاکہ سلسلہ تعداد کا نو تک پہنچایا۔ حضورؒ نے فرمایا۔ کہ اب تو دسواں ہو گیا۔ تلك عشرة كاملة۔ یہ دس پورے ہوئے۔ گویا تو ان کے لئے ایک مظہر اتم ہو گیا۔ اور نیز فرمایا کہ مرد ناقص جمال پر خوش ہوتا ہے۔ اور جلال پر خفا۔ لیکن عاشق صوفی کی نظر میں دونو برابر ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ کہ ایک دن لیلیٰ خیرات تقسیم کر رہی تھی۔ فقرا جارہے تھے مجنوں نے کسی سے پوچھا کہاں جاتا ہے اس نے کہا۔ لیلیٰ سے خیرات لینے جا رہا ہوں مجنوں نے اپنا کاسہ اس کو دیا اور کہا کہ میرا حصہ بھی لانا۔ جب فقیر لیلیٰ کے پاس پہنچا۔ اپنا حصہ لے کر دوسرا کاسہ پیش کیا۔ لیلیٰ نے پوچھا یہ دوسرا کاسہ کس کا ہے۔ فقیر نے کہا ایک شخص مجنوں نام راہ میں کھڑا تھا۔ اس نے کہا ہے کہ میرا حصہ بھی لانا۔ لیلیٰ نے کاسہ لے کر توڑ دیا۔ فقیر نے مجنوں کو جا کر حال سنایا۔ مجنوں نہایت خوش ہو کر رقص کرنے لگا۔ اور کہا کہ میرے ساتھ کچھ خصوصیت ہے تب ہی میرا کاسہ توڑا ورنہ کسی اور کا توڑا جاتا۔ اور نیز اس وقت ایک شخص لموچڑ مولوی وضع نے رخصت لی۔ فرمایا کہ میری ایک بات غور سے سننا اور یاد رکھ کہ نہایت مفید اور گہری ہے۔ وہ یہ ہے کہ صاحب قسمت اس راہ میں سست و ناتواں نہیں ہوتا۔ بلکہ ہمیشہ کمر ہمت باندھ کر اپنے کام کے درپے رہتا ہے۔ آخر مقصد کو جا لیتا ہے اور اگر کچھ تاخیر واقع ہو۔ تو خیال کرنا چاہیئے۔ کہ شاید میری اپنی کوشش میں کچھ نقص واقع ہوا ہے۔ صاحب ارشاد نے خطا نہیں کی۔ بے نصیب کو وسواس و خطرات کے لشکر مانع ہو کر ناتواں کر دیتے ہیں۔ پس ضرور خیر کثیر سے محروم رہتا ہے۔

ملفوظ (۲۲)

ایک دن دربار میں رونق افروز تھے۔ اس اثناء میں میاں غلام محمد نذر بردار حاضر ہوئے

Marfat.com

فرمایا۔ سنا ہے کہ آج لکو حجام فوت ہوگیا ہے۔ میاں غلام محمد نے اثبات میں جواب دیا۔ حضور نے کلمۂ استرجاع پڑھ کر فرمایا۔ نہایت اچھا آدمی تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو بخشے۔ یہاں کے سب درویشوں کی خدمت کرتا تھا۔ اس کو بڑے پیر صاحب نے وصیت فرمائی تھی۔ کہ برخوردار جو شخص پیش آوے۔ اس کی خدمت کرنا۔ کاتب الحروف کہتا ہے۔ کہ وہ جمعہ کا روز تھا۔ نماز جمعہ کے بعد ابھی آپ اوراد و وظائف میں مشغول تھے کہ لکو حجام کا جنازہ نکالا گیا۔ ایک شخص نے حضور کی خدمت میں اطلاع دی کہ جنازہ تیار ہے۔ حضورؒ عین شغل میں تشریف لا کر جنازہ میں شامل ہوئے۔ بعد ادائے نماز جنازہ کے تین بار دعا فرمائی۔ کاتب الحروف کہتا ہے سبحان اللہ عجیب آشنا پرستی بلکہ خادم پرستی و غریب نوازی دیکھی گئی ؎

ہندو ہیں بت پرست و مسلماں خدا پرست ⁘ ہم ہیں غلام ان کے جو ہیں آشنا پرست

قبلہ بابو جی مدظلہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ شعر عموماً آپ پڑھا کرتے تھے۔ (مترجم)

ملفوظ (۲۳)

ایک دن دربار میں رونق افروز تھے۔ بعض مقامات پر تاخیر صلوٰۃ کا تذکرہ ہوا۔ حضور انورؒ نے پیر ولایت شاہ صاحب نوشہروی کو فرمایا۔ کہ عرصہ ہوا۔ مکھڈ شریف میں حضرات چشتیہ و نقشبندیہ کے درمیان اوقات نماز خصوصاً نماز مغرب کے بارہ میں اختلاف واقع ہوا تھا۔ نقشبندیہ نے کہا جو حکم گولڑہ شریف سے آئے گا۔ سر آنکھوں پر قبول ہوگا۔ لہٰذا تحقیق مسئلہ مذکورہ اور تصدیق کے لئے مسمی مولوی عبدالنبی ہزاروی نے یہاں آکر استفتاء پیش کیا۔ جب نظر سے گزرا۔ اس پر علاقہ جنوبی کے بہت سے علماء اور اس کے شیخ اور استاد کی مہریں تھیں۔ لیکن چونکہ قول ذیل مردودہ کو معمول بہ کہا گیا تھا۔ (مغرب اس وقت ادا کی جائے جب شفق نصف آسمان کو پہنچے) اس لئے تصدیق کرنے سے تو انکار کیا گیا۔ اور مولوی صاحب کو کہا گیا۔ کہ تو خود عالم ہے اور کتابیں موجود ہیں تحقیق کر لو۔ اس نے کہا کہ تفسیر کبیر ہو تو دیکھی جائے۔ تفسیر کبیر دی گئی۔ مطالعہ کے بعد ایک جگہ نکال کر لایا کہ یہاں سے ہمارا مطلب ثابت ہوتا ہے۔ کہا گیا عبارت پڑھو۔ اس نے

Marfat.com

عبارت شروع کی۔ عبارت میں ھُوَ کی ضمیر آئی۔ نامبردہ نے کہا یہ ضمیر ہُو کی فلاں قول کی طرف راجع ہے۔ میں نے کہا ایسا نہ ہوگا۔ اس سے کتاب لے کر دیکھی گئی۔ تو ضمیر ھُوَ سے پہلے دو قول مذکور تھے۔ ایک یہ کہ نماز مغرب غروب کے بعد متصل پڑھی جائے۔ دوسرا وہ جو پہلے ذکر ہُوا ہے۔ جب سیاق کلام کو دیکھا گیا۔ تو مصنف نے دوسرے قول کو اولاً اقوال مردودہ میں شامل کیا تھا۔ نامبردہ نے جب دیکھا۔ ساکت وحیران ہوگیا۔ میں نے کہا خیر ہے تخلیہ میں جاکر مطالعہ کرو۔ امر واضح ہوجائے گا۔ غرضیکہ مطالعہ کرکے آیا اور تسلیم کرلیا۔ اور کہنے لگا کہ اگر کسی اور کتاب سے بھی تائید ہوجائے بہتر ہوگا۔ میں نے کہا بیشک اور کتاب دیکھو۔ روح البیان کو نکال کر دیکھا۔ اس میں بھی اسی طرح تھا۔ نہایت مغموم اور حیران ہُوا۔ کیونکہ اپنے اُستاد اور شیخ کی تغلیط پر مطلع ہوگیا۔ بعدہٗ اس کو کہا گیا کہ اب تو ہی انصاف کر کہ ایسے استفتاء پر میں کیسے دستخط کرسکتا ہوں۔ چونکہ وہ عالم اور سمجھدار تھا۔ کہنے لگا۔ نہیں۔ حق آپ ہی کی جانب ہے۔ پھر اجازت لے کر رخصت ہُوا۔

بعدہٗ حضور انورؒ نے فرمایا۔ کہ بعض امور شرعیہ میں یہ تکاسل اور تساہل اور تاخیر صلوٰۃ وغیرہ اس زمانہ میں رائج ہوگیا ہے۔ ورنہ حضرت غریب نواز اجمیریؒ اول وقتوں میں نماز ادا فرماتے تھے۔ اور نیز آپ نے بعض ایسے اشغال خاص طلوع آفتاب سے پہلے فرمائے ہیں کہ اگر انسان نماز کو اول وقت میں ادا کرکے شروع کرے۔ تو شاید کہ طلوع آفتاب تک ختم ہوں۔ ورنہ مشکل۔ خصوصاً ہمارے طریقہ میں اسبوع شریف طلوع آفتاب سے پہلے پڑھا جاتا ہے جو لوگ نماز فجر سے عین طلوع کے وقت فارغ ہوتے ہیں ان کے نزدیک یہ دوام مشکل ہوسکتا ہے۔ نیز فرمایا۔ کہ جب میں کلیر شریف سے واپس آکر دہلی شریف آیا۔ تو حسن نظامی صاحب نے تخلیہ میں چند وظائف پوچھے۔ اور پھر کہا کہ اب بعضے نقشبندی خواجہ غریب نواز اجمیریؒ کے القاب حضرت مجدد صاحبؒ پر استعمال کرتے ہیں اگر اجازت ہو تو میرا ارادہ ہے کہ اس پر کچھ لکھا جائے۔ میں نے کہا کہ اب تو آپ کو اپنے اشغال و اوراد میں مصروف ہونا چاہیئے۔ جب کاسۂ صدر پہ ہوگا۔ خود بخود منشرح ہوگا۔ اثنائے سلوک میں اس قسم کے امور غالباً سالک کو مزید سدراہ ہوتے ہیں۔ اس وقت تحریر کی چنداں حاجت نہیں ہے اگر خواہ مخواہ

Marfat.com

کوئی چیز تحریر کی۔ تو ہمیں اطلاع دینا۔ تاکہ دیکھی جائے۔

بعدہٗ حضور انورؒ نے فرمایا۔ کہ حضرت مجدد صاحب کو اتفاق زیارت اجمیر شریف کا ہُوا تھا۔ اس درگاہ عالیہ کا جلال دیکھ کر نہایت نیاز ظاہر کی۔ اور مجاوران درگاہ سے خرقہ از قسم تبرک ان کے ہاتھ آیا۔ وصیت فرمائی کہ اس کو میرے کفن میں رکھنا۔ ان کو تو اس قسم کا اخلاص و نیاز حضرت خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں تھا۔ اور اب یہ حال ہے کہ سنا جاتا ہے۔

مترجم کہتا ہے۔ کہ آنجناب کے اس مذکورہ ملفوظ گرامی کی روشنی میں آستانہ عالیہ گولڑہ شریف پر اوقات نماز و افطار صوم وغیرہ کی رعایت باحسن وجہ کی جاتی ہے۔ جس کی نظیر بہت سے دیگر مقامات پر مشکل نظر آتی ہے۔ والحمد للہ ؛

ملفوظ (۴۲)

ایک دن دربار شریف میں رونق افروز تھے۔ اثنائے سبق فصوص میں مراتب وحدت و احدیت و واحدیت اور فرق حضرات اسماء اور بعض کا بعض میں اندراج و اندماج بیان فرمایا۔ بعدہٗ بیان ذیل کی تقریر اپنی زبان حقائق بیان سے اس طرح ارشاد فرمائی۔ کہ تمام عالم حضرات اسماء کا ظہور ہے۔ یعنی ہر عین ثابت کے لئے ایک اسم ہے۔ جو اس عین ثابت کا رب ہے۔ پس وہ رب (اسم) اُس عین ثابت کو بحکم وما من دابۃ الا ھو اٰخذ بناصیتہا ان ربی علی صراط مستقیم موئے کشاں اپنے راہ پر چلاتا ہے۔ لہٰذا جو کوئی جس کام میں ہے مستقیم چل رہا ہے دائیں بائیں نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کا ناصیہ (موئے پیشانی) ان کے رب (اسم مربی) کے ظہور پکڑنے سے پہلے حضرات اسماء میں تنازع اور جدال ہوتا ہے۔ پس غالب اسم کا ظہور خارج میں واقع ہوتا ہے۔ چنانچہ یہاں گولڑہ شریف دربار میں ایک شخص سفید ریش درخت کے نیچے بیٹھا رہا کرتا تھا اور سر پر ٹوپی رکھتا تھا۔ وہ مقام عما میں تھا یعنی واقعات کونیہ کو خارج میں واقع ہونے سے پہلے حضرت اسماء میں مشاہدہ کیا کرتا تھا لیکن لغزش کھا کر دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا تھا۔ کیونکہ اس کی نظر ارادۂ الٰہیہ اور فعال لما یرید پر نہ تھی۔ بلکہ کہتا تھا۔ کہ اس کے آگے کچھ بھی نہیں۔ جو کچھ ہے یہی ہے۔ میں نے اس کو کہا

ملہ اللہ کریم کی بھی چلنے والی چیز نہیں مگر خدا تعالیٰ اس کی ناصیہ پیشانی قبضہ میں رکھتا ہے بیشک میرا رب سیدھی راہ پر ہے ۱۲

Marfat.com

اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے اور اس مقام سے باہر نکالے۔ تو نے سخت ٹھوکر کھائی ہے اور ایسا نہیں جیسے تو کہتا ہے۔ بلکہ مقصود بہت بلند ہے۔

حضور انورؒ نے فرمایا ایک دن وہ شخص ہنستے ہوئے میرے پاس آکر کہنے لگا۔ "دیکھ کہ ہُن کے ہوندا ئے"۔ تھوڑی دیر کے بعد گولڑہ شہر میں قوم کمہار کے درمیان سخت جنگ ہوئی حضور انورؒ نے فرمایا چونکہ اس نے حضرت اسماء میں تنازعہ کا مشاہدہ کیا تھا۔ اس لئے میرے پاس آکر واقعہ سے پہلے خبر دے دی۔ میں نے اس کو کہا۔ اس سے کیا نکلا۔ تو اور جس نے یہ امر مشاہدہ نہیں کیا یکساں ہیں۔ تجھے اس سے کیا فائدہ ہوا۔ مگر وہ اس مقام میں سخت بند تھا۔ اور نیز ایک دن میں باہر کی طرف سے آرہا تھا اور وہ باہر کو جا رہا تھا۔ جب میرے قریب پہنچا آہستہ سے کہا کہ "اج تھوڑے نظر آندیں"۔ میں نے جان لیا کہ اس نے اشارہ اس طرف کیا تھا۔ کہ آج تیری عبادت سے ملائکہ تھوڑے پیدا ہوئے ہیں۔ اس واسطے نظر میں کم آتے ہیں۔

حضور انورؒ نے فرمایا۔ کہ میں نے اس دن اسماء جلالیہ کا ورد کیا تھا اور چونکہ ان اسماء میں ایک قسم کا اجمال ہوتا ہے۔ اس لئے ان سے پیدا شدہ ملائکہ میں بھی اجمال ہوتا ہے جس کو اس نے کمی سے تعبیر کیا۔ اور نیز فرمایا کہ یہاں ایک اور شخص تھا جو افیون پانی ملا کر اکثر پیا کرتا تھا۔ یہ اس درویش سے درجہ میں فائق تھا۔ کیونکہ بلند پرواز تھا۔ ایک دن میرے پاس آکر کہنے لگا۔ "اج تخت سے لہہ کے تلے بیٹھے ہوئے ہو"۔ یعنے آج تخت سے نیچے بیٹھے ہو

کاتب الحروف کہتا ہے۔ کہ سید صدیق شاہ صاحب سے میں نے سنا ہے۔ کہ ایک دن حضور نے اس جملہ کی تفصیل یوں بیان فرمائی ہے کہ میں اس دن اپنے اشغال ترک کر کے لوگوں کے ساتھ باتوں میں مشغول رہا۔ اس درویش نے اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے اور نیز فرمایا کہ یہاں ایک اور شخص تھا۔ جو لنگر کے برتن صاف کیا کرتا تھا۔ وہ ان ہر دو سے فائق تھا۔ کیونکہ دونو سے زیادہ بلند پرواز تھا۔ بعدہٗ فرمایا۔ کہ اس قسم کے اشخاص کو بہ نظر غور کوئی نہیں دیکھتا فی الواقع وہ ایسے مراتب کے ہوتے ہیں۔ کاتب الحروف کہتا ہے کہ فانی شعر کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

Marfat.com

خاکسارانِ جہاں را بحقارت منگر ٭ تو چہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

دنیا کے خاکساروں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھ　　　شاید اس گرد و غبار میں کوئی سوار ہو

بعدہٗ سید صدیق شاہ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ شاہ صاحب علم یہ ہے۔ وہ نہیں جو آپ لوگوں نے پڑھا ہے۔ اور جب تک آدمی چار کتابیں نہ پڑھے یہ علم حاصل نہیں ہوتا۔ وہ چار کتابیں یہ ہیں۔ ایک خود حضرت انسان۔ دوسرا عالم۔ تیسرا حضرت اسمائے یعنے ہر اسم کا ارتباط اعیان ثابتہ وغیرہ سے۔ چوتھے ذات بحت۔ اگر انسان ان چار کتابوں کو پڑھ لے۔ تب اسم مولوی کا مستحق ہوتا ہے ورنہ نہیں۔ بعدہٗ شعر ذیل فرمایا ؎

مولوی گشتی و آگاہ نیستی ٭ خود کجا و از کجا و کیستی

یعنے تو مولوی ہو گیا مگر اب تک یہ معلوم نہیں ہوا کہ تو خود کیا ہے کون ہے کہاں سے آیا ہے۔

کاتب الحروف کہتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

خوں نابۂ دل خور کہ شرابے بہ ازیں نیست ٭ دنداں بہ جگر زن کہ کبابے بہ ازیں نیست

در کنز و ہدایہ نتواں یافت خدا را ٭ در صفحۂ دل بیں کہ کتابے بہ ازیں نیست

(دل کا خالص خون پی کہ اس سے بہتر شراب کوئی نہیں دانتوں سے جگر کاٹ کہ اس سے بہتر کباب نہیں۔ کنز اور ہدایہ میں خدا کو نہ پا سکے گا۔ دل کے صفحہ میں نظر کر کہ اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں)

کسی اور نے کہا ہے ؎

اے عالم دانا کہ بدیں علم غروری ٭ نزدیک بمطلوب نۂ بلکہ تو دوری

تا خانۂ دل را نہ کنی مخزن توحید ٭ حق را نشناسی تو بدیں کنز و قدوری

(اے عالم دانا جو اس علم ظاہری پر غرہ ہے تو مطلوب سے نزدیک نہیں بلکہ دور ہے۔ جب تک خانۂ دل کو توحید کا خزانہ نہ بنائے خدا کو کنز اور قدوری کے ذریعہ نہ پہچان سکے گا۔

بعدہٗ فرمایا۔ کہ جب ہم علاقۂ سوات سے واپس آئے۔ علاقہ سوات کے قریہ سہال میں میاں سلطان گجھی والا الفاظ ذیل مستی کی حالت میں کہہ رہا تھا :-

کہاں سے آئے کہاں کو جاؤ گے ارے میاں تم کون ؟

ان الفاظ کے سننے سے اس قدر ذوق پیدا ہوا کہ خیال آیا یہ تعلیم و تعلم شمس بازغہ وغیرہ کوئی

Marfat.com

چیز نہیں ہے۔ اصل علم یہی ہے۔ اس کے درپے ہو کر حاصل کرنا چاہیئے۔ کاتب الحروف کہتا ہے کہ الحمد للہ ہمارے قبلہ وکعبہ نے ان علوم کو کما حقہ حاصل کر کے عالَم کو مستفیض و مستفید فرمایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک ؂

ملفوظ (۲۵)

حضور انورؒ ایکدن دربار میں جلوہ گر تھے۔ فرمایا کہ شیخ صدرالدین قونویؒ حضرت الشیخ اکبرؒ کے مستفیض اور صحبت یافتہ اور بلا واسطہ تلمیذ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن میں نے حضرت الشیخؒ کی خدمت میں معارف وحقائق بیان کئے۔ حضرت الشیخؒ نہایت محظوظ و مسرور ہوئے۔ بلکہ ذوقی حالت میں سر مبارک کو جنبش دی۔ میں نے عرض کی کہ یہ سب آنجناب کا افاضہ اور تصدق ہے۔ اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے رتبہ عالیہ تحقق بالاسماء عطا فرمایا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ ہمارے اوپر تجلی دائمی ابدی وارد فرمائیں۔ کہ ہم ایک ساعت بھی محجوب نہ ہوں۔ حضرت الشیخؒ نے فرمایا۔ کہ تم کو معلوم ہے۔ کہ بارہا وصف احیاء و اماتت نے ہم سے ظہور پایا۔ اور انواع و اقسام فیوضات سے لوگ مستفیض ہوئے۔ لیکن یہ نعمت عظمےٰ ہم نے کسی کو عطا نہیں کی۔ فی الحال تجھ کو عطا کرتا ہوں۔ شیخ صدرالدین صاحب فرماتے ہیں کہ بالفعل مجھ پر تجلی دائمی ابدی وارد ہوئی۔

بعدہٗ حضور انور نے فرمایا کہ ہماری غرض اس قصہ کے بیان سے یہ ہے کہ مستفیضان حضرت الشیخؒ کو یہ نعمت عظمےٰ عطا ہوئی اور حضرت مجدد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ حضرت الشیخؒ اس مقام میں نہیں پہنچے۔ بلکہ فروتر رہے ہیں۔ اور ہمیں یہ نعمت عظمےٰ (تجلی دائمی ابدی) حاصل ہوئی۔ شاید ان کی نظر حضرت الشیخؒ کی تصنیفات پر اور ان واقعات پر نہیں پڑی۔ بعدہٗ حضور انورؒ نے فرمایا۔ کہ حضرت شیخ صدرالدین صاحبؒ و مولانا رومؒ ہم عصر (ہم زمان) تھے اور ان کے درمیان آپس میں نہایت اتحاد و اخلاص رہا ہے حتیٰ کہ ہر ایک نے دوسرے کے حق میں وصیت کی تھی کہ ہمارا جنازہ فلاں ادا کرے لیکن مولانا نے اول وصال فرمایا۔ لکھتے ہیں کہ ایک دن مولانا صاحب شیخ صدرالدین کو

Marfat.com

کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے اپنے سجادہ پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ مولانا صاحبؒ نے انکار فرمایا کہ یہ شیخ کا سجادہ ہے اس پر بیٹھنے سے ترک تعظیم ہوتی ہے۔ شیخ صدرالدین صاحبؒ نے فرمایا کہ ایک طرف سجادہ کے آپ بیٹھیں اور ایک طرف میں بیٹھتا ہوں۔ مولانا صاحبؒ نے اس پر بھی انکار فرمایا۔ آخر شیخ صدرالدین صاحب نے مصلیٰ اپنے نیچے سے کھینچ کر علیحدہ کیا۔ ہر دو حضرات مثل قران السعدین کے فرش پر مساوی ہو کر رونق افروز ہوئے۔ اور نیز فرمایا کہ حضرت شیخؒ کے سارے ہم عصر (ہم زمان) ان کے مشرب و مذاق پر متفق تھے۔ حتیٰ کہ شیخ الشیوخ سہروردیؒ اور ان کے سارے اتباع سوائے شیخ علاؤالدولہ سمنانی صاحب کے۔ اور اس میں شک نہیں کہ حضرت شیخ الشیوخؒ اپنے متوسلین کو حضرت الشیخؒ کی صحبت سے منع فرمایا کرتے تھے۔ لیکن آخر میں اس کی وجہ بیان فرمائی۔ نقل ہے کہ جب حضرت الشیخؒ کی وفات کی خبر شیخ الشیوخؒ کے سمع مبارک تک پہنچی۔ نہایت رنج والم ظاہر فرمایا۔ متعلقین نے عرض کی کہ حضرت ان کی زندگی میں تو آپ ان کی مجلس سے منع فرمایا کرتے تھے۔ اور اب اس قدر افسوس اور حسرت فرما رہے ہیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ نہایت جلیل القدر شخص تھے شیخ الشیوخؒ نے فرمایا کہ بے شک نہایت بزرگ ہستی تھی۔ وجہ رکاوٹ کی یہ تھی کہ حضرت الشیخؒ نہایت بلند پرواز شخص تھے۔ اور ان کی کلام نہایت عمیق اور اعلیٰ عروج میں تھی۔ چونکہ تم لوگوں میں ان کی کلام سمجھنے کی قابلیت و استعداد نہ تھی اس لئے میں ان کی صحبت سے مانع ہوا کرتا تھا۔ نہ یہ کہ ان کی صحبت فی نفسہٖ مضر تھی۔ حاشا وکلا۔ کاتب الحروف کہتا ہے گویا شعر ذیل حضرت الشیخؒ کی کلام کے وصف میں وارد ہے۔ ؎

رسانده پایۂ معنے بآسمان نہم ❊ بلند طبع شناسد کلام اکبر را

(جس شخص کا باطنی مقام آسمان نہم سے گذرا ہوا ہو وہ بلند طبع شیخ اکبرؒ کی کلام تک پہنچ سکتا ہے)

ملفوظ (۲۶)

اور نیز فرمایا کہ جس زمانہ میں میں لاہور رہتا تھا۔ بعض احباب کو کہا کہ اگر کسی کے پاس کتاب فتوحات موجود ہو تو دیکھنی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہاں صرف ایک خوجہ کے پاس

Marfat.com

کتاب موجود ہے۔ لیکن وہ مطالعہ کے لئے کسی کو نہیں دیتا۔ اور کہتا ہے کہ کوئی شخص اس کتاب کو پڑھ نہیں سکتا۔ میرے پاس کئی علماؤ فضلا آئے۔ مگر کوئی اس کی عبارت بھی نہیں پڑھ سکتا۔ پس صرف دینے لینے کی کیا ضرورت ہے۔ البتہ اگر کوئی اس کی عبارت میرے پاس پڑھے اس کو مطالعہ کے لئے دے سکتا ہوں۔ غرض کہ اس نے کتاب مذکور کو علماء کا معیار (آلۂ امتحان) بنایا ہوا تھا۔ خیال غالب ہے کہ حافظ صاحب لاہوری اس واقعہ میں شامل تھے۔ میں نے کہا۔ اگر نامبردہ اس شرط سے کتاب دے تو مجبوراً جاکر عبارت پڑھتا ہوں۔ غرضیکہ اس کے پاس جاکر چند صفحے پڑھے۔ نہایت خوش ہؤا۔ اور کتاب مطالعہ کے لئے عطا کی۔ ایک دن کتاب کے مطالعہ میں مشغول تھا۔ کہ ایک مستانہ مجذوب آیا۔ ایک ساعت بیٹھا جب معلوم کیا کہ یہاں فراغت مفقود ہے اور توجہ نابود۔ جانے کا ارادہ کیا اور ذیل کی رباعی پڑھ کر چل دیا ۔

خوں نابۂ دل خور کہ شرابے بہ ازیں نیست ؛ دنداں بجگر زن کہ کبابے بہ ازیں نیست

درکنز و ہدایہ نتواں یافت خدا را ؛ در صفحۂ دل بیں کہ کتابے بہ ازیں نیست

(دل کا خون ناب پی کہ اس سے بہتر کوئی شراب نہیں۔ جگر کو دانتوں میں چبا کہ اس سے بہتر کوئی کباب نہیں کنز اور ہدایہ میں خدا نہ ملے گا۔ دل کے صفحہ میں نظر ڈال کہ اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں۔)

فرمایا کہ اس رباعی کے سننے سے عجیب و غریب کیفیت اور اثر پیدا ہؤا۔ اور نیز فرمایا کہ لاہور میں پہلے ایک سفید ریش ستار ساز کی دکان پر میں ٹھہرا ہؤا تھا۔ ناگاہ وہاں علماؤ فضلا کا آنا جانا شروع ہؤا۔ میں نے ان کو کہا۔ کہ یہ جگہ آپ لوگوں کے قابل نہیں۔ کیونکہ اس جگہ ستاریں وغیرہ پڑی ہیں۔ اور اکثر اس دکان پہ ہندو لوگ آیا کرتے ہیں۔ لیکن وہ تو منع نہ ہوئے۔ مجبوراً ان کی خاطر وہ جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ سکونت پذیر ہؤا۔ اور نیز فرمایا ایک دن حکیم فضل دین کی مسجد میں نماز کے لئے گیا۔ اور میرے پاس تسبیح تھی۔ نماز پڑھ کر اپنے اوراد میں مشغول ہؤا۔ ایک شخص مسمی بہ مولوی غلام اللہ قصوری امام مسجد تھا۔ مجھے نہایت تعجب کی نظر سے دیکھتا تھا۔ اس کے اوضاع و اطوار سے غیر مقلدوں کے خیال مترشح ہوتے تھے۔ آخرالامر میرے پاس آکر علمی بحث شروع کردی۔ بحکم ضرورت مجھے بولنا ہی پڑا۔ غالباً دلائل عقلیہ سے اثبات توحید میں کلام تھی۔ جب میں نے براہین تطبیق و تضائف وغیرہ جاری کئے حیران اور متعجب ہؤا آخرالا

Marfat.com

اتنا کہا کہ عنداللہ آپ ماخوذ ہو گے۔ میں نے کہا کیوں ؟ کہنے لگا جو شخص باوجود اتنی قدر وسعت علمی اور بیانی لیاقت کے مخالفین اسلام کو جواب نہ دے اور اپنے آپ کو جہان سے پوشیدہ رکھے۔ کیسے ماخوذ نہ ہو گا۔ میں نے کہا یہ آپ کا حسن ظن ہے۔ ورنہ میں تو اس قدر لائق نہیں ہوں۔ کاتب الحروف کہتا ہے۔ کہ آپؒ نے جملہ مذکورہ بطور کسر نفسی فرمایا تھا۔ ورنہ بفضلہ تعالیٰ وتوجہ ارواح طیبہ کے آپ حاوی منقولات ومعقولات کے تھے۔ پنجاب میں متعدد مقامات اور ہندوستان میں سہارنپور۔ علی گڑھ۔ استاذ الکل جناب مولانا مولوی لطف اللہ صاحبؒ و جناب مولوی احمد علیؒ صاحب محشی بخاری شریف کی خدمت میں تحصیل وتکمیل فرمائی تھی۔ علوم حقائق ومعارف کو بطرز مقولہ ذیل حضرت الشیخ صاحب حاصل فرمایا تھا (اخذنا العلم حیًا عن حیٍ) ہم زندہ ہیں اور زندوں سے علم حاصل کیا۔ فالحمدللہ علی ذالک ؎

ملفوظ (۲۷)

ایک دن دربار شریف میں سوالات مستفتیہ فریقین تونسہ شریف کے بارہ میں تذکرہ ہوا۔ مولوی غلام محمد صاحب کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔ کہ مولوی صاحب بعضے سوالات کی لمیّت یعنی اصلی علت تم مولوی لوگ نہیں جانتے کہ کیا ہے۔ کیونکہ سوال سے سائل کی غرض صرف جواب نہیں بلکہ غرض اور علت غائی کچھ اور چیز ہے۔ میں تم لوگوں کو بطور مشتے نمونہ از خروارے بیان کرتا ہوں۔ مثلاً مدعی صاحب نے سوال کیا۔ کہ مزار مبارک امام حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ مبارک میں کیوں نہیں بنایا گیا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ خلیفہ وقت چونکہ بنی اُمیہ کی طرف سے مروان تھا وہ مانع ہوا۔ اور بندش کر دی۔ فی الحال مدعی صاحب کی غرض اور منشاء یہ ہے کہ ایسے امور کا معاملہ جب کہ خلیفۂ وقت کی اجازت پر موقوف ہے۔ لہٰذا بالفعل میری اجازت بغیر کوئی ایک شخص فریق مخالف سے روضہ شریف میں مزار وغیرہ نہیں بنا سکتا۔ کیونکہ فی الحال میں خلیفۂ وقت ہوں۔ بعدہٗ حضور انور نے سب حاضرین مجلس کو مخاطب کر کے فرمایا۔ لیکن غور کا

Marfat.com

مقام ہے کہ کیا مروان کا مانع ہونا اس بارہ میں دلیل شرعی سے تھا یا صرف ناجائز طور پر۔ نقل ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام نے ایام مرض الموت میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے اجازت طلب فرمائی کہ اگر اجازت ہو تو مجھے بعد وفات روضۂ منورہ میں دفن کیا جائے۔ حضرت ام المومنینؓ نے اجازت فرمائی۔ لیکن بنی اُمیہ کی امارت کا زمانہ تھا اور حضرت امام حسنؓ واقف حال تھے۔ اس لئے اپنے بھائی حضرت امام حسین علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ اے بھائی مجھے یقین ہے کہ میری نعش کو روضہ مقدسہ میں نہ رہنے دیں گے۔ بالفرض والتقدیر اگر اجازت ملی تو بہتر ورنہ مجھے جنت البقیع میں دفن کرنا۔ میرے باعث انسانی خون کا قطرہ بھی ضائع نہ کرنا۔ القصہ جب حضرت امام حسن علیہ السلام کا جنازہ پڑھا گیا (ان کا جنازہ مدینہ طیبہ کے والی سعید بن العاص نے پڑھا تھا) مروان بمعہ جم غفیر شمشیر بکف ہو کر امر مذکور کا مانع ہوا۔ جب یہ خبر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو ملی۔ وہ بذات شریفہ خود لشکر عظیم لے کر مروان کے محاربہ پر تیار ہوئیں۔ اس طرف سے حضرت امام حسین علیہ السلام بھی شمشیر بکف ہوئے۔ لیکن اس وقت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بار بار حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی۔ کہ اے امامؑ کیا آپنے اپنے بھائی مرحوم کی وصیت فراموش کر دی ہے۔ ناچار حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے بھائی کی وصیت یاد آنے پر بحوصلہ تمام وصبر مالا کلام اپنی شمشیر مبارک کو نیام میں کر لیا۔ ایسے ہی مدعی علیہ صاحب نے سوال کیا۔ کہ شیخین کے مزارات روضہ مطہرہ میں کس لحاظ اور کون سی نسبت سے واقع ہوئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ روضۂ مقدسہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے حجرہ مبارک میں ہے۔ صدیق اکبرؓ کو بسبب قرابت کے اس جگہ میں دفن کیا گیا۔ اس اثناء میں مولوی صاحب مذکور نے عرض کی۔ کہ خلیفہ ثانیؓ کی تدفین وہاں کس وجہ سے ہوئی۔ فرمایا ان کو ام المومنین کی اجازت سے دفن کیا گیا۔ بعدہٗ فرمایا کہ الحال مدعا علیہ صاحب کا منشاء یہ ہے کہ جب شیخینؓ کی تدفین روضہ مقدسہ میں بسبب قرابت ہوئی ہے۔ تو ہم کو بھی تدفین وغیرہ کا حق حضرت اعلیٰ کے روضہ شریف میں حاصل ہے۔

Marfat.com

کیونکہ ہم بھی صاحب قرابت بلکہ صاحب روضہ کی اولاد سے ہیں۔ کاتب الحروف کہتا ہے اس مضمون کے سننے سے سب حاضرین مجلس متحیر و متعجب ہوئے۔ اور کیوں نہ ہو۔ ایسے عجائب غرائب کا تعلق محض علوم رسمیہ سے نہیں ہے۔ بلکہ اس طرح لوگوں کے مافی الضمیر کا اظہار اور بیان علت غائی بغیر انشراح صدری اور اشراق نوری کے ناممکن اور محال ہے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ ولنعم ما قیل ؎

علم حق در علم صوفی گم شود ⁂ ایں سخن کے باور مردم شود
گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ⁂ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

(خدا کا علم عارف صوفی کے علم میں مستور اور درپردہ ہوتا ہے اگرچہ عام لوگوں کو یہ بات مشکل معلوم ہوتی ہے ولی کی گفتار خدا کی گفتار ہوتی ہے۔ اگرچہ بظاہر بندۂ خدا کے حلقوم سے نکلتی ہے)

ملفوظ (۲۸)

۲۵ شوال المکرم ۱۳۳۰ھ بعد نماز عصر مسجد شریف میں رونق افروز تھے۔ ایک شخص بیعت کے لئے حاضر ہوا۔ بیعت کے بعد اس کو تلقین وظائف فرمائی۔ کہ شریعت پر مستقیم رہنا اور اس کے بعد داڑھی نہ کترانا۔ اور ہر امر میں شرعی مسئلہ پوچھ کر عمل کرنا۔

بعدہٗ فرمایا۔ کہ جب میں علاقہ سون میں رہتا تھا۔ ایک مرتبہ عرس شریف کے موقعہ پر سیال شریف حاضر ہوا۔ ایک دن حضرت صاحب اعلیٰ مکان شریف سے نکل کر چوہدری محمد بخش کی عیادت کو تشریف لے جا رہے تھے۔ کیونکہ ان ایام میں کسی شخص نے نامبردہ کو کوئی کشتہ از قسم سمیات دیا تھا۔ لوگ راستہ میں جا بجا حلقہ حلقہ ہو کر کھڑے تھے۔ ان کے درمیان ایک شخص مسمی بہ شاہ اللہ بخش کھیری بھی کھڑا تھا۔ اس کی داڑھی بالکل صفاچٹ تھی۔ چونکہ حضرت صاحبؒ اس کے ساتھ نہایت مہربانی فرمایا کرتے تھے۔ اس کے شانوں پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ کر بطور خوش طبعی شعر ذیل فرمایا ؎

پٹ مچھاں منا داڑھی بھنواں کو چٹ کرایا کر ⁂ نقارہ شاہ قلندر کا بجہ دھن دھن بجایا کر

مترجم کہتا ہے کہ اہل اللہ کی تربیت زجر و توبیخ کے بجائے شفقت و حکمت اور تصرف

Marfat.com

باطنی پر بھی ہوتی ہے۔ اور ایک دن ضرور نتیجہ لاتی ہے ؎

ملفوظ (۲۹)

کاتب الحروف کہتا ہے۔ ایک دن حافظ قوال موضع لادہ والا مسجد میں حضور کے قریب آیا۔ چونکہ اس نے خلاف عادت اپنی داڑھی کو قصر کرایا تھا۔ حضورؒ نے فرمایا حافظا یہ حدیث تو نے نہیں سنی۔ قُصُّوا الشوارب واعفوا اللحی (مونچھیں کٹاؤ اور داڑھی کو لمبا چھوڑو) غرض کہ حضور اقدس امور شرعیہ کی رعایت ہر وقت نصب العین اور مدنظر رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ خلاف اولیٰ بھی پسند نہ فرماتے تھے۔ مجھے یاد ہے ایک دن راولپنڈی قاضی صاحب لال کرتی کی مسجد میں رونق افروز تھے۔ ایک شخص نے تعویذ کے لئے عرض کی۔ تعویذ لکھ کر فرمایا اس کو چاندی میں ملفوف کر کے اپنے پاس نگاہ رکھنا۔ پھر جب حضورؒ کو خیال آیا دوبارہ ارشاد فرمایا۔ کہ شخصا چاندی کا استعمال مردوں کو منع ہے۔ تعویذ کو چمڑا وغیرہ میں ملفوف کرنا ؎

ملفوظ (۳۰)

ایک دن دربار شریف میں زبان درفشان سے اس طرح ارشاد فرمایا۔ کہ عارف کا ذکر اور لوگوں کے ذکر کی طرح نہیں ہوتا۔ کیونکہ عارف اپنے وجود میں کل ذرات جہاں کو مشاہدہ کر کے ہر ذرہ کی زبان سے ذکر کہتا ہے۔ پس عارف کا ایک بار اللہ کہنا یا درود شریف پڑھنا اس تعداد تک پہنچتا ہے کہ غیر عارف سالہا تک نہیں کہہ سکتا۔ اور نیز ایک دن حضرت الشیخؒ کا تذکرہ ہوا۔ فرمایا حضرت الشیخؒ کا کشف اس قسم کا تھا کہ جس شخص پر سر سے قدم تک تین مرتبہ نظر ڈالتے تھے اس کے عین ثابت ملاحظہ کر کے اسماء الٰہیہ میں سے جو اسم اس عین ثابت کا رب ہوتا بلکہ اسماء جزئیہ کو جو اس کے ماتحت میں مندرج اور واقعات کونیہ کے مقتضی ہوتے مشاہدہ فرما کر حشر نشر بلکہ اس کے جنت و نار کے مراتب و منازل بھی معائنہ فرما لیتے تھے ؎

Marfat.com

ملفوظ (۱۳)

ایک دن اہل بیتؓ عظام کے مناقب سلک تحریر میں لاکر ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ دو حاملہ عورتیں کسی حاجت کے لئے شہر سے باہر گئیں۔ ان کی وضع حمل کی مدت پوری تھی۔ ہر ایک نے وضع حمل کیا ایک کی لڑکی ہوئی اور دوسری کا لڑکا جس کی لڑکی پیدا ہوئی وہ تو ہوش حواس میں تھی اور دوسری بباعث دردِ زہ کے بالکل بے ہوش اور بحواس ہوگئی۔ چونکہ اولاد نرینہ ہر ایک کو بالطبع پسند ہوتی ہے۔ لڑکی کی والدہ نے اپنی لڑکی دوسری عورت کے پاس رکھ دی اور لڑکا آپ لے لیا۔ جب وہ دوسری عورت ہوش میں آئی اپنے پاس لڑکی دیکھی۔ لیکن محبت اور شفقت مادری لڑکے کی طرف زیادہ ہوئی آخرالامر مغلوب الحال ہوکر دعوے کر دیا کہ یہ لڑکا میرا ہے اور دوسری عورت نے کہا کہ میرا ہے۔ غرضیکہ ہر دو عورتوں میں جھگڑا ہوا اتفاقاً وہ زمانہ حضرات صحابہ کرام کا زمانہ تھا۔ ہر دو نے حاضر ہوکر لڑکے کا دعویٰ کیا۔ چونکہ گواہ وغیرہ نہ تھے۔ تمامی صحابہ کرامؓ فیصلہ سے عاجز ہوئے۔ لیکن چونکہ صحابہ کرام کی عادت تھی۔ کہ حل حقائق و کشف دقائق میں حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ کی طرف متوجہ ہوا کرتے تھے۔ سب نے کہا کہ علیؑ کہاں ہیں۔ علیؓ کی تلاش کرو کہ مشکل حل ہو۔ ناگاہ حضرت علیؓ جلوہ گر ہوئے۔ واقعہ بیان کیا۔ حضرت علیؓ نے بلاتامل فرمایا۔ کہ امر سہل ہے۔ ہر دو عورتوں کا دودھ لے کر وزن کرو۔ جس کا دودھ بھاری ہو لڑکا اس کے حوالہ کرو۔ اور جس کا دودھ ہلکا ہو لڑکی اس کے سپرد کرو۔ صحابہ کرامؓ نے حیران ہوکر دریافت کیا کہ اے علیؓ یہ مسئلہ آپ نے کہاں سے استخراج فرمایا۔ کیا اپنی عقل سے فرماتے ہو یا اس پر کوئی دلیل بھی ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنی طرف سے نہیں کہا۔ بلکہ قرآن کریم سے استنباط کیا۔ صحابہ کرام زیادہ متعجب ہوئے۔ غرض کی کہاں سے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں للذکر مثل حظ الانثیین (مرد کے لئے دو عورتوں کا حصہ ہے) فرمایا ہے۔ پس میراث میں جبکہ مذکر کے لئے دو حصہ مقرر ہوئے اور مونث کے لئے ایک حصہ۔ ایسا ہی رزق میں

Marfat.com

بھی مذکر کے لئے دو حصہ ہیں اور مؤنث کے لئے ایک حصہ۔ سارے صحابہ کرامؓ حضرت علیؓ کی بلاہتہً جواب اور وسعت علمی سے متحیر اور متعجب ہوئے۔ کاتب الحروف کہتا ہے کیوں نہ ہو کہ حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابھا ان کے شان عالی نشان میں وارد ہوئی ہے۔ یہ موہوبی علم ہے۔ کہ محض اللہ کے فضل سے خاصہ اہل بیت عظام ہوا ہے۔ اور چونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ صف میثاق میں تمام عالم سے حقیقت محمدیہ کے قریب تر تھے۔ چنانچہ حضرت الشیخؒ نے فرمایا ہے۔ وکان اقرب الناس الیہ فی ذالک الھباً علی ابن ابی طالبؓ الجامع لاسرار الانبیاء۔ اور نیز ذوقؔ دہلوی نے رباعی ذیل میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

کیا جانیں گے اے ذوقؔ بجز خاص عوام ٭ اعلیٰ جو علیؓ کی ہے امامت کا مقام
جو لوگ صفِ اول میثاق میں تھے ٭ پوچھے کوئی ان سے کہ وہ کیسا تھا امام

اس لئے اس علم کا ظہور ان کی ذات شریف سے زیادہ ہوا۔ اور نیز چونکہ ہمارے حضور اقدسؒ کو اس علم کا حصول بطریق فیض روحانی بارگاہ مرتضویؓ سے ہوا ہے جیسا کہ غزل ذیل کے مقطع میں اشارہ فرمایا ہے۔ اس لئے تمام غزل تبرک و تیمن کے طور پر طالبان حق کے ہدیۂ نظر ہے ؎

آشفتۂ ماہ روئے پر ناز ستمگارم ٭ من کشتۂ ابروئے آں دلبرِ عیارم
ایک ستمگر نازنین مہ رو کا شیفتہ اور دلبر عیار کے ابرو کا قتیل ہوں

بر یاد سیاہ چشمے ہمہ روز سیاہم شد ٭ از ناوکِ مژگانش صد خار بدل دارم
اس سیاہ چشم کی یاد میں میرا تمام دن سیاہ ہوگیا اور اسکے تیر مژگاں سے سینکڑوں خار دل میں چبھا

از زلف پریشانش شد خانہ بدوشی من ٭ در مصحفِ روئے او آیاتِ خدا دارم
اسکی زلف پریشاں سے میری خانہ بدوشی ہوئی اور اس کے مصحفِ رخ میں خدا کے آیات دیکھتا ہوں

در کوئے خدا بیناں زاں روز کہ شد گذرم ٭ از مذہبِ خود بینی بیزارم و بیزارم
جب سے خدا بین حضرات کے کوچہ میں گذر ہوا۔ مذہب خود بینی سے سخت بیزار ہوں

عشق آمد و شد ساری چوں بو بگلاب اندر ٭ او در من و من در وے سرلیست زاسرارم
عشق آکر مجھ میں ایسے سرایت کرگیا جیسے گلاب میں خوشبو وہ مجھ میں اور میں اس میں یہ عجیب راز ہے

Marfat.com

بیروں نہ زدم قدمے ویں طرفہ تماشا بیں ❖ پر آبلہ شد پائم عمریست کہ سیارم
عمر گذر گئی کہ چل رہا ہوں پاؤں پر آبلہ ہو گئے۔ مگر یہ تماشا بھی دیکھو کہ ابھی تک ایک قدم باہر نہیں نکالا

رم کردہ زغیر او دارم دلکے شیدا ❖ بیہوشم و باہوشم بے کارم و باکارم
محبوب کے غیر سے نفور اور اسیر ایک شیدا دل رکھتا ہوں بے ہوش بھی ہوں باہوش بھی بیکار بھی اور باکار بھی

تا ساقیئے مستانم مے ریختہ در کامم ❖ عریان و خرابا تم رقاصم و سرشارم
جب سے ساقی مست نے میرے حلق میں شراب محبت ڈالی خراب حال رقصاں اور سرشار ہوں

فَقَدْ کَانَ وَمَامَعَہٗ مَاکَانَ مِنَ الْاَکْوَانِ ❖ اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ مشہود دلِ زارم
میرے دل زار کا مشہود محبوب حقیقی ہے جو ازل میں تھا اور کائنات اسکے ساتھ نہ تھی اور اب بھی اسی طرح ہے جیسے تھا

اَلْمُلْکُ لِمَنْ غَلَبَ نامیست زمن باقی ❖ از قرب مع اللّٰہی بر نشدہ زاں کارم
بس ملک اسی کا ہے جس کا غلبہ میرا تو فقط نام ہی نام ہے اور قرب مع اللہ کی وجہ سے ہر کام سے ڈرا ہوں

تا یافتہ ام خبرے از باب علوم دل ❖ دل دادہ بمہرِ آں شہِ حیدرِ کرارم
جب سے علوم دل پر اطلاع ہوئی جناب حیدر کرار کی مہر و محبت میں دل قربان ہے

حضرت کے کلام کی صحیح ترجمانی تو مشکل ہے۔ مگر جس قدر ہو سکا ہدیہ ناظرین ہے (مترجم فیض عفی عنہ)

ملفوظ (۳۲)

ایک دن مسجد میں نماز عصر کے بعد فرمایا۔ کہ اہل بیت عظام کی شان اور ان کا معاملہ عجیب قسم کا ہے کہ انسانی عقل میں سما نہیں سکتا۔ چنانچہ کہتے ہیں ایک دن امام محمد تقیؑ صغرسنی میں لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ بادشاہ مامون کی سواری آئی۔ سب لڑکے ہیبت اور دہشت سے بھاگ گئے۔ لیکن حضرت امام علیہ السلام کمال جرأت اور شجاعت سے اپنی جگہ پر ثابت اور قائم رہے۔ مامون ان کی کمال جرأت دیکھ کر خدمت میں حاضر ہوا۔ بجاآوری ما وجب کے بعد عرض کی یا حضرت۔ باقی سب لڑکے بھاگ گئے ہیں۔ اور آپ کیسے اپنی جگہ پر متمکن اور مستقر رہے۔ فرمایا۔ اس لئے کہ میں جانتا ہوں۔ کہ جس راہ سے تو آتا ہے وہ تنگ نہیں کہ میرے چلے جانے سے کشادہ ہو اور نیز میں جانتا ہوں کہ تو کسی کو ناحق

Marfat.com

کچھ نہیں کہتا۔ پھر کیوں بھاگتا۔ مامون یہ جواب با صواب سن کر نہایت حیران و متعجب ہؤا۔ تسلیمات بجالاکر شکار کو رخصت ہوگیا۔ شکارگاہ میں آکر اپنے باز کو چھوڑا۔ باز غائب ہوگیا۔ ایک ساعت کے بعد ایک مچھلی منہ میں لے کر واپس ہؤا۔ مامون مچھلی کے لانے سے حیران ہؤا۔ کہ مچھلی تو دریا میں ہؤا کرتی ہے نہ آسمان کی طرف۔ جب شکار سے واپس ہؤا۔ اُسی پہلے راستہ سے آیا جہاں امام تقی علیہ السلام مثل سابق وہاں موجود تھے۔ مامون نے ان کی خدمت میں حاضر ہوکر ماجرا بیان کیا اور اس واقعہ کا راز دریافت کیا۔ حضرت نے فرمایا کوئی حیرت و تعجب کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے قدرت کاملہ سے فضا آسمانی میں دریا قائم کئے ہوئے ہیں یہ مچھلی ان دریاؤں کی ہے۔ مامون بدایت جواب اور ان کی وسعت علمی سے زیادہ متعجب ہؤا اور نہایت نیازمندی سے رخصت ہؤا۔ اور ارادہ کیا۔ کہ اپنی لڑکی ان کے عقد نکاح میں دے لیکن بعض بنی عباس نے روک دیا۔

ملفوظ (۳۳)

ایک دن مجلس خانہ میں رونق افروز تھے۔ اہل بیت کرام کے شان کا ذکر واقع ہؤا۔ فرمایا بنی اُمیہ میں سے کسی نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے تعریضاً سوال کیا۔ کہ آپ کو ابنائے رسول اللہ کہا جاتا ہے یا ابن علیؑ کیوں نہیں کہا جاتا۔ حضرت نے جواب میں فرمایا۔ کہ ہمارا ابن قرآن شریف سے ثابت ہے۔ تم لوگوں کو چونکہ علم قرآن حاصل نہیں اس لئے نہیں جانتے۔ سائل نے عرض کی وہ کیسے؟ فرمایا آیت مباہلہ قل تعالوا ندع ابنأنا وابناءکم میں ابناءنا سے کون مراد ہے۔ اس وقت میں اور میرے بھائی حسینؑ کے بغیر اور کون تھا۔ رسول اللہؐ نے مباہلہ کے مجھے اور میرے بھائی حسینؑ اور میری والدہ مکرمہ فاطمہؓ اور میرے باپ علیؓ کو پیش کیا تھا مخاطب آپ کی وسعت علمی سے بحر تحیر میں غرق ہوکر شرمندہ ہؤا۔

ملفوظ (۳۴)

ایک دن دربار میں حضرت مولانا رومؒ کا تذکرہ آیا۔ فرمایا حضرت شیخ صدرالدین

Marfat.com

قونوی تلمیذ حضرت الشیخ اکبرؒ نے ان کی شان میں اس طرح فرمایا ہے لوکان للالوھیۃ صورۃ لکان ھذا (اگر خداوند تعالیٰ کی کوئی صورت معین ہوتی۔ تو حضرت مولانا کی صورت میں ظاہر ہوتا)

ملفوظ (۳۵)

ایک دن مجلس میں اہل بیت عظام کی شان والا شان کا تذکرہ آیا۔ فرمایا مولینا رومؒ جیسے شخص نے کہ عالم ان سے فیضیاب ہوا ہے۔ شیخ عطارؒ کی شان میں یہ ارشاد فرمایا ہے ؎

ہفت شہر عشق را عطار دید ❖ ما ہنوز اندر خم یک کوچہ ایم

عطار نے عشق کے سات شہر دیکھے — اور ہم ابھی تک ایک کوچہ کے موڑ میں ہیں

اور شیخ عطارؒ نے حدیث ذیل کو روایت فرمایا ہے۔ من اٰمن بمحمد ولم یؤمن بآلہ فلیس بمومن (جس شخص نے رسول اللہ کی تصدیق کی اور آل پاک پر ایمان نہیں لایا وہ مومن ہی نہیں) کاتب الحروف کہتا ہے شائد اس موقعہ پر شیخ عطارؒ کے بارہ میں مولینا صاحبؒ کی تعریف سے شیخ عطارؒ کی توثیق روایت مراد ہو۔

ملفوظ (۳۶)

ایک دن اذان شام میں حضور انورؓ نے شہادۃ ثانیہ میں دوسری بار (اشہد ان محمداً الرسول اللہ) پر دونو انگوٹھوں کو بوسہ دیا۔ میں نے عرض کی۔ کہ قبلہ عالم وجہ تخصیص تقبیل ابہامین کی شہادۃ ثانیہ میں کیا ہے؟ فرمایا شامی اور روح البیان میں اسی طرح آیا ہے۔ اور نیز فرمایا کہ حدیث تقبیل کو اگرچہ ضعیف لکھا ہے۔ لیکن فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بھی معمول بہ ہوتی ہے۔

ملفوظ (۳۷)

ایک دن مجلس میں ایک سفید ریش قوال چوہدری شاہداد خان صاحب راولپنڈی کے ہمراہ حاضر ہوا تھا۔ عرض کی کہ اجازت ہو تو کچھ کہا جائے۔ اجازت ہوئی۔ قوال

Marfat.com

مذکور نے توحید کا سخن بیان کیا۔ چونکہ صاحب درد تھا۔ اس کا سخن موثر پڑا۔ بعد فراغ اس کو ارشاد ہُوا۔ کہ فلاں مصرع میں لفظ رنگ دوئی نہیں۔ بلکہ زنگ دوئی (برائے معجمہ) ہے۔ کاتب الحروف نے عرض کی۔ قبلہ عالم زنگ دوئی کا رفع کیسے ہوتا ہے۔ فرمایا جیسا کہ جامی صاحبؒ نے فرمایا ہے ؎

از خود بگسل جامیؒ میزن در گمنامی ⁘ کاندر تتقِ وحدت بیگانہ ترا یابم

(یعنی خودی کو دور کر کے گمنام ہو۔ اس لئے کہ پردۂ وحدت میں تیری ہستی موہوم بیگانہ ہے)

اور نیز ارشاد الٰہی نحن اقرب الیہ من حبل الورید (ہم بندہ کی شہ رگ سے نزدیک تر ہیں) اور من نیم۔ اوست (میں نہیں ہوں وہی ہے) کو ہر وقت مدنظر رکھنا چاہیئے۔ لیکن اس طور پر کہ کلی توجہ اسی طرف ہو۔

ملفوظ (۳۸)

ایک دن دربار میں مولانا جناب قاری صاحب نے عرض کی۔ کہ فلاں شخص قصیدہ شریفہ کی اجازت طلب کرتا ہے۔ فرمایا۔ بیوقوف لوگ خدا کا ذکر نہیں کرتے اور قصیدوں کے درپے ہوتے ہیں۔ اور یہ خیال نہیں کرتے کہ صاحب قصائد خود کیا کرتے تھے۔ کیا اللہ اللہ کرتے تھے یا اپنے تصنیف کردہ قصیدوں کا ورد کرتے تھے۔ اور نیز ایک دن زبان حقائق بیان سے یہ شعر مسموع ہُوا ؎

بصدق آنکس کہ زد در عاشقی گام ⁘ بمعشوقی برآید آخرش نام

(جس نے عاشقی میں صدق سے قدم رکھا۔ آخر اس کا نام معشوقی میں ظاہر ہوتا ہے)

ملفوظ (۳۹)

ایک دن مجلس میں فرمایا۔ کہ ایک شخص مسمی برشادا خوشاب میں دیکھا گیا۔ اکثر حال اس کا اس طرح ہُوا کرتا تھا۔ کہ خود اپنے آپ کو بلاتا اور کہتا۔ او شادیا! او شادیا۔ پھر خود ہی جواب دیتا۔ شادا نہیں شادا نہیں۔ یعنے وہ ایسی حالت میں تھا۔ کہ از خود رفتہ تھا اور اپنے

Marfat.com

آپ کو نہیں پاتا تھا۔ اس لئے اپنے حال سے خود خبر دیتا تھا۔ کاتب الحروف کہتا ہے گویا شخص مذکور مولانا جامیؒ کے شعر ذیل کا مصداق تھا۔

از خود بگسل جامیؒ میزن در گمنامی ٭ کاندر تتق وحدت بیگانہ نزا یا بم

کسی اور نے کہا ہے ؎

تو مباش اصلاً کمال این است وبس ٭ رو درو گم شو وصال این است وبس

تو خود نیست ہو جا یہی کمال ہے اس موجود حقیقی میں اپنی ہستی موہوم کو فنا کرو وصال یہی ہے

ملفوظ (۴۰)

ایک دن بعد نماز عصر حسب معمول مجلس خانہ کے بالاخانہ پر رونق افروز تھے۔ غیر مقلدین کے متعلق گفتگو ہوئی فرمایا یہ بھی ایک عجیب فرقہ ہے۔ حضرات مشائخ کرام کو لُچا (حُسن پرست) اور نظر باز کہتے ہیں۔ اور انہیں معلوم نہیں۔ کہ عارف کی نظر اس بے نشان پر ہوتی ہے۔ لیکن چونکہ وہ بے نشان نشان میں پایا جاتا ہے۔ اس لئے ان کا مطمح نظر (پیش نظر) احسن تعین ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے جس وقت بھی دیکھتے تبسم فرماتے۔ خواہ غم کی حالت میں بھی ہوتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبسم شریف کا باعث اس صحابی مذکور میں حسن وجمال کا وصف تھا نہ کوئی اور چیز۔

بعدہٗ فرمایا۔ کہ ایک دن حضرت سلطان العاشقین محبوب الٰہیؒ اپنے چند خواص کے ساتھ کسی بازار میں جا رہے تھے۔ امیر خسروؒ بھی ساتھ تھے۔ بازار میں حضرت کی نظر مبارک کسی امرد پر پڑی۔ چونکہ امیر خسروؒ حضرت کے مزاج دان تھے۔ سمجھ گئے کہ بالفعل حضرت کا تقاضا طبعی یہ ہے۔ کہ ایک ساعت یہ امرد قیام کرے تاکہ اس کے صفحۂ رُخ پر جمال الٰہی کا مطالعہ ومشاہدہ بوجہ احسن کیا جائے۔ اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہ تھا کہ امیر صاحبؒ نے رقص شروع کر دیا۔ وہ امرد بغرض تماشا ٹھہر گیا اور لوگوں کا بھاری گروہ بھی جمع ہو گیا۔ امیر صاحبؒ کچھ وقت تک اس شغل میں سرگرم رہے۔ آخر جب احساس کیا کہ الحال

Marfat.com

حضرت کی طبع مبارک نے اعراض فرمایا ہے۔ رقص بند کر دیا۔ جب حضرت محبوب الٰہی اپنی جگہ پر واپس پہنچے۔ فرمایا۔ترک آج خوب ناچ کیا۔ حضرت محبوب الٰہی صاحبؒ امیر خسروؒ کو ترک فرمایا کرتے تھے۔ کاتب الحروف کہتا ہے۔ لمیتہ اور منشأیہ ہے کہ بعض اوقات حضرات اہل اللہ کے مطمح نظر جمال الٰہی کے مشاہدہ و مطالعہ کے لئے اچھی صورتیں یا تعینات لطیفہ ہوا کرتے ہیں۔ اشعار ذیل سے سمجھنا چاہیئے۔ حافظ ؎

اے نورِ خدا در نظر از روئے تو مارا ✤ بگزار کہ بر روئے تو بینیم خدا را

جامیؒ

حسن خویش از روئے خوباں آشکارا کردۂ ✤ پس بچشم عاشقاں خود را نظارہ کردۂ

کسی اور نے کہا ہے ؎

من کہ در صورتِ خوباں ہمہ او مینگرم ✤ تو مپندار کہ من روئے نکو مینگرم

مستان شاہؒ ؎

عینکِ حق نمائے اہلِ بصر ✤ حسن نیکوئے مہوشاں باشد

ملفوظ (۱۴)

ایک دن بعد نماز عصر کے دولتخانہ کی طرف تشریف لے گئے۔ بندہ اور چند اشخاص ہمراہ تھے۔ جب نالہ (وادی) کے درمیان میں پہنچے۔ فرمایا جن دنوں میں ہندوستان میں تھا۔ عالم رویا میں دیکھتا ہوں۔ کہ یہاں بیٹھا ہوں۔ (نالہ کے دائیں طرف اشارہ فرمایا) اس طرف سے ایک بھاری سیلاب رونما ہوا۔ جب دیکھتا ہوں۔ کہ قریب پہنچ گیا ہے۔ میں نے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا۔ درود شریف کی برکت سے سیلاب واپس ہو گیا۔ بعدہٗ فرمایا۔ کہ ان ایام میں میں درود شریف بہت پڑھا کرتا تھا۔ کاتب الحروف کہتا ہے کہ کثرت درود شریف کے آثار برکت عالم رؤیا میں ظاہر ہوئے۔

اور نیز جب وہاں سے چند قدم آگے ہوئے فرمایا۔ میں یہاں ایک دن ڈوب گیا تھا۔ اور اشارہ نالہ کے بائیں طرف فرمایا۔ کیونکہ یہاں ایک چھوٹا سا گڑھا تھا۔ کہ اس میں غسل

Marfat.com

کرتا تھا۔ ایک دن غسل کے لئے اس میں داخل ہُوا۔ ناگاہ ڈوب گیا۔ لیکن سر کے بال کچھ ظاہر تھے۔ اتفاقاً ایک عورت اپنا کوزہ پانی سے بھر کر لاتی تھی۔ جب اس نے دیکھا کہ انسانی سر کے بال معلوم ہوتے ہیں۔ اپنا کوزہ چھوڑ کر مجھے غدیر سے باہر نکالا۔ جب مجھے پہچانا بہت مہربانی کی ؂

ملفوظ (۴۲)

ایک دن مجلس خانہ میں رونق افروز تھے۔ صاحبزادہ محمد امین صاحب سیالوی بھی موجود تھے۔ ان کے ساتھ ایک شخص سفید ریش مسمی بہ شرف الدین تھا۔ اور صاحب حال معلوم ہوتا تھا۔ صاحبزادہ صاحب اس کے ساتھ بطور خوش طبعی اختلاط فرماتے اور حضور کی خدمت اقدس میں بھی عرض کی۔ حضورؒ نے جواب میں فرمایا ؎

یہ مہر محبت کی باتیں یا یہ جانے یا وہ جانے

بعدہٗ حضور انورؒ نے فرمایا۔ کوئی درویش تھا۔ کسی نے اُس کو کہا کہ حلوا خوب ہے یا گوشت۔ درویش نے کہا۔ مجھے کیا۔ اس نے کہا تیرے لئے انہوں نے پکایا ہے۔ درویش نے کہا پھر تجھے کیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک شخص نے عرض کی کہ حضور فلاں شخص نے مجھے نہایت تنگ کیا ہے۔ اگر حضور اجازت دیں۔ تو اس کے ساتھ مقدمہ کروں۔ حضور اقدسؒ نے جواب میں فرمایا ؎

یہ چھیڑ عداوت کی باتیں یا تم جانو یا وہ جانے

کاتب الحروف کہتا ہے شاید اس میں یہ اشارہ ہے کہ سالک کو جہان کے نیک و بد سے کیا کام۔ اس کو ہر وقت کلی توجہ جناب الٰہی کی طرف ہو اور بس۔ مترجم کہتا ہے۔ کہ قبلہ بابوجی مدظلہ فرماتے ہیں کہ حضرت قبلہ عالم بسا اوقات شاہ نیاز احمد صاحب بریلوی کی یہ غزل سماع فرمایا کرتے تھے۔ جس کا مقطع یہ ہے ؎

دنیا کے نیک و بد سے کام ہم کو نیاز کچھ نہیں ؎ ہستی سے جو گزر گیا پھر اُسے کیا جو ہو سو ہو

اور حضرت بابوجی بھی اس غزل کو بکثرت سماع فرماتے ہیں اور یہ شعر بہت پسند فرماتے ہیں ؂

Marfat.com

ملفوظ (۴۳)

ایک دن ایک شخص نے عرض کی کہ فلاں شخص مرگی کی مرض میں مبتلا ہے۔ اس کے لئے کوئی چیز مہربانی فرمائی جائے۔ حضور انورؒ نے فرمایا سورہ فاتحہ ۷ بار نمک پر دم کر کے بطریق ذیل استعمال کرانا چاہیئے۔ قبل از طعام۔ بعداز طعام۔ سوتے وقت جاگتے وقت۔ طعام چونکہ دو وقت ہوتا ہے۔ یومیہ چھ۶ بار ہوا۔ خواہ مرض تنزل پر ہو۔ یا بالکلیہ رفع ہو تب بھی نمک کو بطریق مذکورہ دو۲ تین۳ ماہ بعد بھی استعمال کرایا جائے۔ اگر مریض نے ہمیشہ استعمال کیا۔ توانشاءاللہ مرض سے کلی خلاصی ہو گی ؛

ملفوظ (۴۴)

کاتب الحروف کہتا ہے۔ ایک رات سیال شریف کے سفر میں میاں محمد حیات قریشی کی جگہ بمقام صابووال حضور کی خلوت خوابگاہ میں خدمت کے لئے میرا تقرر ہوا۔ رات کو عالم رؤیا میں حضور اقدس کی زبان حقائق بیان سے شعر ذیل سنا گیا ؎

چشمم بتو افتاد وجودم ہمہ حک شد ؛ ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد

(میری آنکھ تجھ پر پڑی تو وجود میرا کلی مٹ گیا۔ جو چیز کہ نمک کی کان میں پڑے نمک ہو جاتی ہے)

جب حضور اقدسؒ نے نماز تہجد کے لئے وضو فرمایا۔ میں نے ماجرا عرض کیا۔ فرمایا ایسے واقعات یاد میں نہیں رہتے تحریر کر لینا چاہیئے۔ کاتب الحروف کہتا ہے۔ شعر مذکور مقام فنا در فنا سے مخبر اور مشعر ہے۔ چنانچہ حضور اقدسؒ نے اپنی ایک غزل میں اپنے اس مقام سے خبر دی ہے جیسا کہ فرمایا ہے ؎

اَلْمُلکُ لِمَنْ غَلَبَ نامیست زمن باقی ؛ واز قرب مع اللّٰہی برتر شدہ زاں کارم

فسبحان من اعزہٗ و قربہٗ وخصہٗ سبحانہٗ۔ تمام غزل قبل ازیں لکھی جا چکی ہے وہاں دیکھنی چاہیئے۔

اور نیز ایک اور رات کسی جگہ عالم رؤیا میں دیکھتا ہوں۔ کہ آیت ذیل چھت پر

Marfat.com

اس طرح تحریر ہے۔ سنریھم ایاتنا(ای تجیناتنا و تشخصاتنا) فی الاٰفاق و فی انفسھم حتیٰ یتبین لھم انه الحق۔ بندہ سیال شریف کے سفر میں جب ایک دن کشتی میں حضور اقدسؒ کے ہمراہ سوار ہُوا۔ موقعہ پہ عرض کی۔ فرمایا اس قسم کے رُویا آثار و برکات وانوار و تجلیات شیخ کے ہوتے ہیں۔ جو مرید پر حسب الاستعداد عالم بالا سے وارد اور طاری ہوتے ہیں۔

اور نیز اس کشتی میں عرض کی۔ کہ قبلہ عالم مصرع ذیل کا مطلب سمجھ میں نہیں آتا

ع معشوق و عشق و عاشق ہر سہ اند واحد

یعنی عاشق و معشوق کا اتحاد تو اس وجہ سے ہو سکتا ہے۔ کہ اطلاق میں عاشق اور تعین میں معشوق مراد رکھا جائے۔ لیکن اتحاد عشق کیا معنے رکھتا ہے۔

حضور انورؒ نے فرمایا۔ لفظ عشق سے معنی مصدری مراد نہیں بلکہ اس کا مصداق مراد ہے۔ کاتب الحروف کہتا ہے بمجرد اس ارشاد اور تلقین کے امور مذکورہ کا اتحاد ذوقاً و وجداناً آنحضور کے یمن ہمت سے رونما ہُوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک والشکر للمنعم المالک ؛

ملفوظ ۴۵

ایک دن محفل خانہ میں رونق افروز تھے۔ رحمت الٰہی کی وسعت اور عاصیوں کا ذکر آیا۔ حضور انورؒ نے فرمایا۔ کہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت صاحب لکھتے ہیں۔ (انہوں نے قاف سے قاف تک تین بار سیر کیا ہے) میں ایک دن دریائے شور کے ایک جزیرہ میں تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا سا بچھو نہایت تیزی تندی اور پوری کوشش سے چلا آتا ہے۔ اس کی حالت سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی کار خدمت کے لئے مقرر اور مسلط ہُوا ہے۔ میں بھی اس کے پیچھے روان ہُوا۔ دیکھوں کہ کہاں جاتا ہے اور کیا کرتا ہے۔ اسی طرح چلا جاتا تھا۔ کہ اس کے سامنے پانی کی ایک موج آئی۔ اس سے بھی گزر کر آخر ایک جگہ پہنچا۔ کہ ایک درخت کے نیچے ایک جوان مخمور بے ہوش پڑا تھا۔ شراب کی بوتل اس کے سرہانے موجود تھی۔ بچھو جوان کے قریب پہنچ کر کچھ دیر ٹھہر گیا۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک سانپ درخت سے اُتر کر جوان مذکور پر حملہ کرنا چاہتا ہے : بچھو

Marfat.com

نے فوراً ہی اسے نیش لگایا۔ چنانچہ سانپ بچھو کے نیش لگتے ہی فوراً گرا اور مرگیا۔ حضرت مخدوم جہانیاں فرماتے ہیں کہ میں اس حال کے مشاہدہ سے نہایت متعجب ہُوا۔ اور بارگاہ الٰہی میں متوجہ ہُوا کہ بارالٰہا یہ کیا راز ہے۔ فرماتے ہیں بسروش غیبی نے ندا دی۔ کہ اے مخدوم! اگر نیکوکاروں اور اطاعت کرنے والوں کا میں حافظ ہوں۔ پس عاصیوں کا بھی میں ہی حافظ و ناصر ہوں اور بس۔ کاتب الحروف کہتا ہے کہ کسی نے خوب کہا ہے

موقوف جرم پہ ہی کرم کا ظہور تھا ؂ بندے اگر قصور نہ کرتے قصور تھا

حافظ شیرازیؒ نے فرمایا ہے ؎

کہ مستحق کرامت گناہگارانند

ملفوظ (۴۶)

جن دنوں حضور قبلہ عالمؒ میاں عبدالرحیم صاحب سیٹھی کی فاتحہ خوانی کو پشاور تشریف لائے تھے۔ ایک دن مجلس میں فرمایا۔ کہ حضرت مرزا جان جاناں صاحبؒ کے زمانہ میں اہل سنت اور شیعہ کے درمیان جھگڑا پیدا ہُوا۔ اہل سنت نے اہل تشیع کے کفر پر استفتا بنایا۔ چونکہ حضرت مولانا فخرالدین صاحبؒ ان کے ہمعصر تھے۔ ان کی خدمت میں بھی استفتاء حاضر کیا گیا۔ حضرت مولانا نے استفتاء کو ملاحظہ فرما کر اس کے نیچے رباعی ذیل تحریر فرمائی۔ رباعی :۔

نہ سنی ام کہ کند رافضی گلہ احمق ؂ نہ رافضی کہ کند سنیم گریباں شق

نہ سنی ہوں کہ احمق رافضی گلہ کرے — اور نہ رافضی ہوں تاکہ سنی دست بگریباں ہو

مرید حضرت عشقم دگر نمے دانم ؂ کدام بر سر باطل کدام بر سر حق

میں تو حضرت عشق کا مرید ہوں — اور نہیں جانتا کہ کون حق پہ ہے اور کون باطل پر

اہل ذوق لوگ تو نہایت محظوظ ہوئے۔ بے خبر آدمی حیران ہوئے کہ حضرت نے یہ کیا لکھ دیا ؂

Marfat.com

ملفوظ (۴۷)

ایک دن مسجد میں بعد نماز عصر کے جناب مولوی محمد غازی خان صاحب کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔ کہ خارجیوں کے گروہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی شان میں نہایت تفریط کی ہے۔ حتیٰ کہ حدیث انامدینۃ العلم و علی بابھا میں تاویل کر دی ہے۔ کہ لفظ علی علو سے ہے یعنی میں علم کا شہر ہوں اور بلند ہے دروازہ اس شہر کا۔ نہ یہ کہ مراد لفظ علی سے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ ہیں ؓ

ملفوظ (۴۸)

ایک مرتبہ میں سفر پاک پٹن شریف میں حاضر خدمت تھا۔ ایک دن مجلس میں ہیر رانجھا و مجنوں وغیرہ کا ذکر آ گیا۔ اس مجلس میں میراں شاہ مشہور شاعر اور کچھ قوال لوگ حاضر تھے۔ ہر ایک نے قصہ بیان کیا۔ چونکہ ان کی باتیں بے بنیاد اور قابل اعتماد نہ تھیں۔ حضور انور ؓ نے فرمایا کہ مجلس میں بے سند اور غیر معتمد کلام نہ کرنی چاہیئے۔

بعدہٗ خود حضور انور ؓ نے زبان دُرفشان سے مجنوں کا قصہ بیان فرما کر ارشاد فرمایا۔ کہ مجنوں کا یہ قصہ جو لوگوں کے درمیان مشہور ہے۔ کہ مجنوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت سے پہلے گذرا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دن اس کی قبر پر تشریف لے گئے۔ قبر شق ہو گئی اور مجنوں باہر نکلا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ میں کون ہوں۔ اس نے کہا آپ کی آنکھیں لیلیٰ کی سی معلوم ہوتی ہیں۔ پھر مشرف باسلام ہو کر مر گیا۔ بالکل غلط معلوم ہوتا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ مجنوں عرب میں پیدا ہوا ہے۔ اس کی ماں حضرت امام حسن علیہ السلام کے دولت خانہ میں خدمت کیا کرتی تھی۔ اور وہ حضرت موصوف کا رضاعی بھائی بھی تھا۔ اس کا اسم محض قیس تھا۔ ایک دن حضرت امام حسن علیہ السلام بنی اُمیہ کے عہد امارت میں اونٹ پر سوار ہو کر جا رہے تھے۔ قیس بھی آپ کے ہمرکاب موجود تھا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے قیس کو بھائی سمجھ کر بطور اظہار تاسف فرمایا کہ قیس تو نے دیکھا قوم بنی اُمیہ نے ہمارے

Marfat.com

ساتھ کیا کیا۔ قیس نے جواب میں کہا۔ بھائی اگر سچ کہا جائے تو یہ خلافت نہ آپ کا حق ہے نہ بنی اُمیہ کا۔ بلکہ لیلیٰ کا حق ہے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے متعجب ہو کر فرمایا۔ انت مجنونٌ۔ یعنی تو دیوانہ ہے۔ میں کیا کہتا ہوں اور تو کیا گاتا ہے۔ چونکہ لفظ مجنوں حضرت موصوفؑ کی زبان سے نکلا تھا۔ اس لئے جہان میں مجنوں کے نام سے مشہور ہو گیا۔

حضورؒ نے استشہاداً فرمایا۔ کہ یہ قصہ ایک عالم نے جو میرا رفیق تھا کسی کتاب میں دیکھا ہے۔ لیکن مجھے کتاب کا نام یاد نہیں رہا۔ کاتب الحروف کہتا ہے۔ واقعی لیلیٰ کے عشق میں مجنوں ایسا منہمک اور مستہلک ہوا تھا۔ کہ ہر وقت اس کے خیال میں لیلیٰ کے خیال کے بغیر کوئی خیال راہ نہ پاتا تھا۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

چو مجنوں رفت اندر خلوتِ خاک ؛ ندا آمد ز حضرت ایزدِ پاک

جب مجنوں دفن ہوا ؛ تو خدا سے ندا آئی

کہ اے مجنوں چہ آوردی بدرگاہ ؛ بر آمد از دلِ مجنوں یکے آہ

کہ میری بارگاہ میں کیا لایا ؛ مجنوں نے سن کر آہ نکالی

کہ یارب شورِ لیلیٰ در سرم بود ؛ کجا پروائے کارِ دیگرم بود

کہ خداوندا! میرے سر میں لیلیٰ کا شور تھا ؛ مجھے کسی دوسرے کام سے کیا خبر

ہنوزم شورِ لیلیٰ منعدم نیست ؛ چہ خواہی از دمِ مجنوں کہ دم نیست

ابھی تک لیلیٰ کا عشق گم نہیں ہوا ؛ مجنوں جب ہے بھی نہیں تو مجنوں سے کیا چاہتا ہے

کسی اور نے کہا ہے ؎

کسی نے گر کہا مجنوں تمہیں اللہ بلاتا ہے ؛ کہا مجنوں نے ملتا ہے تو لیلیٰ بنکے آجائے

سیاہ پوش جو کعبہ کو قیس نے دیکھا ؛ ہوا نہ ضبط تو چلا اُٹھا کہ یا لیلیٰ

جو قیس کعبہ میں پہنچا تو یہ دعا مانگی ؛ الٰہی مجھ سے نہ ہو دُور اُلفتِ لیلیٰ

ملفوظ (۴۹)

ایک دن مجلس میں خدا اور رسول کی محبت کا ذکر ہوا۔ حضور انورؒ نے فرمایا کہ حضر

Marfat.com

شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر نے فتوحات میں مجنوں کا شعر ذیل لکھا ہے ؎

اُحِبُّ لِحُبّھا السودان حتیٰ ٭ اُحِبُّ لحبھا السود الکلاب

یعنی میں لیلیٰ کی محبت میں ہر سیاہ چیز کو پیار کرتا ہوں۔ حتیٰ کہ سیاہ رنگ کے کتوں کو بھی اسی کی محبت میں پیار کرتا ہوں۔

فرمایا۔ جو شخص ایک آدمی کی محبت کا دم مارے اس کا یہ حال ہو۔ ایسے شخص پر افسوس ہے کہ خدا اور رسول کے عشق کی لاف زنی کرے۔ اور اتنی محبت بھی نہ ہو۔

ملفوظ (۵۰)

ایک دن مسجد شریف میں نماز عصر کے بعد خلق اللہ کے ارشاد کے لئے رونق افروز تھے۔ فدوی نے عرض کی کہ قبلۂ عالم! دوئی کا وہم کہاں سے پڑا۔ فرمایا۔ جہاں سے کہ کثرت شروع ہوئی۔ یعنے تنزل سے۔ بعدہٗ فرمایا۔ کہ ایک دفعہ یہاں قریہ گولڑہ میں ایک بڑا سادھو ہندوؤں میں سے وارد ہؤا۔ اہل ہنود نے اس کی نہایت تعظیم و تکریم کی۔ میں ایک دن اپنے باغیچہ میں طلباء کو سبق پڑھا رہا تھا۔ کہ ناگاہ وہ سادھو اپنے چند حواریوں کے ساتھ آیا۔ اور درخت توت کے نیچے بہت دیر کھڑا رہا۔ جب میں فارغ ہؤا۔ میرے قریب آکر خود بخود توحید میں کلام شروع کر دی۔ اور طرفہ یہ کہ یہ لوگ اہل اسلام کو ان باتوں سے بے خبر جانتے ہیں۔ جب کلام سے فارغ ہؤا۔ میں نے کہا۔ جو کچھ تو نے کہا ہے اہل اسلام بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔ لیکن سوال و قابل توجہ بات یہ ہے۔ کہ او سبحانہ و تعالیٰ بالاتفاق جہل اور لاعلمی سے مبرا و منزہ ہے اور اس کی مخلوق دو فرقہ ہے ایک سادھو اور دوسرا غیر سادھو۔ (ان کی اصطلاح میں صاحب تجرید و تفرید کو سادھو کہتے ہیں اور صاحب تعلق دنیاوی کو گرہستی) پس کیا وجہ ہے کہ سادھو میں تو او سبحانہ و تعالیٰ کا علم ہے کہ غیر نیست ہمہ اوست۔ اور غیر سادھو میں لاعلمی (یعنی سادھو کو تو حق سبحانہ و تعالیٰ کے ہمہ اوست ہونے کا علم ہے دوسرے کو نہیں۔ مترجم) چاہیئے تھا کہ ہر دو فرقہ کو اس امر کا شعور اور وقوف ہوتا۔ ورنہ جہل لازم آتا ہے۔ سادھو دریائے حیرت میں غرق ہو کر لاجواب ہو گیا۔

بعدہٗ حضور انورؒ نے فرمایا۔ کہ اصل یہ ہے۔ کہ یہ لاعلمی بھی تنزل کی صفات سے ہے نہ

Marfat.com

اطلاق میں۔ جیسا کہ باقی لوازم بشری۔ پس جیسا کہ باقی لوازم بشریہ مثل اکل وشرب وغیرہ سے مقید ہوکر اس کی ردائے تقدس آلودہ نہیں ہوئی ایسا ہی یہاں بھی سمجھنا چاہیئے ؂

ملفوظ (۱۵)

ایک دن زیب آرائے محفل دربار تھے۔ فلانؒ یتکلم بالخواطر کا تذکرہ ہوا۔ فرمایا جملہ مذکورہ کا معنے یہ ہے کہ عارف وشیخ کبھی کبھی حاضرین ومعتقدین کے خطرات سے تکلم فرما کر ان کا اظہار کرتے ہیں۔ یعنے ان کے دلی خیالات کے متعلق کلام وگفتگو ہوتی ہے۔ اور کبھی سکوت فرماتے ہیں۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ سیال شریف میں حافظ عبدالقدوس صاحب کے ہمراہ بہ تقریب عرس حاضر ہوا تھا۔ ایک دن سارے آدمی فصل گندم کی کٹائی کو گئے ہوئے تھے۔ چونکہ حافظ صاحب خوش طبع آدمی تھے۔ حضرت ثانیؒ اُن کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے کہ تمہاری خوش طبعی میں کام جلد ختم ہوگا۔ وہاں صرف میں اکیلا باقی رہ گیا۔ حضرت اعلیٰ اپنی جگہ مبارک میں روبقبلہ رونق افروز تھے۔ اور میں مشرق کی طرف فاصلہ سے پس پردہ بیٹھا تھا۔ مجھے بیٹھنے کے وقت بھی حضرت اعلیٰ نے نہ دیکھا تھا۔ اس اثناء میں جنوب کی طرف سے ایک شخص نے دروازہ سے باہر نکل کر رخصت طلب کی۔ حضرت اعلیٰؓ نے اپنی زبان مبارک سے اس کا نام لے کر فرمایا۔ شاہ صاحب! جاتے ہو (وہ شخص علاقہ چنیوٹ کے سید صاحب تھے) اس واقعہ سے میرے دل میں خیال گذرا کہ کیا خوش قسمت آدمی ہے کہ جس کا نام حضرت صاحبؒ اپنی زبان مبارک سے ادا فرمایا ہے۔ جب وہ شخص رخصت ہوا۔ حضرت صاحبؒ نے مشرق کی طرف متوجہ ہوکر اپنا سر مبارک اونچا کر کے فرمایا۔ کہ

"ہک دن مہر علی شاہؒ ساڈا بھی چلا جاسی"

گویا حضرت صاحبؒ نے تکلم بالخطرہ فرمایا۔ اس روز سے میں اپنا نام مہر علی شاہؒ لکھا کرتا ہوں۔ کیونکہ شیخ کی زبان مبارک سے نکلا ہے۔ ورنہ میرا ابتدائی نام مہر شاہؒ ہے۔ کاتب الحروف کہتا ہے۔ اشعار ذیل بطو عرض حال چونکہ مناسب مقام معلوم ہوتے

Marfat.com

ہیں لہذا درج کئے جاتے ہیں ؎

کہاں ذرّہ اور مہرِ تابانِ عالم ٭ ہیں بُعد المراتب میں مشہورِ عالم
ولیکن کبھی ہوں مقابل جو باہم ٭ تو رخشاں ہو ذرّہ بے کاست و کم
یہ ہو فیضِ مہر اُس میں یعنی نمایاں
کہ ہو ذرّہ پرتو سے اس کے درخشاں

اگرچہ میں رہتا ہوں افغانستاں میں ٭ پر اب ذرہ ساں آیا اس آستاں میں
میں ذرّہ سے بھی کم ہوں چشمِ جہاں میں ٭ کہ ہوں میں مصیبت کے بندِ گراں میں
اگر چشمۂ مہر پرتو فگن ہو
تو دل کا مرے دُور دردِ کٹھن ہو

طمع کھینچ لائی ہے در پر تمہارے ٭ ہیں گرچہ طمع کے نہی حرف سارے
ولے آ گیا ہوں خدا کے سہارے ٭ یہ ہے التماس اے جہاں کے ستارے
نظر کچھ نہ حرفِ طمع پر کریں گے
وہ شاہانہ شوکت پر اپنی رہیں گے

بعدہٗ حضور انورؒ نے فرمایا۔ کہ اس قسم کے واقعات اور دیگر عجائبات بہت سے دیکھے سُنے ہیں۔ چنانچہ کسی زمانہ میں یہاں طلباء کو میں سبق پڑھایا کرتا تھا۔ ایک دن فجر کی نماز اپنی پرانی مسجد میں ادا کر کے گاؤں کی طرف روانہ ہوا۔ میرے پیچھے ایک شخص سفید ریش کابلی کہ پیر صاحب کلاںؒ کی خدمت میں رہتا تھا وہ بھی روانہ ہوا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو میرے پیچھے کیوں آتا ہے۔ اُس نے موجودہ مسجد و مہمان خانہ وغیرہ کے رقبہ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ آپ دیکھتے ہیں اس جگہ تک یہ سارا محلہ آپ کا ہوگا۔ پس جب مسجد و مہمان خانہ وغیرہ کی تعمیر ہو رہی تھی اُس شخص کی بات مجھے یاد آگئی۔ کہ سبحان اللہ چند سال پہلے ہی ان واقعات کو نیہ کی قبل الوقوع خبر دی تھی۔ اور نیز حضور انورؒ نے حضرت صاحبزادہ غلام محی الدین صاحب مدظلہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ جس مکان میں اب یہ رہتے ہیں وہ دراصل قوم مہال

Marfat.com

کا تھا۔ قوم سہال سکھا شاہی کے زمانہ میں صاحب قلم اور قانون دان تھے۔ میں نے حضرت اجی صاحب کی زبان مبارک سے سنا ہے۔ کہ ایک دن ماموں صاحب کلاں (حضرت پیر صاحب روضہ والے کے بڑے بھائی) بچپن میں میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی زمین میں مکان مذکور کے مقابل کھڑے تھے۔ مکان کے مالک اصلی قوم سہال نے آواز دے کر کہا۔ کہ "پیرا ہمیشہ آپ کو کہا جاتا ہے کہ فلاں جگہ کی حدبندی کرو۔ مگر آپ خیال نہیں کرتے۔" ماموں صاحب نے جواب میں فرمایا۔ غم مت کرو۔ یہاں بھی کوئی ہمارا ہی آباد ہوگا۔

بعدہٗ حضور انورؒ نے فرمایا۔ کہ میں نے ماموں صاحب کلاں کو دیکھا تھا۔ اور بران کی کلام از قسم اخبار واقعات کو نیز قبل از وقوع فی الخارج ہے۔ میری غرض ان حکایتوں سے یہ ہے۔ کہ جو شخص اس قوم اہل اللہ سے بے خبر ہے۔ کہتا ہے کہ یہ قوم وہمی خیال ہے کہ ان کی اکثر باتیں عقل اور فہم میں نہیں آسکتیں۔ اور جن لوگوں نے ان کے اس قسم کے واقعات بارہا مشاہدہ کئے ہیں۔ اس بات کو کیسے تسلیم کریں۔ اصل یہ ہے کہ وہ بے چارہ بے خبر اور ناتجربہ کار ہے۔

بعدہٗ حضور انورؒ نے فرمایا۔ کہ ولی کا طریقہ تکلم بالخطرہ یہ ہے۔ کہ جب چاہے کہ کسی کے خطرہ پر واقف ہو خارج میں کسی چیز کی طرف محتاج نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنے نفس کو تخلیہ کر کے اس شخص کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ ناگاہ اس کے دل میں کوئی چیز اجمالاً ظاہر ہوتی ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھنی چاہیئے۔ جیسا کہ مچھلی پانی سے سر مارتی ہے بعدہٗ اس کے متصل کچھ چیز اور تفصیلاً ظہور پاتی ہے۔ گویا ظہور ثانی پہلے اجمال کی تفصیل اور اس کی تعبیر ہوتی ہے۔ پس اکثر تعبیر کے موافق واقعہ خارج میں ظہور پاتا ہے اور کبھی اس میں خطا بھی واقع ہو جاتی ہے۔ غرضیکہ نفس کشف ولی میں خطا نہیں ہوتی بلکہ تعبیر میں۔ اور خطا فی التعبیر اولیا بلکہ انبیاء سے بھی واقع ہوئی ہے۔ چنانچہ سال حدیبیہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ ہم بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ بنا بریں مدینہ طیبہ سے اسی قصد سے روانہ ہوئے۔ لیکن جب حدیبیہ

Marfat.com

میں پہنچے۔ کفار مکہ مانع ہوئے۔ آخر اس پر صلح ہوئی کہ آئندہ سال مکہ میں داخل ہوں۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ دخول مکہ بطریق رویا معلوم ہوا تھا۔ پس تخلف کیسے واقع ہوا۔ فرمایا مقصود اصلی دخول مکہ ہے خواہ امسال ہو خواہ آئندہ سال۔ پس خطأ فی التعبیر ہے نہ اصل واقعہ میں۔ اور نبی اور ولی میں فرق یہ ہے۔ کہ خطا پر باقی رہنا نبی کے لئے نہیں ہوتا۔ اور ولی کے لئے یہ ممکن ہے۔

کاتب الحروف کہتا ہے۔ اس مقام پر بعینہ ایک عبارت حضور اقدس کی جو بعض مکتوبات میں آپ نے تحریر فرمائی تھی۔ بطور تشریح و تفصیل تحریر کی جاتی ہے۔ کیونکہ نہایت مفید ہے اور وہ یہ ہے:۔

"در ذہن ایں بے ہیچ وجہ وجیہہ برائے تغییر حضرت شیخؒ آنکہ از مسلمات است کہ رؤیا الانبیاء وحیٌ۔ یعنی نبیوں پیغمبراں از قسم وحی است۔ و در وحی امکان خطاء و مجال توہم نے۔ آرے خطاء فی التعبیر منافی نیست بشان نبوت۔ چہ تعبیر از قبیل وحی نیست۔ بلکہ منشائش اجتہاد است۔ وھو قد یخطی وقد یصیب چنانچہ حدیث۔ فذھب وھلی انھا الیمامۃ وارادۂ مکہ معظمہ بعد رویت دخول در مسجد حرام وامثالہما شاہد اند بر آں۔ نعم بقاء علی الخطأ مطلقاً منافی شان نبوت است۔ پس بر تقدیر مکشوف و مشہود حضرت شیخ خطا فی الوحی لازم نمی آید بلکہ خطاء فی الاجتہاد یعنی تعبیری راعین شمردن ولا شائبۃ فیہ۔ بخلاف زعم مخالف کہ درآں صورت خطا در خواب پیغمبر متصور مے شود۔ کہ بوجہ لزوم خطا فی الوحی ناممکن است"

ترجمہ:۔ اس بے ہیچ کے ذہن میں وجہ وجیہہ برائے تفسیر حضرت شیخؒ کی یہ ہے کہ مسلمات سے ہے کہ پیغمبروں کے خواب از قسم وحی ہوتے ہیں۔ اور وحی میں خطا کا امکان اور توہم کی مجال نہیں ہے ہاں خطاء فی التعبیر شان نبوت کے منافی نہیں۔ کیونکہ تعبیر از قسم وحی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا منشأ اجتہاد ہے۔ اور اجتہاد میں خطا و صواب دونو محتمل ہیں۔ چنانچہ حدیث فذھب وھلی انھا الیمامہ میں اور ارادہ مکہ معظمہ بعد رویت دخول مسجد حرام اور ان کی امثال اس پر شاہد ہیں۔ ہاں بقاء علی الخطاء مطلقاً شان نبوت کے منافی ہے۔ پس حضرت الشیخؒ کے مکشوف و مشہود کی

Marfat.com

تقدیر پر خطا فی الوحی لازم نہیں آتی۔ بلکہ خطا فی الاجتہاد یعنی تعبیر کو عین جاننا۔ اور اس میں کوئی منافقت نہیں۔ برخلاف زعم مخالف کے کہ اس صورت میں خواب پیغمبر میں خطا متصور ہوتی ہے۔ جو لوجہ لزوم خطا فی الوحی ناممکن ہے۔ انتہیٰ۔
(خطا فی الرؤیا تسلیم کرنے سے خطا فی الوحی لازم آتی ہے۔ ولا یمکن الخطأ فی الوحی۔ مترجم)

ملفوظ (۵۲)

ایک دن فصوص الحکم کے سبق میں عبارت ذیل فذلک ھو عین صفا خلاصۃ خاصۃ الخاصۃ من عموم اھل اللہ کی اس طرح تشریح فرمائی۔ یعنی مراد عموم اہل اللہ سے عام مومن ہیں۔ چنانچہ آیۃ کریمہ اللہ ولی الذین اٰمنوا۔ اس معنی پر مشعر ہے۔ خواص اصحاب قرب نوافل ہیں۔ اور وہ عبارت ہے اس امر سے کہ فاعل بندہ ہو اور حق اس کا آلہ چنانچہ حدیث لایزال العبد یتقرب الی بالنوافل حتی اکون سمعہ وبصرہ الحدیث سے ظاہر اور ہویدا ہے۔ اخص الخواص اصحاب قرب فرائض ہیں۔ اور وہ عبارت ہے اس امر سے کہ اللہ فاعل ہو اور بندہ اس کا آلہ یعنی بندہ بالکلیہ مسلوب الارادہ کالمیت عند الغاسل اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہو اور بس۔ چنانچہ ومارمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ اسی مفہوم سے مخبر ہے۔ صفا صاحب قاب قوسین ہے اور قوسین عبارت ہے ہر دو قوس وجوبی وامکانی سے۔ یعنی احکام و آثار وجوب امکان ہر دو کے اس کی ذات میں متحقق ہوں۔ عین صاحب اوادنی ہے یعنی صاحب جمع الجمع کہ نہ اس کی جمع مانع تفرقہ ہو اور نہ اس کی تفرقہ مانع جمع۔ یعنی اس مقام میں وحدت مانع کثرت نہیں ہوتی اور نہ کثرت مانع وحدت۔ اور اس کو صاحب ادوار ثلثہ بھی کہتے ہیں۔

ملفوظ (۵۳)

ایک دن دربار شریف میں فتوحات مکیہ سے بیان ذیل اپنی زبان حقائق بیان سے فرمایا۔ یعنی اولیا اللہ کی ایک جماعت ہے۔ کہ جس وقت چاہیں اپنا بدل قائم کر لیتے ہیں ایسی وجہ پر کہ بدل کی صورت بعینہ اسی کے مشابہ ہوتی ہے کہ دیکھنے والا اصل کو یقین کرتا ہے

Marfat.com

اس کو گمان بھی نہیں آتا کہ یہ بدل ہے۔ حالانکہ واقعہ میں بدل ہوتا ہے۔ اور اگر کسی شخص کے قائم کوئی مثالی صورت کہیں ظاہر ہو۔ لیکن وہ خود اس سے بے خبر ہو۔ تو وہ شخص ابدال سے نہیں ہے۔ اس قسم کے عدد سات ہیں نہ تو اس پر زائد ہوتے ہیں نہ ناقص۔ اور یہ سات ابدال اقالیم سبعہ کے اقطاب ہیں۔ صاحب اقالیم پہلا[۱] حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم پر۔ دوسرا[۲] حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قدم پر۔ تیسرا[۳] حضرت ہارون علیہ السلام کے قدم پر۔ چوتھا[۴] ادریس علیہ السلام کے قدم پر۔ پانچواں[۵] یوسف علیہ السلام کے قدم پر۔ چھٹا[۶] عیسےٰ علیہ السلام کے قدم پر۔ ساتواں[۷] آدم علیہ السلام کے قدم پر۔

حضرت الشیخ اکبرؒ نے فرمایا ہے۔ کہ گاہے نقباء کو بھی ابدال کہتے ہیں۔ اور نقبا بارہ[۱۲] ہیں۔ نہ اس عدد سے زائد ہوتے ہیں نہ ناقص۔ بروج افلاک کے عدد پر۔ اور ہر نقیب برج منسوب کی خاصیت اور ان اسرار اور کواکب کے تاثیرات سے باخبر ہوتا ہے۔ جو برج میں نزول کے وقت ظہور پذیر ہوتے ہیں اور ان نقبا کو علم شرائع بھی عطا کیا جاتا ہے۔ اور نفوس میں پوشیدہ خیالات و افکار اور اس قسم کی دوسری چیزوں کا بذریعہ کشف استخراج کرتے ہیں۔ اور ابلیس ان پر مکشوف ہوتا ہے۔ اور ابلیس کے وہ امور بھی جن کو ابلیس خود بھی نہیں جانتا۔ یہ جانتے ہیں۔ اور وہ سعید اور شقی کے نقش قدم کو بھی جانتے ہیں۔ اور گاہے رجبیون کو ابدال کہتے ہیں۔ اور وہ عدد میں چالیس ہیں نہ اس سے زائد ہوتے ہیں نہ ناقص۔ وجہ تسمیہ رجبیون یہ ہے کہ وہ ماہ رجب میں قائم ہوتے ہیں اپنے مقام پر اور باقی سال میں گشت کرتے ہیں۔ جب ماہ رجب داخل ہوتا ہے تو ان پر پہلے دن اتنا بھاری بوجھ مسلط اور غالب ہوتا ہے کہ انگلی ہلانے کی طاقت بھی نہیں رہتی۔ دوسرے روز کچھ قدر بوجھ رفع ہوتا ہے تیسرے روز تمام بوجھ زائل ہو جاتا ہے۔ اور ان پر ماہ رجب میں کشف ہو جاتا ہے بعض کو تمام سال باقی رہتا ہے۔

شیخ اکبرؒ فرماتے ہیں۔ کہ میں ان میں سے ایک کو ملا۔ کہ اس کا کشف تمام سال باقی رہتا تھا۔ اور اس پر روافض کا حال کشف ہوتا تھا۔ تمام سال روافض کو خنازیر کی صورت میں دیکھتا تھا۔ اگر بہ صدق دل توبہ کرتا تو انسانی صورت میں دیکھتا۔ اور زبان سے

Marfat.com

جھوٹی توبہ کرنا۔ تو اس کو خنزیر ہی دیکھنا۔ اور کہہ دینا کہ تیرا توبہ کا دعوے جھوٹا ہے ✤

ملفوظ (۵۴)

کاتب الحروف کہتا ہے ایک دن ایک بخاری نے سورۂ یٰسین شریف و چہل کاف شریف کی اجازت طلب کی۔ حضور اقدسؒ نے ترتیب ذیل سے ارشاد فرمایا۔ سورۂ یٰسین شریف سات بار یومیہ۔ پہلی مبین سات دفعہ۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ الرَّحِيم ۱۲ بار۔ آیۃ اَوَ لَمْ يَرَا لْاِنسان انا خلقنه من نطفۃ آخر سورت تک ۳ بار۔ چہل کاف گیارہ بار یومیہ قبل از وتر۔ چلہ کے واسطے ۱۴ بار یومیہ چالیس دن پڑھے۔ بعدہٗ یومیہ گیارہ مرتبہ۔ ترک گوشت وغیرہ اشیاء ثقیلہ کی جائے۔ اور روزہ ہو۔

اور نیز ایک دن اجازت سورۂ مزمل شریف کی بہ ترتیب ذیل فرمائی۔ یعنی بعد نماز صبح ۳ بار بہ تکرار آیت رب المشرق والمغرب لاالہ الاھو فاتخذہ وکیلا ۳۳ بار۔ بعد ختم یا وکیل ۶۶ مرتبہ۔ ایک دن حافظ شیرازؒ کا شعر ذیل زبان درفشاں سے سنا گیا ؂

بود کہ یار نہ پرسد ز راہ خلق کریم ✤ کہ از سوال ملولیم واز جواب خجل

(امید ہے کہ یار ازراہ خلق کریمانہ نہ پوچھے گا کیونکہ سوال سے تنگدل ہیں اور جواب سے شرمندہ

ملفوظ (۵۵)

کاتب الحروف کہتا ہے۔ کہ ایک رات بعد نماز مغرب حجرۂ مقدس میں کہ جہاں حضور انور بذات شریف رونق افروز ہوتے ہیں حالت جذب اور شوق میں گریہ وگداز سے مثنوی شریف کے اشعار ذیل وغیرہ سُنے گئے۔ جو طالبان کے افادہ کے لئے درج ہیں۔ لیکن جو کیفیت دیکھنے میں آئی ہے احاطہ تحریر سے خارج ہے۔ کیونکہ حضور اقدس گاہے بشوق تمام جہر فرماتے تھے۔ اور گاہے بذوق مالا کلام اشعار پڑھتے تھے۔ اور گاہے جذبات میں محو ہو جاتے تھے۔ اس واقعہ کے شاہد حال برادرم منشی عبدالجبار صاحب وغیرہ ہیں۔ اشعار

چونکہ ذات پیر را کردی قبول ✤ ہم خدا در ذاتش آمد ہم رسول

Marfat.com

جب تونے ذات پیر کو قبول کر لیا ❖ تو خدا بھی اس کی ذات میں آگیا اور رسول بھی

گر جدا بینی ز حق تو خواجہ را ❖ گم کنی ہم متن و ہم دیباجہ را

اگر تو خواجہ کو حق سے جدا دیکھتا ہے ❖ تو متن و حاشیہ ہر دو کو گم کر کے رہے گا

چوں گرفتی پیر ہیں تسلیم شو ❖ ہم چو موسیٰ زیر حکم خضر رو

جب پیر بنالیا تو سرِ تسلیم خم کر ❖ اور حضرت موسیٰ کی طرح خضر کے حکم کے ماتحت چل

گر نبودے سرِ حق اندر وجود ❖ آب و گل را کے ملک کردے سجود

اگر رازِ حق وجود میں نہ ہوتا ❖ تو فرشتے پانی اور مٹی کو سجدہ نہ کرتے

من بہر جمعیتے نالاں شدم ❖ جفت خوشحالان و بدحالاں شدم

میں ہر مجلس میں نالاں ہوا ❖ خوش حال اور بدحال لوگوں کا ساتھی ہوا

ہر کسے از ظن خود شد یار من ❖ وز درونِ من نجست اسرارِ من

ہر شخص اپنے گمان کے مطابق میرا یار ہوا ❖ اور میرے اندر کا بھید معلوم نہ کر سکا

ایں زماں جاں دامنم برتافتہ است ❖ بوئے پیراہان یوسف یافتہ است

اسی وقت میری جان بوئے پیراہن یوسفی ❖ یعنی یاد محبوب میں بے تاب ہو رہی ہے

سرِ من از نالہ من دور نیست ❖ لیک چشم و گوش را آں نور نیست

میرا راز میرے نالہ سے دور نہیں ❖ لیکن آنکھ اور کان کو وہ نور حاصل نہیں

تن ز جان و جاں ز تن مستور نیست ❖ لیک کس را دید جاں دستور نیست

جسم جان سے اور جان جسم سے مخفی نہیں ❖ لیکن جان کا دیکھنا متعارف نہیں

محرم ایں ہوش جز بیہوش نیست ❖ مر زباں را مشتری چوں گوش نیست

اس راز کا محرم بے خود کے بغیر کوئی نہیں ❖ زبان کا مشتری کان کی طرح کوئی نہیں

جسم خاک از عشق بر افلاک شد ❖ کوہ در رقص آمد و چالاک شد

خاکی جسم عشق کی وجہ سے افلاک پر گیا ❖ پہاڑ رقص میں آیا اور چالاک ہوا

عشق جانِ طور آمد عاشقا ❖ طور مست و خرِ موسیٰ صاعقا

اے عاشق عشق کوہ طور کی جان ہے ❖ طور مست ہوا اور جناب موسیٰؑ بیہوش ہو کر گرے

Marfat.com

دیگر

نخستیں بادہ کاندر جام کردند ∴ مزاجش عکس آں گلفام کردند
اول سے جب شراب جام میں ڈالی ∴ تو اس گلفام کا عکس اس میں ملایا
بمہر آنکہ غیرش نیست موجود ∴ زخود آغاز وہم انجام کردند
اس کی محبت کی قسم ہے جسکے سوا کوئی نہیں ∴ خود اپنے سے آغاز کیا اور انجام کیا

دیگر

عشق کیا شئے ہے کسی کامل سے پوچھا چاہیئے ∴ کس طرح جاتا ہے دل بیدل سے پوچھا چاہیئے

دیگر

مرغ دل مت رو یہاں آنسو بہانا منع ہے ∴ اس قفس کے قیدیوں کو آب و دانہ منع ہے

دیگر

من ذات بحت مطلقم ہم وصف وہم اسمارہ ستم ∴ ہم بحر وموج وقطرۂ وہم لاؤ ہم الاہستم
میں ذات محض مطلق اور وصف اور اسماء ہوں ∴ بحر قطرہ موج نفی اور اثبات خود ہی ہوں
اول منم آخر منم ظاہر منم باطن منم
اول بھی میں ہوں آخر بھی ظاہر بھی اور باطن بھی

ع

ماہی دریاں جھوکاں میں آپے ڈھونڈیساں

ملفوظ (۵۶)

ایک دن مجلس میں مقولۂ ذیل حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ (الفرق بین الحق

Marfat.com

والباطل مقدار اربع اصابع) کی اس طرح تشریح فرمائی۔کہ مراد حق سے دید ہے باطل سے شنید۔کیونکہ آنکھ اور کان کے درمیان چار انگل کا فاصلہ ہے اور بس۔ اور نیز بارہا سنا گیا۔کہ جو کوئی کسی کے پاس بیٹھتا ہے اُسی کی رنگ و بُو پکڑتا ہے۔اور

اور نیز ایک دن فرمایا۔ ہندی سے

دسن دی نہیں گال یار قرآں چوایا

اور نیز جن ایام علاقہ جنڈ میں اہل سنت اور اہل تشیع کے درمیان مباحثہ مقرر ہوکر منسوخ ہوگیا۔فرمایا۔شعر

مراداں من دیاں من وچہ رہیاں ❊ شیعاں نوں من دیاں باناں نہ کہیاں

ملفوظ (۵۷)

کاتب الحروف کہتا ہے۔جنگ بلقان کے ایام میں ختم مبارک قادریہ شریفہ میں کلمات ذیل متعددہ مجالس میں سُنے گئے۔آفات نازلہ کے موقعہ پر ان کا ورد خالی از فائدہ نہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَا يَسُوْقُ الْخَيْرَ اِلَّا اللّٰهُ۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ مَا يَصْرِفُ السُّوْءَ اِلَّا اللّٰهُ۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ مَا مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ يَامَنْ تَقَدَّسَ عَنِ الْاَشْبَاهِ ذَاتُهٗ۔ يَامَنْ تَنَزَّهَ عَنِ الْاَمْثَالِ صِفَاتُهٗ۔ يَامَنْ دَلَّتْ عَلٰى وَحْدَانِيَّتِهٖ اٰيَاتُهٗ۔ يَامَنْ شَهِدَتْ عَلٰى رُبُوْبِيَّتِهٖ مَصْنُوْعَاتُهٗ۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِكَ عَلٰى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِكَ عَلٰى عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ۔ الٰہی تو میدانی کہ از ظلوم وجہول چہ مے آید فَاغْفِرْ لَنَا مَجَّانًا كَمَا خَلَقْتَنَا وَرَزَقْتَنَا مَجَّانًا۔ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ۔ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۔ الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ۔ يَا اَللّٰهُ۔ يَارَحْمٰنُ۔ يَارَحِيْمُ۔ يَاسَتَّارُ۔ يَاغَفَّارُ۔ سورۂ اخلاص۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

Marfat.com

اِلَّا اللّٰهُ ۔ اَللّٰهُ ۔ اَللّٰهُ هُوَ ۔ هُوَ اللّٰهُ ۔ اَللّٰهُ هُوَ ۔ هُوَ اللّٰه ۔ هُوَ اللّٰهُ ۔ اَللّٰه هُوَ ۔ یَاهُوَ
یَامَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۔ سُبْحَانَ الْعَلِیْمِ الَّذِیْ لَا یَجْهَلُ ۔ سُبْحَانَ الْحَلِیْمِ الَّذِیْ لَا
یَعْجَلُ ۔ سُبْحَانَ الْجَوَادِ الَّذِیْ لَا یَبْخَلُ ۔ سُبْحَانَ الْقَدِیْمِ الَّذِیْ لَا یَزَالُ وَ لَمْ یَزَلْ ۔
صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ دَائِمًا عَلٰی جَدِّ الْحَسَنَیْنِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ ۔ فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِیْنَ
تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ
یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ ۔ وَیُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۔ وَكَذٰلِكَ
تُخْرَجُوْنَ ۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَلَهُ الْكِبْرِیَاۤءُ
فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ
وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا
مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ كُلِّ ذَرَّةٍ مِائَةَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّةٍ ۔ سُبْحَانَ
مَنْ لَهُ لُطْفٌ خَفِیٌّ ۔ سُبْحَانَ مَنْ لَّیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ وَّهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۔ سُبْحَانَ مَنْ هُوَ
الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۔ سُبْحَانَكَ مَا شَكَرْنَاكَ
حَقَّ شُكْرِكَ ۔ سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ ۔ سُبْحَانَكَ مَا ذَكَرْنَاكَ حَقَّ ذِكْرِكَ
سُبْحَانَ اللّٰهِ الْفَرْدِ الْوِتْرِ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ الصَّمَدِ ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْاَزَلِیِّ الْاَزَلِ ۔ سُبْحَانَ
اللّٰهِ الْاَبَدِیِّ الْاَبَدِ ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۔ سُبُّوْحٌ
قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ ۔

ملفوظ (۵۸)

ایک دن کسی شخص نے حزب البحر کی اجازت طلب کی ۔ فرمایا ۔ ترتیب یہ ہے یومیہ تین بار قبل نماز فجر اور دو بار بعد نماز عصر بیٹھ کر باحضور دل پڑھی جائے ۔ فائدہ مشیت الٰہی پر موقوف ہے ۔ جب چاہے عطا فرمائے ۔ اور نیز ایک دن سنا گیا ؎

تلقین درس اہل نظر یک اشارت است ٭ کردم اشارتے و مکرر نمے کنم ۔

(یعنی درس اہل نظر کی تلقین صرف اشارہ ہوا کرتا ہے ۔ بار بار دہرانا نہیں ہوتا ۔

کاتب الحروف لکھتا ہے چند اوراق شتیٰ (منتفرق) مکتوبۂ قلم فیض رقم خود حضور اقدس مکرمی منشی عبدالجبار صاحب سے ہاتھ آئے۔ اور چونکہ ان میں اسرار و نکات ہیں۔ کہ لا عینٌ رأت ولا اذنٌ سمعت (نہ آنکھوں نے دیکھے اور نہ کانوں نے سُنے) لہذا بعینہا تبرکاً و تیمناً درج ذیل ہیں:۔

عبادت کی تعریف اور اسکے اقسام

عبادت یعنی نہایت درجہ کا تذلل و فروتنی عابد کی بمقابلۂ اعلیٰ درجہ کی عظمت معبود کے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ جہاد۔ ذکر وغیرہ طاعات منجملہ عبادت ہیں۔ عبودۃ یعنی بندہ ہونا اپنے مولیٰ کا۔ رضا بلا خصومت۔ صبر بلا شکایت۔ یقین بلا شبہ۔ شہود بلا غیبت توجہ و اقبال بلا رجعت۔ ایصال بلا قطعیت منجملہ اقسام عبودت ہیں۔ عبادت کے اقسام عشرہ۔ صلوٰۃ۔ زکوٰۃ۔ صوم۔ حج۔ قرأت قرآن۔ ذکر الٰہی ہر حال میں۔ طلب حلال۔ مسلمانوں کے حقوق ادا کرنا ایسا ہی حقوق صحبت بجا۔ امر معروف و نہی منکر اتباع سنت۔

توحید کے اقسام و مراتب

۱

علم التوحید

بالبرہان

نقلی	عقلی
تقلید	تحقیق

۲

عین التوحید

بالوجدان

Marfat.com

۳ ذاتی	۲ صفاتی	۱ افعالی

توحید وجودی - توحید شہودی

۳

حق التوحید
مخصوص بالرحمن

مترجم کہتا ہے۔ کہ حضرت قدس سرہٗ کی تقسیم کا ماحصل یہ ہے۔ کہ توحید کے تین مرتبے ہیں۔ علم التوحید۔ عین التوحید۔ حق التوحید۔ علم التوحید براہین اور دلائل سے حاصل ہوتا ہے۔ اور دلائل دو قسم ہیں۔ نقلیہ اور عقلیہ۔ پھر ہر دو قسم میں یا تقلید ہوگی یا تحقیق عین التوحید وجدان اور ذوق سے حاصل ہوتا ہے اور یہ دو قسم ہے۔ بطریق وجود اور بطریق شہود پھر ہر ایک کے تین تین مراتب ہیں۔ افعالی۔ صفاتی۔ ذاتی۔ اور حق التوحید اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ مخلوق کو حاصل نہیں ہو سکتا۔

اسلام۔ ایمان۔ صلاح۔ احسان۔ شہادت۔ صدیقیت۔ قربت کے معانی

۳ صلاح	۲ ایمان	۱ اسلام
مع سابق دوام عبادت مع الخوف والرجا بغیر علۃ	تصدیق	۵ بناء اسلام

۶ صدیقیت	۵ شہادت	۴ احسان
مع سابق معرفت حق تعالیٰ اس میں تین حضرات ہیں علم الیقین عین الیقین۔ حق الیقین	مع سابق محبت وشہود	مع سابق دوام مراقبہ مع توبہ وانابت۔ زہد۔ توکل۔ رضا۔ تفویض۔ اخلاص

Marfat.com

۷

قربت

مع سابق ولایت کبرٰی ۔ اور اس میں چار حضرات ہیں ۔
خلت ۔ حب ۔ ختام ۔ عبودت

مترجم کہتا ہے یعنی اسلام عبارت ارکان خمسہ نماز ۔ روزہ ۔ حج ۔ زکوٰۃ اور شہادتین سے ہے۔ ایمان تصدیق دل کا نام ہے ۔

صلاح اسلام ایمان اور دوام عبادت کو کہتے ہیں۔ جس میں خوف اور رجا بغیر کسی علت کے ہو۔

احسان امور سابقہ کے ساتھ دوام مراقبہ بمع توبہ ۔ انابت ۔ زہد۔ توکل ۔ رضا تفویض اخلاص کو کہتے ہیں ۔

شہادت امور سابقہ کے ساتھ محبت اور شہود کا نام ہے ۔

صدیقیت مع امور سابقہ معرفت الٰہی کا نام ہے ۔ جس کے تین درجے ہیں۔ علم الیقین عین الیقین ۔ حق الیقین ۔

قربت امور سابقہ کے ساتھ ولایت کبرٰی کو کہتے ہیں۔ جس کے چار مراتب ہیں ۔ خلت حب ۔ ختام ۔ عبودت یعنی عبد ہونا ۔ اور ان کی مزید تشریح سبحتہ الاحرار مصنفہ مولینا عبدالرحمٰن جامی میں ملاحظہ کی جائے ۔ (مترجم عفی عنہ)

Marfat.com

قاعدہ حواس باطنیہ مع تشریحات افعال

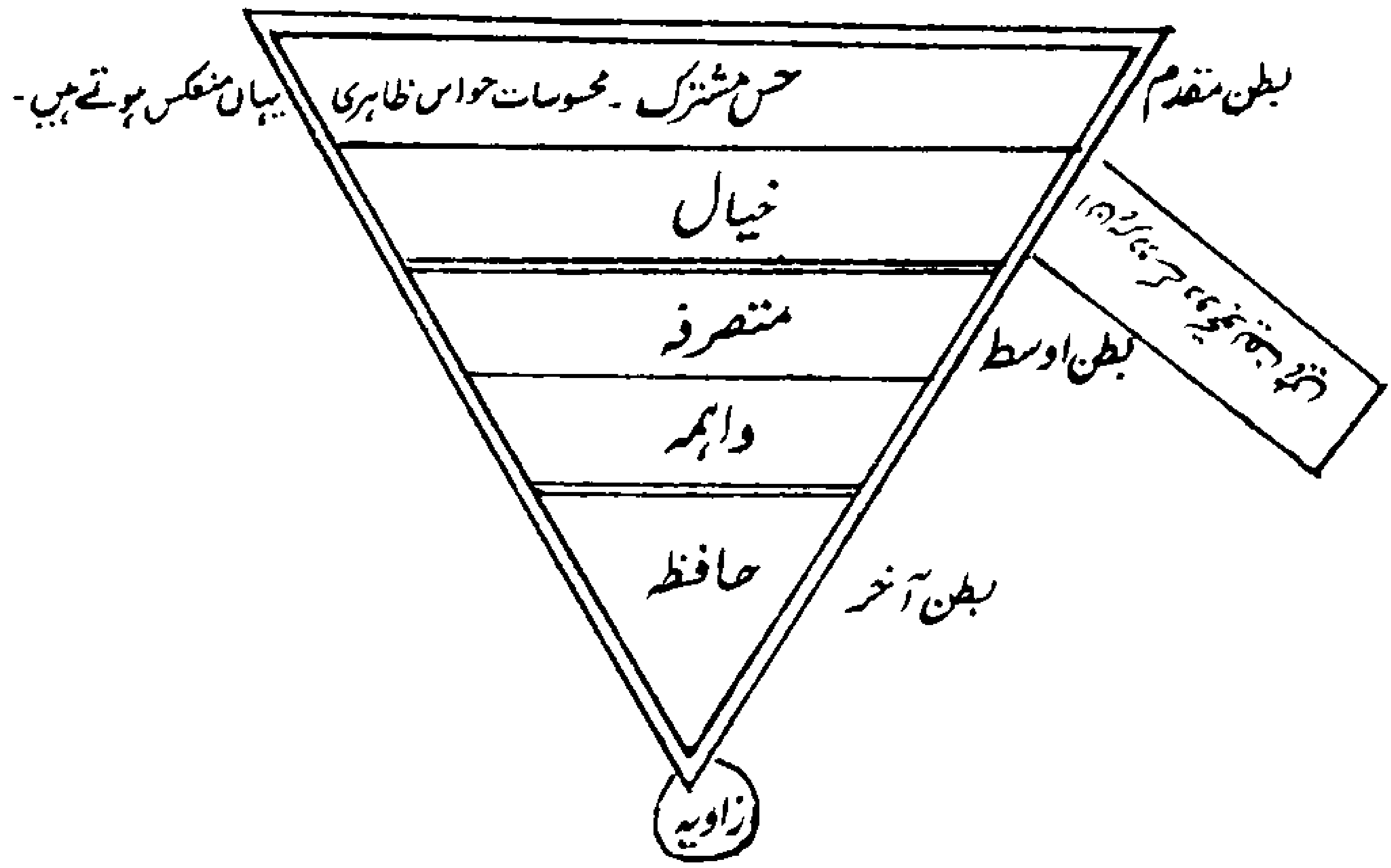

متصرفہ ۔ اگر متصرف ہو صور جزئیات محسوسہ خیالیہ میں تو اس کو متخیلہ بولتے ہیں اور یہ قوت واہمہ کے استخدام سے ہوتا ہے عالم صور شہادیہ میں ۔ اور یہ موجب بعد و حجاب ہے ہے ۔ اور اگر معا معقولہ صرفہ میں متصرف ہو ۔ تو اس کو مفکرہ کہتے ہیں ۔ اور یہ نفس ناطقہ کے استخدام سے ہو ہے ۔ اور یہ موجب قرب و معرفت و حضور ہے ۔ قال اللہ تعالیٰ و یتفکرون فی خلق السمٰو والارض ۔ اور فی السمٰوات والارض نہ فرمایا ۔ حضرت سید عارف کہتے ہیں ۔ اعلم ان الدق الفکریۃ احد مفاتیح الغیب الذی لا یعلم حقیقتھا الا اللہ ۔ یعنی دقیقہ فکریہ مفاتیح غیب میں سے ہے جن کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا ۔ شیخ اکبرؒ فرماتے ہیں ۔ الوھم ھو السلطان الاعظم فی ھذہ الصورۃ الانسانیۃ الکاملۃ ۔ یعنی وہم صورت انسانیہ کاملہ میں شہنشاہ ہے ۔ صاحب خاتم اس کی شرح میں کہتے ہیں ۔ مراد وہم سے یہاں قوت متخیلہ ہے ۔ کہ اس کا ادراک عقل سے فوق ہے ۔ نہ وہم بمعنی مرجوح الوقوع کہ مقابل ظن ہے بلکہ وہ کشف نام نفس الامری ہے ۔ کہ جب کسی شخص کا عرفان بمرتبۂ کمال پہنچے ۔ اس کا خیال صحیح نفس الامری ہو جاتا ہے ۔ اس سے پہلے جو وہم تھا اب کشف ہو گیا ہے اور اس کو وہم کہا گیا

Marfat.com

ماسبق ہے۔ سید عارف کہتے ہیں۔ کہ جب انسان صور فکریہ میں ترقی کرتا ہے۔ صور روحانیہ کو عالم احساس میں نزول دیتا ہے۔ اور امور کتمانیہ (چھپے ہوئے) کا استخراج کرتا ہے بغیر قیاس کے۔ اور سموٰات میں عروج کرتا ہے۔ ان کے ملائکہ سے کلام کرتا ہے یا خلاف لغات۔

صاحب خاتم کہتے ہیں۔ الوھم نور من انوار العقل الکلی المنتزل الی العالم السفلی مع الروح الانسانی تصغّر و تضعّف نورانیتہ وادراکہ لبعدہ من منبع الانوار العقلیۃ فسمی بالوھم فاذارجع وتنور بحسب اعتدال المزاج الانسانی قوی ادراکہ وصار عقلا من العقول۔ یعنی وہم نور ہے انوار عقل کلی سے جو روح انسانی کے ساتھ متنزل ہوا عالم سفلی کی طرف اس کی نورانیت اور ادراک بوجہ دور رہو جانے منبع انوار عقلی سے ضعیف اور حقیر ہوگئی۔ پس وہم سے موسوم ہوا۔ پھر جب اعتدال مزاج انسانی کے مطابق متنور ہو کر اصل کی طرف رجوع کرتا ہے۔ تو اس کا ادراک قوی ہو جاتا ہے۔ اور عقل کا رتبہ پالیتا ہے۔ ۱۲

واہمہ۔ یہ معانی جزئیہ کی دریافت کرتی ہے صور محسوسہ خیالیہ سے۔ بلکہ ہر امر میں مداخلت رکھتی ہے۔ کہ محالات و ممتنعات عقلی تصور کر سکتی ہے۔ پس عقل کا منتہا نقیض اور ضد کے توہم سے خالی نہیں ہوتا۔ یہ قوت واہمہ وساوس شیطانیہ و ہواجس نفسانیہ کی مظہر اور محل خطرات ہے اور سب حواس سے مذموم ترین ہے۔ جب کسی شخص کی معرفت حد کمال کو پہنچے۔ تو اس کا وہم نفس الامری کشف ہو جاتا ہے۔ ۱۲

حافظہ۔ یہ وہم کا خزانہ ہے۔ اس کے مدرکات کو نگاہ رکھتا ہے۔ ۱۲

مترجم کہتا ہے۔ کہ حضرت قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کے تشریحات مذکورہ سے قارئین کرام اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ آنجناب کو اللہ تعالے نے علوم دینیہ کے علاوہ علم حقائق الاشیاء میں بھی یدطولیٰ عطا فرمایا تھا۔ محترم معاصر سید نسیں احمد صاحب جعفری اپنی کتاب مسمی بہ انوار اولیاء صفحہ ۷۸۲ پر حضرت قبلہ عالم گولڑوی رضی اللہ عنہ کے حالات کے ضمن میں رقمطراز ہیں۔ (شیخ اکبرؒ کے نظریہ وحدت وجود پر جو عبور ان کو حاصل تھا اس کی اس صدی میں

Marfat.com

نظر نہیں ملتی۔ فصوص الحکم کا باقاعدہ درس دیتے تھے اور اس کے رموز و اسرار کو خوب سمجھتے تھے۔ علامہ اقبالؒ نے ایک مرتبہ شیخ اکبرؒ کے فلسفہ کے متعلق ان کو خط لکھا تھا جس میں اُن سے عقیدت وارادت کا اظہار اس طرح کیا تھا۔ خط کشیدہ الفاظ قابل غور ہیں (مترجم)

لاہور ۸ اگست ۱۹۳۳ء مخدوم و مکرم حضرت قبلہ السلام علیکم۔

اگرچہ زیارت اور استفادہ کا شوق ایک مدت سے ہے۔ تاہم اس سے پہلے شرف نیاز حاصل نہیں ہوا۔ اب اس محرومی کی تلافی اس عریضہ سے کرتا ہوں۔ گو مجھے اندیشہ ہے کہ اس خط کا جواب لکھنے یا لکھوانے میں جناب کو زحمت ہوگی۔ بہرحال جناب کی وسعت اخلاق پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ چند سطور لکھنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اس وقت ہندوستان بھر میں کوئی اور دروازہ نہیں جو پیش نظر مقصد کے لئے کھٹکھٹایا جائے۔

میں نے گذشتہ سال انگلستان میں حضرت مجدد الف ثانیؒ پر ایک تقریر کی تھی۔ جو وہاں کے ادا شناس لوگوں میں بہت مقبول ہوئی۔ اب پھر ادھر جانے کا قصد ہے اور اس سفر میں حضرت محی الدین ابن عربی پر کچھ کہنے کا ارادہ ہے۔ نظر بایں حال چند امور دریافت طلب ہیں۔ جناب کے اخلاق کریمانہ سے بعید نہ ہوگا۔ اگر ان سوالات کا جواب شافی مرحمت فرمایا جائے۔

(۱) اول یہ کہ حضرت شیخ اکبر نے تعلیم حقیقت زماں کے متعلق کیا کہا ہے اور ائمہ متکلمین سے کہاں تک مختلف ہے

(۲) یہ تعلیم شیخ اکبر کی کون کون سی کتب میں پائی جاتی ہے اور کہاں کہاں اس سوال کا مقصود یہ ہے کہ سوال اول کے جواب کی روشنی میں خود بھی ان مقامات کا مطالعہ کر سکوں۔

(۳) حضرات صوفیہ میں اگر کسی بزرگ نے بھی حقیقت زماں پر بحث کی ہو تو ان بزرگ کے ارشادات کے نشان بھی مطلوب ہیں۔ مولوی سید انور شاہ مرحوم و مغفور نے مجھے عراقی کا ایک رسالہ مرحمت فرمایا تھا۔ اس کا نام تھا درایۃ الزمان جناب کو ضرور اس کا علم ہوگا۔ میں نے یہ رسالہ دیکھا ہے مگر چونکہ یہ رسالہ بہت مختصر ہے۔ اس لئے مزید روشنی کی ضرورت ہے۔

میں نے سنا ہے کہ جناب نے درس تدریس کا سلسلہ ترک فرما دیا ہے اس لئے مجھے یہ عریضہ لکھنے میں تامل تھا لیکن مقصود چونکہ خدمت اسلام ہے مجھے یقین ہے کہ اس تصدیع کے لئے جناب معاف فرمائیں گے۔ اور جواب باصواب سے ممنون فرمائیں گے۔ باقی التماس دعا۔ مخلص محمد اقبال[۱]

ختم شد

ملفوظات حصہ اول جمع شدہ حضرت مولانا گل فقیر احمد صاحب پشاوری متوفی شعبان المعظم ۱۳۸۴ھ

[۱] اقبال نامہ جلد اول ص ۴۴۴ - ۲۴۴

Marfat.com

اَللّٰہُمَّ لَکَ الْحَمْدُ

حصہ دوم ملفوظات

(جمع کردہ مولانا مولوی عبدالحق صاحب مرحوم سکنہ سسرال)

ملفوظ (۵۹)

محرر سطور نے عرض کی کہ حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے اپنی تفسیر میں عجیب روش اختیار کی ہے۔ جو باقی تفاسیر سے بالکل موافق نہیں ہے۔ اکثر تاویل کے دبے ہوئے ہیں۔ مثلاً ان الذین کفروا جہاں بھی قرآن مجید میں واقع ہوا ہے۔ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ ای نظروا الی ذواتہم وترکوا النظر الی الواحدۃ الذاتیۃ (یعنی اپنی ذاتوں پر نظر کی اور وحدت ذاتیہ کی طرف توجہ نہ کی)

حضور انورؒ نے فرمایا۔ شیخؒ کی تفسیر اشارات دقیقہ و اسرار حقیقت کی تفسیر ہے۔ ورنہ تفسیر تو وہی ہے۔ جو قرون اولی المشہود لہا بالخیر و زمانہ ائمہ مجتہدین و اکابر مفسرین میں کی گئی۔ کہ اس سے احکام اور خطابات شرعیہ ثابت ہوئے ہیں۔ شیخؒ نے اشارات بیان کئے ہیں۔ تفسیر کے مقدمہ میں حضرت الشیخؒ نے تصریح کی ہے کہ تفسیر وہی ہے جس کے ساتھ ظاہر آیات سے امر و نہی ثابت ہوئے ہیں۔ میری کلام اشارات پر مشتمل ہے۔ معترض یہاں سے غلطی میں پڑتے ہیں۔ کیونکہ مشائخ کے احوال سے آگاہ نہیں ہوتے اور نہ ہی ان کی کتب پر وسعت سے نظر رکھتے ہیں۔ اس لئے حقیقت کا سراغ نہ پاکر اپنا کام خراب کرتے ہیں۔

ملفوظ (۶۰)

فرمایا کہ کتاب اعلاء کلمۃ اللہ لکھنے پر ہم کو اس کے بغیر اور کوئی امر باعث نہیں ہوا کہ جیسے تحلیل ما حرم اللہ کفر ہے۔ ایسا ہی تحریم ما احل اللہ بھی کفر ہے۔ اور اس مسئلہ میں لوگوں کے درمیان اختلافات کثیرہ واقع ہوئے ہیں۔ اور اتنے اختلافات و روایات میں حق کا سراغ نکالنا ہر کسی کا کام نہیں ہے۔ بلکہ عامہ امت ایسے امور میں بباعث تحریم

Marfat.com

حلال وتکفیر ناحق ورطۂ ضلال وعقائد فاسدہ میں پڑ جاتے ہیں۔ پھر اسی موقعہ پر فرمایا کہ سبحان اللہ جاندار کی جان جو مکلف بھی نہیں اگر بوقت ذبح واہلال خالق جان کے نام پر نہ نکلے تو شرع میں حرام شمار کی جاتی ہے۔ حیف ہے کہ انسان اپنے انفاس کو با وجودیکہ ہر ایک نفس درِّ بے بہا ہے یادِ خالق کے سوا ضائع کرے۔ اور حفاظت انفاس واحتیاط کو عمل میں نہ لاوے۔ دنیا روزے چند وآخر کار با خداوند۔ معلوم نہیں کہ یہی نفس آخری نفس ہو۔

ملفوظ (۱۱۶)

نیز ایک مجلس میں ارشاد فرمایا۔ کہ ہمیں ابتدا میں سیر وسیاحت اور آزادی بہت پسند آتی تھی۔ حجاز مقدس کے سفر میں ہمیں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مکہ مکرمہ میں ملاقات حاصل ہوئی۔ حضرت حاجی صاحبؒ صحیح کشف کے مالک تھے۔ انہوں نے ہمارے مزاج کی طرز اور روش معلوم کی کہ یہ بہت آزاد منش انسان ہے۔ بعد معلوم کرنے روش کے انہوں نے مجھے نہایت اصرار اور تاکید تام کے ساتھ فرمایا کہ ہندوستان میں عنقریب ایک فتنہ برپا ہونے والا ہے۔ لہٰذا تم ضرور اپنے ملک ہندوستان میں واپس چلے جاؤ۔ بالفرض اگر آپ ہند میں خاموش ہو کر بیٹھ بھی جائیں گے تو پھر بھی وہ فتنہ ترقی نہ کر سکے گا۔ پس ہم حضرت حاجی صاحبؒ کے اس کشف کو اپنے یقین کے رو سے مرزا قادیانی کے فتنہ سے تعبیر کرتے ہیں۔

اور نیز ہم نے خواب میں دیکھا تھا۔ کہ حضرت ختمی مآب صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ یہ مرزا قادیانی اپنے تاویلات فاسدہ کی مقراض سے میری احادیث کو ریزہ ریزہ اور ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔ پس اس کے بعد جو کچھ ہماری تحریر میں آیا ہے۔ وہ کافۂ اہل اسلام کی خیر خواہی اور نصیحت کے لئے آیا ہے۔ اس کے عقائد باطلہ کا فساد جو اثر میں سمِ قاتل ہے کتاب وسنت اور علمائے امت مرحومہ کے عقائد صحیحہ کی روشنی میں ظاہر کر دیا گیا ہے۔

Marfat.com

محرر سطور لکھتا ہے۔ کہ بعض بزرگان اور ان کے معتقدین مریدین نے حضرت صاحب کی اس سعی اور جہاد کے متعلق طعنہ کی زبان کھولی اور کہا کہ صوفی کو ایسے مباحث اور جواب و سوال سے کیا واسطہ۔ لیکن ؎

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

ان کے اسپ گمان کی جولانگاہ ان کے علم و ہمت کے میدان کی وسعت تک محدود تھی۔ اگر یہ حضرات متقدمین علماء صلحا کے حالات سے آگاہ ہوتے تو ایسا قول ہرگز ہرگز نہ کرتے۔ حضرت امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی سعی کو دیکھئے انہوں نے فرق باطلہ اور طائفہ ہائے ضالہ براہمہ فلاسفہ و دھریہ کے برخلاف علم جہاد بلند کیا ابھی تک بھی فلاسفہ نے حضرت امام غزالی کے طمانچہ رسیدہ شدہ سے ہوش نہیں سنبھالا۔ اسی طرح ہزارہا اولیاء اللہ ایسے عقیدہ اور عظیم الشان شغل میں مصروف و مشغول رہے۔

مترجم کہتا ہے کہ حضرت شیخ العرب والعجم حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ پیشینگوئی حرف بحرف درست ثابت ہوئی اور تاریخ و واقعات شاہد ہیں کہ فتنۂ انکار ختم نبوت کے سدباب کے لئے حضرت قبلہ عالم گولڑوی ؓ کے کارہائے نمایاں کی مثال آج تک کوئی پیش نہیں کر سکا۔ تفصیل کے لئے علامہ رفیق دلاوری کی مشہور کتابیں ائمہ تلبیس اور رئیس قادیان وغیرہ ملاحظہ ہوں۔

ملفوظ (۶۱ ب)

فرمایا۔ سبحان اللہ کعبۃ اللہ کا کتنا بڑا شان ہے۔ کہ خواص اولیاء بھی اس جائے شریف میں عام لوگوں کی طرح ہوتے ہیں۔ ان کے انوار بباعث استیلاء و غلبۂ انوار جلال کعبہ متلاشی (گم) ہو جاتے ہیں۔ وہاں ولی غیر ولی سے پہچانا نہیں جاتا۔ وہاں ہزارہا اولیاء کی قبور ہیں کہ ان کو کوئی نہیں پہچانتا کہ یہ کون ہیں الاماشاء اللہ۔ اور یہ امر بباعث کمال استیلاء اور جلال کعبہ کے غلبہ کے ہے۔

Marfat.com

ملفوظ (۶۲)

فرمایا اولیاء اللہ کی حیات و ممات اور لوگوں کی طرح نہیں جاننی چاہیئے۔ ان کا مقصود زندگی میں بجز رضائے حق سبحانہ کچھ اور نہیں ہے

عاشقاں را شادمانی و غم اوست ؛ دست مزد و اُجرت و خدمت ہم اوست
عشق آں شعلہ است کوچوں برفروخت ؛ ہر کہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

(یعنی عاشقوں کی شادمانی اور غم وہی ہے۔ مزدوری اُجرت سب وہی ہے عشق وہ شعلہ آتشین ہے کہ جہاں بھڑک اُٹھا معشوق کے بغیر سب کچھ جلا دیا۔ انتہیٰ مترجم اولیاء اللہ کا مرغ روحانی قفس جسمانی سے خاتمہ کے وقت بھی دولت دیدار حق تعالےٰ پر رحلت فرماتا ہے) ہے

طلب الحبیب من الحبیب رضاہٗ ؛ ومنی الحبیب من الحبیب لقاہٗ

(یعنی حبیب کی طلب حبیب سے اس کی رضا ہوتی ہے اور حبیب کی آرزو حبیب سے اس کا لقا ہوتا ہے۔) روایت ہے کہ ایک ولی اللہ کو احتضار موت کے وقت نعیم جنات کے دیدار سے مشرف کیا گیا۔ اس نے کمال تأسف و تلہف سے ٹھنڈا سانس لے کر عرض کی۔ کہ الٰہی و سیدی میرا مقصد تو یہ نہ تھا اور یہ امید بھی نہ تھی کہ مجھے میرے مطلوب کے عوض میں اور چیز دی جائے گی۔ پس اس وقت ہاتف غیبی نے آواز دی۔ کہ تو نعم ہے اور کیا چیز چاہتا ہے۔ اس نے کمال عجز و نیاز سے زاری کر کے عرض کی۔ کہ بار خدایا آپ جانتے ہیں اور مجھ بندہ سے بھی پوچھتے ہیں۔ پس بمجرد مشاہدۂ جلوۂ انوار شاہد غیب جان بجانان تسلیم کر دی اور جہان فانی کو الوداع کہا۔ ہے

اَنَا اِنْ مُتُّ فَھَوَاہُ حَشْوُ قَلْبِیْ ؛ وَبِدَاءِ الْھَوٰی یَمُوْتُ الْکِرَامُ

(میری موت کے وقت اس کی محبت میرے دل میں ہو گی۔ عشاق محبت کی بیماری سے مرا کرتے ہیں) ؛

Marfat.com

ملفوظ (۶۳)

فرمایا کہ مردمان وفا کیش اور صفا اندیش کے ساتھ ہم خوش رہتے ہیں۔ گویا ہم کشتگان محبت محبان ومخلصان ہیں۔ اور برخلاف اس کے پیچیدہ مزاج وغرض پرور لوگوں سے کہ جن کی تحصیل تمام اپنی اغراض کے حصول سے ہوتی ہے اور پھر آشنائی کا نام بھی نہیں جانتے۔ ہم کنارہ کشی کرتے ہیں اور ایسے لوگوں سے جو سامنے گوسفند کی طرح سلیم اور پیچھے سے گرگ مردم در کی طرح ہوتے ہیں۔ مزاج میں ازحد نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اور ہم ان کو "شما بکار خویش وما بحال خویش" (تم اپنے کام میں اور ہم اپنے حال میں) کہہ کر فارغ ہو گئے ہیں۔ محرر سطور کہتا ہے کہ حضرتنا وسیدنا کا یہ فرمودہ عین تادیب ہے مستفیضوں کو۔ چنانچہ حضرت امام محمد غزالیؒ نے کتاب مسمی بدایۃ الہدایۃ میں اسی طرح فرمایا ہے۔ ایاك وصديق العافية فانه اعدى الاعداء اور حضرت امیر خسروؒ دہلوی نے اس مضمون پر ان ابیات میں تصریح کی ہے ؎

ہر کہ حق صحبت یاراں شناخت ❊ عمر ہم اندر رہ ایشاں بباخت
جس نے دوستوں کی صحبت کا حق پہچانا ❊ عمر ان کے راہ میں گذار دی

دوست مگو آں کہ زد و پوستی ❊ باز نداند ادب دوستی
اس دو رخ کو دوست نہ سمجھ ❊ جو دوستی کے اداب نہیں جانتا

ہمنفسہائے کہ دریں عالم اند ❊ بیشتریں محرم صحبت کم اند
اس زمانے میں اکثر لوگ ❊ صحبت کے محرم نہیں

تا تو ئی از روئے تو باشند شاد ❊ چونتو شوی پیش نیارند یاد
جبتک تو سامنے ہوگا تجھ سے خوش ہوں گے ❊ جب چلا جائے تو پھر یاد بھی نہیں کرینگے

سفلہ ز دشمن بتر است اے عزیز ❊ کو نبود بادل خود راست نیز
کمینہ دوست دشمن سے بھی برا ہے ❊ کیونکہ وہ دل کی سچائی سے محروم ہوتا ہے

دیدۂ بد دور ازاں ارجمند ❊ کو شود اندر سر یاراں سپند
اس نیک بخت سے نظر بد دور ہو ❊ جو یاروں کے خیال میں سپند کی طرح سوزاں ہو

Marfat.com

پس مجہ از پیش نشینان خویش ❖ روئے مگرداں ز قریبان خویش
اپنے قریبیوں اور ساتھیوں سے منہ نہ موڑ
یار چناں باش کہ نامت برند ❖ بوئے سلامت بسلامت برند
ایسا دوست ہو کہ تیرا نام لیتے رہیں اور تیرے سلام سے بوئے سلامتی آئے

ملفوظ (۶۴)

دوازدہم ربیع الثانی ایام عرس شریف میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اس کے پاس ایک چھوٹی سی سارنگی تھی مزامیر کی قسم سے۔ اور ایک بزرگ زادہ نے کہ حضرت صاحب قبلہ کو اس کی رعایت منظور نظر تھی۔ اس مطرب کو چنگ بجانے کا اشارہ کیا۔ ابھی وہ مطرب شروع نہ ہوا کہ حضرت قبلہ عالم نے اس کو منع فرما دیا۔ کہ اگر ہماری رضا چاہتا ہے۔ تو ہم ہرگز اس امر پر راضی نہیں ہیں کیونکہ ہم اپنے پیرو مرشد حضور سیالوی کا پسندیدہ طریقہ ہرگز نہیں چھوڑ سکتے اور انہوں نے یہ کام نہیں کیا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس سے حضرت قدس سرہٗ کا کمال تورع اور حفظ عامہ ثابت ہوتا ہے جیسا کہ آپ کے شیخ طریقت اس معاملہ میں مشہور تھے۔ تا کہ عام لوگ ان حضرات کے فعل کو سند نہ بنا لیں ورنہ اس میں شک نہیں کہ یہ حضرات بعض مخصوص حالات میں ارباب ذوق و عشق کے لئے سماع اور مزامیر کو کسی حد تک جائز بھی سمجھتے تھے۔ جیسا کہ ان حضرات اور دیگر مشائخ کرام کے سوانح اور حالات سے واضح ہوتا ہے۔ چنانچہ آگے چل کر ایک مجلس میں خود آنجناب کے متعلق ایک واقعہ مذکور ہوگا۔ نیز آگے ایک ملفوظ میں ہے کہ آپ نے فرمایا شوقیہ اشعار کا تخلیہ میں مطالعہ مزامیر وغیرہ کے سماع سے بہتر ہے۔ اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ فساد زمانہ کی وجہ سے عوام غلطی میں نہ پڑیں۔

ملفوظ (۶۵)

عرس شریف پاکپتن سے واپسی کے ایام میں فرمایا کہ آج صاحبزادہ محمود صاحب

Marfat.com

تونسوی کا نوازشنامہ آیا ہے۔ شائد تم لوگوں کو معلوم نہ ہو یہ حضرت غوث الزمان حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ کی اولاد امجاد سے ہیں اور ہمیشہ مزید اکرام سے مشرف فرماتے رہتے ہیں۔ اس نوازشنامہ میں یہ شعر لکھا ہے ؎

پتلی کی طرح آنکھ میں بٹھاؤں تجھ کو ❊ نہ کسی غیر کو دیکھوں نہ دکھاؤں تجھ کو

ہمیشہ اسی طور پر اشعار و خبر سلامت و عافیت سے تسلی خاطر حزیں کی فرماتے رہتے ہیں ❊

ملفوظ (۶۶)

فصوص الحکم کے سبق کی تعلیم سے فارغ ہو کر فرمایا۔ جہلاء صوفیہ کی طرح عذاب کا منکر اور اللہ اور اس کے رسول کے تصریحات کو چھوڑ کر فضول تاویلات کے درپے نہ ہونا چاہیئے۔ شاطین (شطحیات کہنے والے) رفع تکلیفات شرعیہ کیلئے بے محل حیلے تراشتے ہیں۔ اور جو کہ بعض مشائخ سے ہم چو شیخ اکبر رضی اللہ عنہ منقول ہے اُس کا مطلب یہ ہے کہ رحمانیت الٰہی عام ہے۔ تقاضائے سبقت رحمت اور فائدہ غلبۂ رحمت اس میں ظاہر ہوتا ہے کہ آخر الامر اللہ تعالیٰ کی رحمت عامہ بندوں کی دستگیر ہوگی۔ اور یہ نہیں فرمایا کہ بالکلیہ عذاب نہوگا۔ بلکہ یہ عقیدہ الحاد و اضلال (گمراہ کن) ہے ❊

ملفوظ (۶۷)

بعد تعلیم سبق فصوص کے فرمایا کہ شقاوت دو قسم پر ہے۔ اصلی اور عارضی۔ شقاوت عارضی بہ فیض صحبت انبیاء اور ان کے خلفاء یعنی صلحاؒ و علماؒ کی صحبت سے زائل ہو جاتی ہے۔ شقاوت اصلی زوال پذیر نہیں۔ اسی بنا پر خواتیم کا امر بہت ہی پر خوف اور خطرناک ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ خاتمہ کیسے ہوگا۔ قلم ازل نے کس کے حق میں سعادت لکھی یا شقاوت سے چلی۔ واللہ اعلم ؎

برعمل تکیہ مکن خواجہ کہ در روز ازل ❊ تو چہ دانی قلم صنع بہ نامت چہ نوشت

Marfat.com

یعنی عمل پر بھروسہ نہ رکھو۔ کیونکہ معلوم نہیں قلم ازل نے تیرے نام پہ کیا لکھا۔ (مترجم)

ملفوظ (۶۸)

وعظ و نصیحت کا ذکر آیا۔ فرمایا واعظ نیک لوگ ہوتے ہیں اور اچھا کام کرتے ہیں۔ لیکن وعظ و نصیحت دعوت الی اللہ ہے اور یہ انبیاؑ کا وظیفہ ہے۔ کہ مخلوقات کو خدا کی طرف بلانے والے تھے۔ اور اسی امر کے لئے مرسل ہوئے ہیں۔ پس یہ کام سہل ہے۔ واعظ خود بین اور دینی غرض سے بے غرض کا خطبہ آرزوئے نفس و ہوا کا زینہ ہے۔ رسم اور چیز ہے اور اخلاص اور کام۔ اخلاص کے بغیر ثواب حاصل نہیں ہوتا۔ ریا باطل کنندۂ اعمال ہے۔ مردِ متقی اور بے طمع کے سوا اخلاص صورت پذیر نہیں ہوتا۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اس موقعہ پر ایک شخص نے عرض کی اگر مجھے اختیار حاصل ہو تو سب کفار کو بجبر اسلام میں لاؤں۔ فرمایا۔ تیرا ارادہ بھی عجیب ہے۔ خدا تعالیٰ کا باوجود اختیار کلی اور ہر جان کے خالق و حافظ ہونے کے یہ ارادہ نہیں ہے۔ تو نے قرآن میں نہیں پڑھا ولو شئنا لاتینا کل نفسٍ ھدٰھا الایۃ (اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو اس کی ہدایت نصیب فرما دیتے) جملہ ملل اور مذاہب کا رنگ چہرہ بر مشیت ایزدی ہے۔ وہ اپنے بندوں کی مصلحتیں ہم سے بہتر جانتا ہے اور ہر دو وصف ہدایت و ضلالت کا ظہور اس کے مقتضیات کمال سے ہے عزاسمہ۔ فرمایا بعض آدمیوں کے دل میں یہ خیال فاسد جاگزین ہؤا ہے کہ صوفیوں میں اتباع نہیں۔ یہ خیال فاسد بباعث عدم حصول صحبت مشائخ ان کے دل میں راہ پا گیا۔ حق یہ ہے کہ صوفیائے کرام کشتگان عشق محمدیؐ اور سوختگان شعلۂ محبت احمدیؐ ہیں۔ ان کی مانند اتباع کسی فرقہ میں نہیں ہے لیکن ہرگاہ وہ وادیٔ شریعت کو طے کر کے حقیقت کی منزل میں پہنچتے ہیں ان کا قدم بزم ہستی سے بلند تر ہو جاتا ہے۔ الحق کہ عشق کی پائیگاہ مذہب سے بلند ہے۔ اور ایمان بے عشق معرض خطر میں ہوتا ہے۔ پس وہ لوگ جو قال و مقال ارباب کمال کے فہم کی لیاقت نہیں رکھتے۔ قابلیت سے معذور اور کوشش سے بہت دور ہیں۔ سرشاران بادۂ حق

Marfat.com

جانبازان رمز الستی کے حالات سے آگاہ نہیں ہوتے۔ انکار کے درپے ہو جاتے ہیں۔ اور اعتقادات فاسدہ ان کے حق میں کرتے ہیں۔

بعدہٗ ماکولات اور ملبوسات کا ذکر ہوا۔ فرمایا خداوند تعالےٰ نے کسی ماکول لذیذ اور ملبوس نفیس کو حرام نہیں کیا جبتک کہ مکسوب مال حرام سے نہ ہو یا شرع نے اس کے حرام ہونے کا فتویٰ نہ دیا ہو۔ قال اللہ تعالیٰ من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ و الطیبات من الرزق (اے حبیب فرمادے کہ اللہ کی زینت جو بندوں کے لئے ظاہر فرمائی اور پاکیزہ رزق کس نے حرام کیا) اظہار نعمت حق سنت انبیاء و صلحا ہے۔ بے نصیب لوگ یہیں سے بے بہرہ رہتے ہیں۔ لباس کے حجاب میں پڑ کر طعن کی زبان کھول دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں عمدہ لباس پہننا فقیروں کا کام نہیں۔ ان کے عقول پر پردہ پڑا ہے۔ صدہا خواص اولیأ اللہ سے گذرے ہیں کہ ان کی مانند استعمال اغذیہ نفیسہ و لباس بے بہا میں ان کے وقت کے امیر بھی نہ تھے۔ انبیأ میں سے داؤد و سلیمان و یوسف علیہم السلام بادشاہ گذرے ہیں۔ خداوند تعالےٰ کا ہر مزاج میں اور ہی کار و کشنت ہے۔ ہر ایک کو دوسرے پر قیاس نہ کرنا چاہیئے۔ ہاں شیوۂ فقر محمدی کفایت شعاری ہے اور ترک تکلف۔ مترجم کہتا ہے کہ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

حاجت بکلاہ برکی داشتنت نیست ❊ درویش صفت باش و کلاہ تتری دار

(یعنی تجھے برکی ٹوپی جو درویش پہنتے تھے سر پر رکھنا ضروری نہیں درویشوں کے صفات حاصل کر اگرچہ ٹوپی تاتاری سر پہ ہو۔

ملفوظ (۶۹)

فرمایا اوراد و وظائف اور قرآنی سورتیں محض برائے حصول اغراض دنیاوی پڑھنا اچھا کام نہیں۔ بلکہ نفاق ہے۔ اسی باعث فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور ساری عمر ضائع ہوتی ہے۔ کلام الٰہی کو محض بغرض ثواب و رضائے حق پڑھا جائے۔ خود اللہ تعالےٰ مسبب الاسباب و کارساز ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ من کان للہ کان اللہ لہ (جو خدا کا ہوا خدا اس کا ہوا)

Marfat.com

کیسے تسلیم کیا جائے کہ بندہ جب خدا کا بندہ ہو رہے اور پھر اس کی حاجات
اور مرادیں نہ بر آویں۔ حافظ علیہ الرحمۃ دیوان میں فرماتے ہیں ؎

تو بندگی چو گدایاں بشرط مزد مکن ❊ کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند
(تو گداگروں کی طرح بندگی کی مزدوری کی شرط پر نہ کر۔ کیونکہ خواجہ خود بندہ پروری کا طریقہ

ملفوظ (۷۰)

اہل بیت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل میں تذکرہ ہوا۔ فرمایا
اہل بیت نبوت کے ساتھ ہرگز عداوت کا بیج دل میں نہ لونا چاہیئے۔ کیونکہ اس
گروہ پاک کی مخالفت موجب بے برکتی اور خلاف قرآن و حدیث ہے۔ ہمیں کسی
نسب اور کسب کے تجسس سے کام نہیں۔ نام کا ادب اور سلام ہے اور کسی کو دوسرے
کے اعمال مکسوبہ سے پوچھا نہ جائے گا۔ فلا تدخل بین اللہ و بین العباد۔ یعنی اللہ
اور اس کے بندوں کے درمیان مداخلت بے جا مت کر۔ امر بمودۃ قربیٰ ظاہر ہے
خدمت اور احسان ان کے ساتھ مردمان امت کے حق میں بہتر و احسن ہے دوسرے
لوگوں کے ساتھ احسان سے۔ صاحب فصوص لکھتے ہیں۔ کہ ایک بزرگ عاکفان کا
حلال سے عرصہ مدینہ کعبۃ اللہ میں اقامت رکھتا تھا اور شریف مکہ کے ساتھ (جو ہمیشہ
قوم سادات سے ہوا کرتے ہیں) بباعث بے عدلی اور ارتکاب بعضے نواہی کے دل
میں خفیہ مخالفت رکھتا تھا۔ ایک دن اپنے واردات میں کیا دیکھتا ہے۔ کہ سیّدۃ النساء
حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بے توجہی کی حالت میں اس سے اعراض
کر کے گذر فرمایا۔ کمال عجز و نیاز سے عرض کی۔ کہ اس بندہ سے کیا خطا صادر ہوئی
حضرت سیّدۃ النساء نے فرمایا کہ تو میرے صاحبزادہ سے جو شریف مکہ ہے بغض
رکھتا ہے۔ اس نے عرض کی کہ یہ معاملہ میری نفسانیت کا نہیں بلکہ اس کی خرابی
میں سے ہے۔ فرمایا اگرچہ خطا کار ہے۔ لیکن میری ذریت سے ہے۔ تجھ کو میری
اولاد کی پاسداری ضروری تھی۔ پس وہ بزرگ تائب ہو کر معافی کا خواستگار ہوا

Marfat.com

پھر فرمایا۔ ہم اسی طرح سادات کو بھی اپنی جگہ فخر خاندان پر بھروسہ کرنے سے منع کرتے ہیں۔ تاکہ محض اس امر کو ذریعہ نجات نہ جانیں اور مسئلہ عدم سوال از انتساب اور روز حساب میں سوال اعمال واکتساب سے بخوبی تنبیہ کرتے ہیں ؂

ملفوظ (۷۱)

بعد ادائے اوراد ضحیٰ وقت شروع مجلس ایک شخص نے بہ حضور اقدس عرض کی کہ اولیاء اللہ اعدام موجود اور ایجاد معدوم پر قادر ہوتے ہیں یا نہیں۔ فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے ولیکن قطب کا سینہ ظہور امور مقدرہ کے لئے برزخ ہوتا ہے۔

ملفوظ (۷۲)

فرمایا کہ باہم اخلاص کا برتنا اور الفت ومحبت رکھنا ایک اعلیٰ ترین وصف ہے جملہ اوصاف اہل اسلام سے بلکہ قیام سلسلۂ اخلاص اور شفقت برآشنایاں اول اول اسلام میں پیدا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوستوں اور احباب کی خاطرداری ہمارے نبی سید الکونین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بہ نسبت باقی انبیاء علیہم السلام کے زائد ہے۔ چنانچہ کثرت استغفار افراد امت کے لئے دنیا میں اور شفاعت اخری میں کمال شفقت عنایت سے مشعر ہے۔ اور پلصراط پر بھی جبکہ جملہ انبیاء رب سلم سلم کہیں گے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُصیحابی واُمتی فرمائیں گے۔ لیکن اس زمانہ میں بباعث غربت اسلام یہ صفت مسلمانوں سے بہت ہی مفقود ہو چلی ہے ؂

ملفوظ (۷۳)

ایک شخص نے عرض کی کہ مزارات متبرکہ کے آگے سجدہ کرنا اور

Marfat.com

ان پر رخسار سے ملنا اور ان کے گرد طواف کرنا جائز ہے یا نہ؟
فرمایا ظاہر شریعت ان امور کی اجازت نہیں دیتی۔ ہم کیسے فتویٰ دے سکتے ہیں۔ پھر اس شخص نے عرض کی کہ میں نے سنا ہے کہ ان امور کی اجازت حضور سیالوی سے ان کے ملفوظات میں ثابت ہے۔ فرمایا کہ وہ حضرت ہمارے پیر و مرشد ہیں۔ ہم شمس سیال کے حال سے بہ نسبت تم لوگوں کے زیادہ واقف ہیں۔ رکھنا چاہیئے کہ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اور اس کے رسول پاک نے بیان فرمایا ہے ہمارے لئے شریعت ہے اس پر محکم اعتقاد رکھنا چاہیئے اور ہم کو حالت حیات بابرکات میاں فضل الدین صاحب کلیامی کے گاہے گاہے ان سے کم ملاقات صحبت کا اتفاق ہوا ہے جس قسم کی ریاضات شاقہ [illegible] انہوں نے اٹھائی ہیں۔ اہل زمانہ نے ان کی نظیر نہیں دیکھی۔ اہل ظاہر ان کے اندرونی درد اور شغل باطن سے بباعث بیخبری کے ان پر معترض ہوتے ہیں۔ ان کا کوئی نفس اسم ذات کے ذکر سے خالی نہ ہوتا تھا۔ اور بہ مال استغراق حال سے اشغال ظاہری کی طرف توجہ کرتے سے معذور رہتے تھے۔ تا ہم کہ ربط وارتباط میں نقصان آتا تھا۔ ایک دن ان کی مجلس میں حیاداشت کا ذکر آیا۔ ان کا قوال ان کی مجلس میں ایک فارسی غزل پڑھتا تھا جس کا مضمون یہ تھا کہ جب اصل مقصود تھا وا ستہلاک سے حاصل ہو گیا ہے تو پھر نماز ظاہری کی کیا غرض ہے۔ انہوں نے وہ اشعار پیش کر کے حجت قائم کی۔ ہم نے کہا کہ قرآن مبین کو جو بواسطہ روح الامین بحکم ذوالقوۃ المتین خاتم المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب مبارک پہ نازل ہوا ہے خاک کیا جائے۔ یا آپ کی اس غزل کو۔ قرآن میں سینکڑوں بار حق تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اقیموا الصلوٰۃ۔ آئندہ انصاف آپ پر ہے۔ اور چونکہ غزل کے آخر میں یہ مصراع تھا۔

جان فخر جہاں نظام تنش ؛ تننا تننا تننا تننا

Marfat.com

شائد کہ لفظ نظامؔ سے میاں صاحب کے خیال میں یہ امر مرکوز ہوا کہ یہ غزل حضرت محبوب الٰہی کی ہے۔ ہماری طرف خطاب کر کے فرمایا کہ یہ غزل بھی آپ ہی کے سلسلہ سے ہے۔ ہم نے جواب میں کہا۔ کہ ایسا نہیں جو آپ کے فہم میں گزرا ہے۔ نظامؔ ایک درویش کا نام ہے جو خواجہ فخر الحق والدین دہلویؒ کے مریدوں سے تھے۔ کہ وجد کے اظہار میں کہتا ہے کہ میرا وجود بمنزلۂ تن ہے اور تن کی زندگی چونکہ جان سے ہوتی ہے پس اس تن میں جان میرے پیرو مرشد فخرِ جہاں ہیں۔ گویا استیلائے تصور اور اپنے شیخ کے خیال سے تعبیر کی ہے۔ اور کلمہ تننا کا تکرار آخر میں بحر شعر کی جانب اشارہ ہے۔

ملفوظ (۷۴)

محررِ سطور کو اول بار قدمبوسی حضور قبلہ عالمؒ کی شہر راولپنڈی میں قاضی الٰہی بخش مرحوم کی مسجد میں حاصل ہوئی۔ بعد نماز عشاء کے مسند آرائے حلقۂ ارشاد ہوئے۔ فرمایا کہ وسواس خناس نے اپنا منہ غافل آدمی کے قلب کے گرداگرد رکھا ہوا ہے۔ کوئی دروازہ فارغ نہیں چھوڑتا۔ جب کسی کو سابقہ سعادت ازلی دستگیر ہو یا دِ حق میں مشغول ہو جاتا ہے تو خناس کا منہ بتدریجاً یاد الٰہی کی برکت سے اکھڑ جاتا ہے۔ تا کہ رفتہ رفتہ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ کے درجہ پر فائز ہوتا ہے۔ اور سب تشویشات رفع ہو جاتی ہیں۔

ملفوظ (۷۵)

محررِ سطور کو یاد ہے کہ جب دوسری بار خدمت والا میں حاضر ہوا۔ عین مجلس کے وقت میں ایک شخص آیا جو بڑھاپے کی عمر میں پہنچا ہوا تھا عرض کی کہ یا پیر خدا کے لئے مجھے فقیری دو۔ میں نے ستر روپیہ فقرا پر برباد کیا ہے۔ اور کسی نے فقیری نہیں دی۔ حضرت قبلہ عالم نے قدرے تبسم کر کے فرمایا

Marfat.com

کہ لوگوں نے فقر کو دنیاوی فنون میں سے ایک فن مثل تجارت وغیرہ کے سمجھ رکھا ہے جو دراہم سے خرید کی جاوے۔ حالانکہ یہ سعادت دیوان فطرت سعیدہ سے بہ عطائے الٰہی آتی ہے نہ بزور و زر اور نہ بکسب و اختیار۔ حصول امور میں توفیق موفق خیر (حق سبحانہ و تعالٰی) شرط ہے۔

مے خور کہ عاشقی نہ بکسب است و اختیار ٭ کیں موہبت رسید ز دیوان فطرتم
(شراب محبت پی کیونکہ یہ کسب و اختیار سے حاصل نہیں ہوئی بلکہ فطرت ازلیہ کے دفتر سے عطا ہوئی ہے) ٭

ملفوظ (۷۶)

ایک شخص نے خواجہ حافظؒ کے اس شعر کا مطلب حضرت قبلہ عالمؒ سے پوچھا۔

تسبیح و خرقہ لذت مستی نہ بخشدت ٭ ہمت دریں عمل طلب از میفروش کن
(تسبیح اور خرقہ درویشی کی لذت نہ بخشے گا اسکے لئے پیر طریقت سے ہمت اور توجہ طلب کر)

فرمایا تسبیح و خرقہ سے مراد عبادت ظاہری ہے۔ مے فروش اہل وجد کی اصطلاح میں پیر کو کہتے ہیں۔ خواجہؒ کا مقصد یہ ہے۔ کہ عبادات سے سلوک حاصل ہوتا ہے لیکن اصل مقصود کہ جذب ہے شیخ کی عنایت سے حاصل ہوتا ہے۔ پس یہ مقصود انسان کامل (شیخ) سے ڈھونڈھنا چاہیئے ٭

ملفوظ (۷۷)

فرمایا کہ اہل اسلام کی تکفیر میں بوجہ ناحق زبان نہ کھولنی چاہیئے۔ یہ بہت ہی ناپسندیدہ امر ہے کیونکہ کفر آخری حد کا نام ہے کہ اس کے سوا کوئی مقام خدا سے دوری کا نہیں ہوتا۔ لہٰذا تکفیر کے فتوٰی میں کافی تامل کرنا چاہیئے کتنے اشعار اور دیوان میں دیکھا جاتا ہے کہ اہل وجد اپنے آپ کو کافر عشق سے تعبیر

Marfat.com

کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ مصراع مشہور ہے ؎

کافرِ عشقم مسلمانی مرا درکار نیست

خواجہ حافظؒ نے فرمایا ؎

کافرِ یارم مرا باکفر و با ایماں چہ کار

پس ان کا مطلب یہی ہے کہ ہم کمال عشق حقیقی میں اس درجہ پر پہنچے ہیں کہ اس کے بعد کوئی حد نہیں ہے۔ گویا آخری حد پہ جا کھڑے ہیں۔ صرف رسمی اسلام سے کام نہیں اور نہ درکار ہے۔ بلکہ ہمارا اسلام وہ ہے کہ بسبب انصباغ عشق معرفت خطرسے آزاد ہے نہ رسم و نام کا اسلام۔ مترجم کہتا ہے کہ اس بارے میں حضرت قدس سرہ کا مسلک نہایت محتاط رہا ہے اور دیگر اسلامی فرقوں کے ساتھ بعض مسائل میں اختلاف کے باوجود آنجناب نے کسی معین شخص یا فرقہ پر کفر کا فتویٰ صادر نہیں فرمایا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اسلامی فرقے جن کا اصول اور ضروریات دین میں کوئی اختلاف نہیں فروعی مسائل میں تعصب اور تشدد ترک کر دیں اور مسائل اجتہادیہ فقہیہ کی طرح اپنے مسلک کو زیادہ قرینِ صواب سمجھتے ہوئے دوسرے مسلک والوں کو بھی مسلمان سمجھیں اور فروعی اختلاف کو موجب تکفیر و تفسیق نہ بنائیں۔ تو یہ سب جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں آنجناب کی کتاب اعلاء کلمۃ اللہ کے آخر میں لزوم کفر و التزام کفر کے درمیان تفریق پر ایک مضمون ہے البتہ جہاں آپ نے اصول دین میں کسی شخص کو تحریف کرتے ہوئے دیکھا پوری ہمت کے ساتھ میدان میں اُتر آئے۔ چنانچہ قادیانیوں کے انکار ختم نبوت پر آپ کی مساعی جمیلہ اظہر من الشمس ہیں۔ ان کے علاوہ آپ نے جہاں بھی کوئی جوابی اقدام فرمایا اس کا منشأ یہی تھا جو آپ کے متعدد ملفوظات سے واضح ہے۔ یعنے فقط فروعی مسائل کی بنا پر اہل اسلام کی تکفیر و تفسیق کے خلاف آپ نے آواز اُٹھائی تاکہ فریق مخالف تشدد کو ترک کر کے اعتدال کی راہ اختیار کرے۔

Marfat.com

ملفوظ (۸۷)

فضائل اہلبیہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تذکرہ ہوا۔ فرمایا ائمہ اہل بیت کرام کی نعمتیں موہوبی ہیں۔ اور باقی لوگوں کی کسبی۔ کارخانہ کسبی موہوبی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اب بھی اگر کوئی شخص اس فرع پاکیزہ اصل میں سے کچھ قدر بھی اشغال و اذکار میں مشغول ہو تو اللہ کے فضل سے دوسرے لوگوں کی نسبت بہت جلدی اور زیادہ فائز المرام ہوگا۔ صحابہ کرامؓ کے عہد میں مسائل مشکلہ میں سب کو مولائے علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کے فتویٰ کی ضرورت پڑتی تھی۔ حضرت علیؓ کے قضایا مشہور ہیں۔ جب گروہ خوارج حضرت علیؓ کے مقابلہ میں بحث پر آمادہ ہوئے۔ تو قرآن مجید لاکر حیلہ بازی سے قرآن سے غلط استدلال کرنے لگے۔ حضرت مولائے علیؓ نے فرمایا۔ کہ یہ قرآن صامت یعنی محتاج تفسیر ہے۔ اور علیؓ قرآن ناطق۔ یعنی اس کی تفسیر تم لوگوں سے ہم اچھی جانتے ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید خاندان نبوت میں نازل ہوا ہے نہ خارجیوں کے گھر۔ پس اہل تفسیر ہم لوگ ہیں نوگ۔ جملہ خوارج بحث میں عاجز آ گئے۔ ایک دن سید الشہداء حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ سے بارادۂ تفریح پاکیزہ لباس پہن کر سواری کی حالت میں جنگل کی طرف جا رہے تھے ایک یہودی جو کہ ذلت اور مسکنت میں مبتلا تھا۔ عرض کی کہ اے حسنؓ مجھے آپ کے نانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا بجا معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ فرمایا ہے۔ الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر (دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے) اور مجھے جو کہ آپ کے مذہب میں کافر ہوں بہ غربت اور مسکینی دامنگیر ہے اور آپ جو اپنے آپ کو مومن جانتے ہو ایسی رفاہیت اور آسودگی میں زندگی گذارتے ہو۔ حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ ہمارے نانا کا فرمودہ عین حق ہے۔ لیکن تجھے کفر اور جہالت محیط ہے فہم و علم نہیں۔ اب اس کا بیان میری زبان سے سن۔ تو مجھے جس فانی آسودگی میں دیکھتا ہے بہ نسبت نعمتہائے جاودانی اخروی کے جو میرے لئے

Marfat.com

تیار کی گئی ہیں ہیچ ہیں۔ اور دیدار الہٰی کی نعمت عظمیٰ اور انواع و اقسام کے منازل و مقامات کے مقابل یہ جہان گویا قید خانہ ہے اور تیرے لئے جو طبقات جہنم عالم آخروی میں طیار ہوئے ہیں از قسم عذاب شدید و ماء صدید و غضب خدا و حرمان دا بدیہ ان کی نسبت سمجھ لے گویا یہ تیری حالت تیرے حق میں بہشت کی مانند ہے۔ پس یہودی خاموش ہوا۔ ایسے ہی فضائل و کمالات حضرت علیؓ کے اہل کشف و شہود کے نزدیک عدیم النظیر ثابت ہیں ؎

کیا جانیں گے اے ذوق بجز خاص عوام ٭ اعلیٰ جو علی کی امامت کا ہے مقام
جو لوگ صف اول میثاق میں تھے ٭ پوچھے کوئی ان سے وہ کیسا تھا امام

اہل اللہ کے فتوحات اور کرامات حضرت علیؓ کے دست کرامت کی عطا ہیں۔ لیکن چونکہ نور اور ظلمت کی آمیزش نہیں ہو سکتی۔ ایسا ہی تبرا و بغض صحابہؓ کو حب علیؓ سے کیا غرض ہے۔ یہ کام جنگ و جدال سے درست نہیں ہوتا بلکہ محبت ایک معنی ہے جو اہل ایمان کے سویدا دل میں جاگزین ہوتا ہے مترجم کہتا ہے کہ ذوقؔ دہلوی نے کیا خوب کہا ہے ؎

اے ذوقؔ نہ کر نور سے آمیزش ظلمت ٭ کیا کام تبرا کو تولائے علیؓ سے

ملفوظ (۹۷)

ایک مرتبہ کسی امام مسجد نے مقتدیوں کی عدم اطاعت اور بے اذنی کی شکایت کرتے ہوئے صورت استغاثہ پیش کی۔ فرمایا دنیا بے عدلی اور ناحق شناسی سے پُر ہوگئی ہے۔ جہاں جاؤ اور دیکھو یہی روئیداد پیش آتی ہے۔ صبر اچھا ہے روزی کا انتظام بارگاہ علام الغیوب سے بندوں کی پیدائش سے پہلے کا کیا ہوا ہے۔ وقت گذارنا مقصود ہے۔ خواہ آدھی روٹی پر ہو۔ ہماری نسبت یہ گمان نہ کرنا کہ ہم لوگوں کی اذیت رسانی سے چھوٹے ہوئے ہیں۔ مگر اتنا خدا کا فضل ہمارے شامل حال ہے کہ ہم زید و عمر سے سروکار نہیں رکھتے بہتر ہے کہ نیک و بد

Marfat.com

خلق کی جزا خالق پر چھوڑ دی جائے۔ ظلم کا ہاتھ ہمیشہ دراز نہیں رہتا۔

ملفوظ (۸۰)

ضلع راولپنڈی میں کثرت طاعون کے دنوں میں حضرت کی عادت مبارک تھی کہ حاضر ہونے والے مہمانوں اور زائرین کو فرماتے تھے۔ کہ یہاں شہر گولڑہ میں بھی شکایت ہے۔ جو کوئی اپنے دل کی جمعیت اور حوصلہ میں خلل نہ سمجھے۔ اس کے لئے ہماری جانب سے مکان پر ٹھہرنے کی اجازت ہے لیکن جس کی استقامت مزاج میں خلل ہو ان کو رخصت کی بھی اجازت ہے۔ ایک دن ان ایام میں ایک شخص سرائے کالا سے آیا اور عرض کی کہ ہمارے گھروں میں چوہے مرے ہیں۔ بدبو سے دل گھبراتا ہے۔ مکانوں کی بدبو سے معاش زندگی تنگ ہو گئی ہے۔ اگر اجازت ہو تو کپڑوں وغیرہ سے خیمے بنا کر اپنے گاؤں کے باہر میدان کھلی ہوا میں وقت گزاریں۔ فرمایا نیت درست ہو تو کیا حرج ہے۔ اگر گھروں کے صحن اور اپنی زمینوں میں باہر نکلو اور اپنے مریضوں کو بھی کشادہ ہوا میں رکھو تاکہ ان کی خبر گیری ہو سکے اور مُردوں کے دفن وغیرہ سے بھی غافل نہ رہو۔ اسی اثنا میں ایک بوڑھی عورت نے شہر گولڑہ سے آکر عرض کی کہ ہم چند روز سے بسبب بدبو کے اپنے گھروں سے باہر نکلے ہوئے ہیں۔ دعا خیر اور اجازت فرماؤ کہ اب اپنے گھروں میں جائیں اور مال واسباب کی حفاظت کریں۔ فرمایا خداوند تعالیٰ خیر کرے اجازت ہے گھروں میں جاؤ۔ یہ امر اپنی مصلحت پر موقوف ہے ہماری جانب سے گھروں میں جانے یا نکلنے کا کوئی التزام کسی پر ہرگز نہیں ہے۔ ہم یہاں طاعون کے انتظام کے لئے نہیں بیٹھے ہیں۔ مگر مخلوق کی حالت اس واہیہ کبریٰ (بھاری مصیبت) میں قابل رحم ہے۔ جو کچھ کہا جاتا ہے۔ اہل مصیبت کی دلداری کے لئے کہا جاتا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ طاعون اور وبا سے نکلنے کے متعلق آنجناب کا مفصل فتویٰ آپ کے فتاویٰ مطبوعہ المعروف فتاویٰ مہریہ میں ملاحظہ کریں۔

Marfat.com

ملفوظ (۸۱)

ایک شخص ضلع ملتان سے حاضر خدمت اقدس ہوکر قدم بوس ہوا۔ حضرت قبلہ عالم نے دریافت فرمایا۔ کہ کہاں سے اور کس غرض سے آیا ہے عرض کی کہ میں وہی شخص ہوں کہ اس سے پہلے چند عریضے عمل تسخیر کے لئے خدمت اقدس میں ارسال کئے ہیں۔ اور اب بھی اسی کام کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا کچھ پڑھا ہوا ہے یا نہ؟ عرض کی پڑھا ہوا ہوں۔ فرمایا بوستان سعدیؒ میں تو نے نہیں پڑھا۔

؎ تو ہم گردن از حکم داور مپیچ ☆ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

تو خدا کے حکم سے گردن نہ موڑ ☆ تاکہ کوئی چیز تیرے حکم سے گردن نہ موڑے۔

پس یہی عمل ہمارے پاس ہے۔ جو کچھ تیرا خیال ہے وہ غلط ہے۔ ذکر خدا میں مشغول ہونا درویشوں کے لئے اکسیر و تسخیر ہے۔ اگر چاہتا ہے مطابق دستور مشائخ طریقت وظیفہ تلقین کرتا ہوں۔ ورنہ اختیار ہے۔ بہتر ہے کہ اپنی عمر سعی باطل میں نہ گال ☆

ملفوظ (۸۲)

حضور انورؓ کے حلقہ ارشاد میں ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کی کہ مرض طاعون سے لوگ شہید ہوتے ہیں یا نہیں؟ جواب میں فرمایا۔ ہاں شہید ہوتے ہیں بشرطیکہ بزدلی نہ کریں۔ اور راضی بہ قضأ الٰہی ہوں۔ مرد بزدل کے دل میں وسواس خناس اپنا کام کرتا ہے۔ اور استقامت نہیں رہتی۔ پھر فرمایا کہ بعض مولوی مصیبت زدگان طاعون پر بے وجہ کفر و تکفیر کا دروازہ کھول دیتے ہیں اور ان کا یہ فتوے قاعدہ کے مطابق نہیں۔ کیونکہ خروج بقصد علاج اور چیز ہے اور خروج بہ قصد فرار اور چیز۔ چنانچہ شیخ الاسلام طحاوی نے اس پر تصریح کی ہے۔ موت سے فرار نفع نہیں کرتا۔ تقدیر پر ایمان رکھنے والوں سے فرار کی صورت متصور نہیں ہوسکتی۔

Marfat.com

مولویوں کا استدلال بھی آیت الم تر الی الذین خرجوا من دیارھم
ھم الوف حذر الموت ۱ کے ساتھ ہے۔ کلمہ حذر الموت سے خود بخود ظاہر
کہ ان کا خروج بقصد فرار از موت تھا نہ بوجہ دیگر۔ قصۂ طاعون عمواس کہ بعہد خلیفہ
ثانی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ واقع ہوا تھا۔ بھلا دیا ہے۔ شاید ان کی سمجھ تفقہ و
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کے زعم میں زائد ہو۔ حضرت عمرؓ کی تشدید و احتیاط د
میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت سے بہ صیغۂ تفضیل پہنچی ہوئی ہے
محررسطور کہتا ہے کہ غالب قول سلیم کو آفت طبع سقیم سے ہوتی ہے۔ لیکن فرمودہ
حضرت سیدنا و مرشدنا عین حق ہے۔ علاج طبی کے بارہ حدیث میں ذلك من
قدر اللہ آیا ہے۔ اور ہر مرض میں تنزہ اور اچھی آب و ہوا کی تبدیلی حکمت
سے علاج کا ایک قسم ہے۔ بعض کتب حدیث میں مذکور ہے۔ کہ آنحضرت ص
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تداووا یا عباد اللہ فان اللہ تعالیٰ ما انزل داءً ا
وقد انزل له الدواء (اے خدا کے بندو علاج کیا کرو کیونکہ خدا نے کوئی بیماری ایسی پیدا
فرمائی جس کا دوا نہ ہو) لہٰذا طاعون کے متعلق آب و ہوا کی تبدیلی کو ناجائز قرار د
تعصب اور بے سمجھی ہے ؛

ملفوظ (۸۳)

فرمایا مردان خدا ایثار کے باعث سبقت لے گئے ہیں یعنی دوسر
کے حقوق کو اپنے منافع پر مقدم رکھا۔ اور ہمیشہ اپنے ہی کار مدار میں نہیں
اور نہ ہی بے مروت تھے۔ خواجۂ بزرگ اجمیری قدس سرہٗ اپنے پیر خواجہ
عثمان ہرونی قدس سرہٗ کے ہمراہ جب اپنے دادا پیر حضرت خواجہ مخدوم حاجی
زندنی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ پس ح

---

۱ آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ہزاروں کی تعداد میں موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکل کھڑے ہوئے

Marfat.com

مخدوم صاحب نے حضرت خواجہ بزرگ کو قابل اظہار اسرار و افاضہ انوار جان کر خلوت میں فرمایا کہ فلاں روز فلاں وقت میں مکان کے فلاں دریچہ سے جو اس وقت کھلا ہوگا ہماری نظر میں حاضر ہونا۔ دوزخ کی سموم تجھ پر حرام ہو گی۔ اور جنت کی روح وریحان حلال۔ اور ہرگز یہ راز کسی کو نہ کہنا۔ اگر ظاہر کیا تو اس کے خلاف کا تیقن و توقع رکھنا پھر جنت نہ ملے گی۔ پس خواجہ بزرگ نے اس خبر کو تمام شہر اور لوگوں میں مشتہر کر دیا تاکہ نظر رحمت کے آثار سے سارے لوگ بہرہ مند ہوں۔ جب یوم موعود میں حضرت مخدوم نے کھڑکی کھولی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ہزارہا خلائق انتظار دیدار میں کھڑے ہیں۔ لوگوں سے وجہ دریافت کی۔ کہ یہاں اسوقت کیوں حاضر ہوئے انہوں نے خواجہ بزرگ کی طرف اشارہ کر کے عرض کی کہ اس درویش نے چند روز سے شہر میں منادی کی ہے کہ مخدوم صاحب کی نظر میں فلاں وقت آؤ تاکہ تم پہ دوزخ کی آگ حرام ہو جائے۔ ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں۔ پس حضرت مخدوم صاحب نے افشائے راز سے خواجہ بزرگ پر متغیر ہو کر فرمایا کہ تو نے یہ کیا کام کیا کہ مستحق عتاب ہوا ہے۔ خواجہ نے عرض کی کہ اگر اتنی مخلوقِ خدا دوزخ سے رہائی پاکر بہشت میں چلی جائے۔ پس ایک تن معین الدین کا ان کے قربان ہے کیا حرج ہے۔ کہ ان کے عوض دوزخ میں چلا جائے۔ حضرت مخدوم یہ جواب باصواب سُن کر خواجہؒ کی مروت و ایثار سے متحیر ہوئے اور فرمایا کہ مشائخ طریقت کے شایان شان یہی ہے کہ نفع رسانی خلق میں تو نے عمل کیا ہے۔ جاؤ آپ بھی اہل بہشت سے ہیں ؎

ملفوظ (۸۴)

فرمایا۔ معجزات و کرامات کے مسائل عقل فلسفی کے حوالہ نہ کرنے چاہئیں جہاں میں احکام الٰہی کا جاری ہونا دو وجہ سے ہوتا ہے ایک موافق عادت اور یہ اکثر ہے۔ اور ایک خلاف عادت اور یہ کم ہے۔ تصرفات اہل اللہ کی حقیقت

Marfat.com

کو جاننا ہر کسی کا کام نہیں۔ اگر اس کام کے قابل نہ ہو تو انکار کے در پے بھی نہ ہو
ننانوے اسماء یعنی اسمائے حسنیٰ سالک کی صفت ہو جاتے ہیں۔ پس وہ بھی با
صفات رحمانیت و رزاقیت و قہاریت وغیرہ بطور ظلیت متصرف ہوتا ہے۔
تقلیب اسباب عالم اسباب (اسباب کا پھیر دینا) ان کے آگے امر سہل ہے
پس سالک پر ایک وقت آتا ہے کہ اس وقت میں اس کی نظر موجب حرمت
سموم دوزخ ہوتی ہے۔ کاتب الحروف کہتا ہے کہ حضور انور کا فرمودہ اس حا
کا بیان اور تفسیر ہے جو بہ مضمون حتیٰ اکون ید ہ التی یبطش بہا الخ
وارد ہے اور حکیم الامت مولانا رومؒ کے فرمودہ
کے مطابق ہے

چوں دعائے شیخ نے چوں ہر دعا است ❊ نائب است و دست او دست خدا است

یعنی شیخ کی دعا عام دعاؤں کی طرح نہیں ہے بلکہ شیخ خدا کا نائب ہے تو اس کا ہاتھ
خدا کا ہاتھ ٹھہرا (مترجم) ❊

ملفوظ (۸۵)

سیدنا حضرت غوث الاعظم قدس سرہ العزیز کے شان بے پایاں میں سخن
شروع ہوا۔ فرمایا اولیا کو جو لطافت روحانی حاصل ہے ایسی ہی حضرت سید
شیخ عبد القادر جیلانیؓ کے بدن مبارک کو لطافت حاصل ہے گویا آپ کا بدن
مبارک دوسروں کے روح کے مرتبہ میں ہے۔ حضرت کے عہد بابرکات میں ایک
شخص سوداگر تھا۔ ایک دن حضرت کے خادم کو آپ کے لئے نہایت قیمتی لباس خرید
دیکھ کر خیال کیا کہ اس درویش کا مرتبہ کہاں سے کہاں تک پہنچا ہے کہ ایسا بیش
قیمت کپڑا جو اس درویش کے خادم نے طلب کیا ہے۔ شاہان وقت بھی نہیں پہنتے
اس خطرہ کے دل میں آتے ہی اس شخص کو ایسا حادثہ جانکاہ پیش آیا جو کسی علاج
سے اچھا نہ ہوتا تھا۔ پس بہر صورت حضور کی خدمت باحرمت میں حاضر ہوا۔ حضرت

Marfat.com

نے تبسم کر کے فرمایا کہ جو شخص عبدالقادر سے غیرت کرے۔ یہی سزا اُسکے حال کے لائق ہے۔ حضرتؒ کا ایک قصیدہ اسی مضمون پر مشتمل ہے۔ کہ ہم کوئی چیز از قسم ماکولات وملبوسات وکلام طعام ہرگز استعمال نہیں کرتے۔ تا آنکہ عالم غیب سے اس کے استعمال کا ارشاد نہیں ہوتا۔ یہ شعر اسی قصیدہ کا ہے ؎

وما قلت حتی قیل لی قل ولا تخف ٭ فانت ولی فی مقام الولایۃ

(میں نے کوئی بات نہیں کہی مگر اسوقت جبکہ ارشاد ہوا کہہ اور خوف نہ کر کیونکہ تو مقام ولایت میں میرا مخصوص ولی ہے) ٭

ملفوظ (۸۶)

دسویں ربیع الثانی حضرت غوث صمدانیؓ کے عرس شریف کے ایام میں دو عربی شخص حاضر ہوئے۔ شاید سوال کی غرض سے آئے ہونگے۔ حضور انورؒ نے خادمان لنگر کو ارشاد فرمایا کہ انہیں سکونت کے لئے مکان دو۔ اور ان کے خور دنوش کی بھی خبرگیری کرنا۔ حاضرین مجلس میں سے کسی شخص نے عرض کی کہ یہ لوگ اصل میں عرب نہیں ہوتے۔ اور آدمیوں کو کثرت سوال سے تنگ کرتے ہیں۔ فرمایا ہم کچھ نہیں کہتے اور نہ جانتے ہیں کہ اصل میں کون ہیں۔ لیکن یہ لوگ اپنا نشان اس جگہ کا دیتے ہیں۔ جہاں سے اسلام شروع ہوا ہے۔ اور حبیب خدا رسول انس وجن کا وطن ہے۔ جس کی رفعت ذکر کلمۂ طیبہ توحید کے ساتھ چسپاں ہے اور ہمیشہ پڑھتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ مترجم کہتا ہے کہ آنجنابؒ کا یہ ارشاد اُس ارشاد نبوی کی زندہ مثال ہے کہ فرمایا اہل عرب کو تین وجہ سے دوست رکھو۔ اس لئے کہ میں اہل عرب سے ہوں اور قرآن بھی عربی ہے اور اہل جنت کی زبان بھی عربی ہے ٭

ملفوظ (۸۷)

خواجہ بزرگ کے عرس پر چند کلمات ارشاد فرمائے شاید تعریضاً کسی کو نصیحۃ

Marfat.com

فرمائی۔ ایمان بے عشق معرض خطر میں ہوتا ہے۔ جہاں کچھ نفع نظر آئے اسی طرف دوڑنا اہلِ استقامت کا کام نہیں۔ یقین عمدہ چیز ہے اعتقاد محکم کے بغیر انتفاع مسلم نہیں۔ اہلِ غرض مروت سے خالی ہوتے ہیں۔ طمع بگسل وہرچہ خواہی کن۔

ایک بوڑھا شخص کابلی حاضر خدمت ہوا اور نماز ظہر سے فراغت پاکر اس سے دریافت فرمایا۔ کہ کہاں سے کس کام کے لئے آیا ہے۔ نہایت تضرع وزاری سے فریاد کرنے لگا۔ کہ میرا دادا ولی گذرا ہے۔ اور میرا باپ بھی لنگر دیتا تھا۔ اب میرا کام کسی حادثہ سے خراب ہوا ہے اور میری حالت کمال احتیاج اور مسکنت کو پہنچ گئی ہے۔ فرمایا اس سے پہلے بھی کچھ پڑھا کرتا ہے۔ عرض کی جی ہاں۔ اسم یَاغَائِثُ چار سو بار پڑھتا ہوں۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے شگوفہ نیم شگفتہ کی طرح قدرے تبسم کر کے فرمایا۔ کہ اس کا معنے بھی جانتا ہے۔ عرض کی جی ہاں۔ جانتا ہوں۔ یعنے اے خداوند پاک تو خود ہماری حاجات میں غور کرنے والا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اسماء صفات توقیفی ہیں۔ جو کچھ قرآن اور حدیث سے ثابت ہے ان کا پڑھنا ثواب اور جائز ہے۔ اسماء میں اپنا اجتہاد نہ کرنا چاہیئے۔ بعدہٗ اس شخص کو وظیفہ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ اور یَاوَدُوْدُ ہزار ہزار بار پڑھنے کا امر فرمایا۔

ملفوظ (۸۸)

فرمایا ذوق ومواجید کے مسائل زبان سے عبارت وتعبیر نہیں کئے جاسکتے بلکہ ایسے مسائل کے معلم روح ہوتے ہیں جو اپنے تصرفات خاصہ سے روحوں کو تعلیم دیتے ہیں پس روح روحوں کو دیتے ہیں اور روح روحوں سے لیتے ہیں۔ گویا اس معمہ کا بیان وشرح نہیں ہوسکتی۔ اور آدمی جبکہ آسیب جنّی کی حالت میں جنّ کی حقیقت نہیں سمجھتا۔ پس تصرفات واصلان حق کا احاطہ کیسے ہوسکتا ہے ؎

از آب دیدۂ خود غرقہ ام چہ چارہ کنم ٭ کہ در محیط نہ ہرکس شناوری داند

میں اپنی آنکھوں کے دریائے آب میں غرق ہوں کیا کروں کہ ہر شخص بحر محیط کی تیراکی

Marfat.com

نہیں کر سکتا۔

ملفوظ (۸۹)

فرمایا اس سال پاکپتن شریف کے عُرس میں ہمارے مزاج میں مرض ہچکی نے اس قدر دورہ کیا۔ کہ ساتھیوں کو نااُمیدی ہو گئی۔ دیوان صاحبؒ نے علاج میں اتنی کوشش کی کہ بیان نہیں ہو سکتی۔ ہر قسم کے طبیب و حکماء ان کے حکم سے ہر وقت ملاحظہ اور معالجہ کرتے تھے۔ مگر فائدہ کم ہوا۔ اس کے بعد بوقت مراجعت شہر قصور میں زیارت کے لئے آئے ایک بھلیا شاہی قوال نے غزل کہی۔ کیفیت پیدا ہونے پر مرض ہچکی فوراً رفع ہو گئی۔ صاحبزادہ محمود صاحب کو اس واقعہ کی اطلاع ملی۔ کمال لطف و حلاوت سے عیادت کے نوازشنامہ سے نوازش کی۔ اس کا مضمون یہ ہے کہ سماع سے امراض کا دور ہونا بیماروں کی خصوصیت کو ظاہر کرتا ہے۔ ایسا معاملہ ہر کسی کا نہیں۔ اور مرض ہچکی دوستوں کی یاد سے پیدا ہوتی ہے۔ وہ شخص کیسے بیمار نہ ہو جس کو جہان یاد کرے۔ اور یہ شعر اُردو لکھا ہے

آنا یہ ہچکیوں کا مجھے بے سبب نہیں ٭ بھولے سے اس نے یاد کیا ہوگا عجب نہیں

اور یہ کلمہ لطیفہ لوگوں میں مشہور ہے کہ مرض ہچکی دوستوں کی یاد سے پیدا ہوتی ہے۔ مترجم نے قبلہ بابوجی سے سنا ہے کہ یہ سماع سازوں کے ساتھ ہوا تھا بلھے شاہی قوال دھنا جو خود بھی ایک صاحب ذوق آدمی تھا طبلہ بجانے میں خاص شہرت رکھتا تھا۔ اور بعض اوقات غلبہ حال میں اس کی انگلیوں کے پوٹے چپ جاتے اور خون کے چھینٹے اُڑنے لگتے۔ حضرت اعلیٰؒ کو بلھے شاہؒ صاحب کی ایک غزل پر حالت طاری ہوئی تھی۔ جس کا مطلع یہ تھا

میں نہ مڑدا عشق اَویڑا نہ نالے پیتاں لایاں نی

رات گئے تک اسی مصرعہ پر مجلس گرم رہی۔ صبح کی مجلس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس مجلس سے دو فائدے تو بحسب ظاہر حاصل ہوئے ایک یہ کہ میری

Marfat.com

بیماری دھواں بن کر ناک کے راستے نکل گئی۔ دوسرا یہ کہ آج صبح کی سنت کے بعد بحالت بیداری حضرت بلھے شاہؒ اور آپ کے پیر حضرت شاہ عنایت صاحبؒ کی زیارت ہو گئی۔

ملفوظ (۹۰)

مسئلہ سماع کا ذکر شروع تھا۔ فرمایا کہ سماع صوفیائے کرام کے لئے لوازم ضروریہ سے نہیں۔ ہمارے خواجہ نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ کہ سماع کچھ چیز مقصود بالذات اہل اللہ کے لئے نہیں۔ لیکن اہل سماع پر انکار نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بہت سے اکابر اہل اللہ اہل سماع گذرے ہیں۔ جن کا مقتدر ہونا بدرجۂ تواتر پہنچا ہوا ہے۔ جبکہ شاہ نقشبند صاحب فرماتے ہیں۔ "نہ ایں کار مے کنیم نہ انکار مے کنیم" پھر اور کسی کے کہنے کی کیا حاجت ہے۔ حق کا طریقہ بین بین ہے ادھر اُدھر اُلٹنا افراط و تفریط پیدا کرتا ہے انصاف کا راستہ چلنا چاہیئے۔ اور زبان طعن بند رکھنی چاہیئے۔ مستان ذوق و شوق گفتگوئے خلق نامحرم کی پروا نہیں رکھتے ؎

دی پیر میفروش کہ ذکرش بخیر باد ؎ گفتا کہ مے بنوش دگر ہرچہ بادا باد

کل رات پیر مے فروش نے فرمایا کہ شراب محبت پیئے جا جو ہو سو ہو

ہر امر میں اہلیت ضروری ہے ؎

در گلستاں ہر ورقے دفتر حال دگر است ؎ حیف باشد کہ زحال ہمہ غافل باشی

چنگ در پردہ دہدت وعظ ولے ؎ وعظ آنگہ دہدت سود کہ قابل باشی

(باغ میں ہر پتہ ایک حال کا دفتر ہے افسوس ہو گا کہ تو اس سے غافل ہو۔ چنگ و رباب تیرے لئے وعظ ثابت ہو گا بشرطیکہ تجھ میں اس امر کی اہلیت ہو۔ مترجم کہتا ہے کہ حضرت اعلیٰ کا یہ ملفوظ سابقہ ملفوظات میں میری بیان کردہ توجیہ کی تائید کرتا ہے یعنی آنجناب سماع وغیرہ کو نہ تو سالک کے لئے مقصود بالذات اور نہ ہر شخص کے لئے موزوں سمجھتے تھے اور نہ ارباب سوز و گداز کے سماع پر معترض تھے اور حق بھی یہی ہے۔ والحمد للہ

Marfat.com

ملفوظ (۹۱)

فرمایا کہ مدینہ طیبہ میں کلمہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا محمد اس قدر کثرت سے پڑھا جاتا ہے کہ ہر طرف سے آواز کانوں میں سنائی دیتی ہے۔ ہمارے ملک کے بعض لوگ اس قسم کی ندا داستغاثہ واستشفاع کو شرک کہتے ہیں اگرچہ نماز اچھی طرح سے ادا کرتے ہیں لیکن حد ادب بہت کم نگاہ رکھتے ہیں اسی باعث بے برکت رہتے ہیں۔ کمالات محمدیہ ایسے محدود نہیں کہ نطق و بیان کی حد میں آسکیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم شعائر اہل ایمان اور نشان اہل اسلام سے ہے۔ سورۂ اعراف میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولٰئک ھم المفلحون ○ یعنی جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایمان لائے آپ کی تعظیم وتوقیر اور نصرت کی اور آپ پر نازل شدہ نور کی تابعداری کی وہی لوگ کامیاب ہیں۔ یہاں مفسرین نے عزروہ کا معنے عظموہ وفخموہ لکھا ہے جس کا معنی تعظیم وتکریم ہے ایک اور مقام پر وتعزروہ وتوقروہ فرمایا۔ اسی طرح تعلیم ادب کے لئے حکم فرمایا کہ آنجناب کو ایسے نہ بلاؤ جیسے ایک دوسرے کو۔ اور نیز خطاب فرمایا ہے کہ اپنے آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو اور گھر میں بلا اجازت نہ جاؤ۔ حد ادب نگاہ رکھو۔ کسی چیز کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھو۔ یہ سب احکام تعلیم ادب کے لئے فرمائے ہیں۔ اور یہ لوگ جن کے اعتقاد میں خلل ہے کہتے ہیں۔ جب مر گیا خواہ نبی ہو خواہ ولی۔ بس کچھ چیز نہیں رہا۔ انہوں نے آثار فیوض حق تعالےٰ کو بہت ہی کم مقدار میں سمجھا ہے۔ محرر سطور کہتا ہے کہ ایسی ندا واستغاثہ کیوں منع ہو معنی اغثنا یا رسول اللہ تشفعنا بک یا رسول اللہ کا ہے اور معمول مشائخ کاملین کا ہے۔ عاشق آثار نبوت شیخ محمد بوصیریؒ قصیدہ بردہ میں کہتے ہیں ؎

یا اکرم الخلق مالی من الوذ بہ ✤ سواک عند حلول الحوادث العمم

اے سب خلق سے زیادہ کریم سخت حوادث کے نزول کے وقت آپ کے بغیر میرا کون ہے جس کے ساتھ پناہ لوں

اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کہ منبع سند علم حدیث ہیں۔ قصیدہ ہجریہ میں کہتے ہیں ؎

Marfat.com

رَسُوْلَ اللّٰہِ یَاخَیْرًا لُبَرَایَا ؎ نَوَالَکَ اَبْتَغِی یَوْمَ القَضَاء

اے بہترین کائنات اللہ کے رسول ــــ یوم حشر میں تیری عطا کا طالب ہوں

اذا ماحل خطبٌ مُّدْ لَہِمٌّ ؎ فانت الحصن من کل البلاء

جب کوئی خطرناک حادثہ نازل ہوتا ہے ــــ تو تیری ذات ہی ہر مصیبت کیلئے حصن حصین ہے

اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم میں فرماتے ہیں ؎

وصلی علیک اللہ یاخیر خلقہ ؎ ویاخیر مأمول ویاخیر واھب

صلوٰۃ وسلام اے بہترین خلق ــــ اور بہترین مامول بہترین داتا

ویاخیر من یُرجی لکشف رَزِیَّۃٍ ؎ ومن جودہ قد فاق جود السحائب

رفع مصائب کے لئے جن سے امید کیجا سکتی ہے ان کے بہتر اور جسکا جود بادلوں کے جود سے فوقیت لے گیا

فاشھد ان اللہ راحم خلقہ ؎ وانک مفتاح لکنز المواھب

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم فرماتا ہے اور تیری ذات عطائے الٰہی کا خزانہ ہے

وانک اعلی المرسلین مکانۃً ؎ وانت لھم شمس وھم کالثواقب

اور آپ سب رسولوں سے بلند شان والے ہیں گویا آپ شمس ہیں اور وہ ستارے ہیں

مترجم کہتا ہے کہ اس قسم کے مسائل کے متعلق آنجناب کی کتاب اعلاء کلمۃ اللہ قابل دید ہے ؎

ملفوظ (۹۲)

فرمایا کہ درویشی خلاف نفس کو کہتے ہیں۔ خلاف نفس کو کہتے ہیں کہ جو کچھ نفس کہے اسکے خلاف کیا جائے اسکے ساتھ ہرگز موافقت نہ کرنی چاہیئے۔ پاک پتن شریف میں میاں فضل الدین صاحب کلیامیؒ نے ایک دن میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی پیٹھ پر رکھا ہاتھ رکھنے سے فوراً معلوم ہوا کہ ان کی پیٹھ کی ہڈیاں قدرے ٹوٹی ہوئی ہیں۔ اس کے دریافت سے آہستہ سے میرے کان میں تین بار مکرر یہ کلمہ فرمایا "پیرجی درویشی خلاف نفس ہے"۔ میاں صاحب موصوف ظاہر بینوں سے نہایت ہی مستور الحال

Marfat.com

ئے ہیں۔ ایک دن ان کی مجلس میں ایک شخص بابا صاحب گنج شکر کا ذکر زباں پر یا پس جبکہ اس شخص کی زبان پر لفظ فرید ظاہر ہوا۔ میاں صاحبؒ کی ہڈیوں سے اق تڑاق کا آواز نکلا۔ ہم نے دل میں کہا۔ سبحان اللہ مردہ کے بدن میں جان ڈالی ی۔ اگر اس مجلس میں کوئی وجد کا منکر بھی ہوتا تو اس کی عقل بھی ضرور حیران ہوتی میاں احبؒ کی نظر میں ناموس ظاہری کی کچھ وقعت نہ تھی۔ بے باکانہ جمال مطلق کو مظاہر وریہ میں ملاحظہ کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے نیت مستقیم چاہیئے۔

اپنے قوال کو وصیت کی تھی۔ کہ میری نعش قبر میں رکھنے کے بعد میرے کان کے ریب چنگ بجانا اور کسی کے منع کرنے پر ہرگز نہ رکنا۔ پس وہ قوال ان کی وصیت بجا یا۔ از بس کیفیت پیدا ہوئی۔ حافظؒ فرماتے ہیں ؎

میار ید بر گورِ من جُز رباب ✿ مریزید بر خاکِ من جُز شراب

میری قبر پر رباب کے بغیر کچھ نہ لانا ✿ اور شراب کے بغیر کچھ نہ بہانا

ولیکن بشرطیکہ بر مرگ من ✿ ننالد بجز نالۂ چنگ زن

اور میری موت پر ✿ چنگ بجانیوالے کے بغیر کوئی آواز نہ کرے

ملفوظ (۹۳)

ایک دن بعد نماز ظہر ایک حکیم نے ملک افغانستان سے بادام مقشر خدمت میں حاضر کئے۔ فرمایا حکیم صاحب یہ کیا ہے؟ حکیم صاحب نے عرض کی یہ اصلی اور اعلیٰ قسم کے بادام ہیں۔ فرمایا ان کی خاصیت کیا ہے۔ عرض کیا اگر معدہ درست ہو تو ان کا استعمال موجب تقویت دل و دماغ ہے۔ فرمایا کہ یہ تمہارا شرطیہ تسلی بخش نہیں ہے کیونکہ بشرط تقویت و صحت معدہ جو دانہ کہ ہمارے باپ آدم علیہ السلام کھا کر ہشت سے باہر نکلے تھے۔ سب چیزوں سے مقوی اور بے نظیر ہے۔ بابا جی کا گرنا خالی حکمت سے نہ تھا۔ کچھ چیز دیکھ کر گرے تھے۔

Marfat.com

ملفوظ (۹۴)

فرمایا کہ مزاجوں کا ربط و ارتباط ایک دوسرے سے اور ہر ایک چیز کی کشش دوسری چیز کی طرف عجیب حالت دکھاتی ہے۔ یہ نسبت تحت الثریٰ سے فوق سمٰوات العلیٰ تک ہر چیز میں موجود اور ثابت ہے۔ اہل ارادت کا تعلق و محبت اپنے مرشدین سے ازیں قسم ہے جب حق سبحانہٗ و تعالےٰ اپنے بندوں میں سے کسی بندہ کو محبوب اور دوست رکھتا ہے جبرائیل کو امر فرماتا ہے کہ آسمانوں میں ندا کرے کہ میں فلاں بندہ کو دوست رکھتا ہوں۔ پس جبرائیل علیہ السلام بحکم خداوند تعالےٰ آسمانوں میں ندا کرتا ہے اور ساکنین سمٰوات اس سے آگاہ ہوتے ہیں۔ بعدازاں عالم علوی کا عکس عالم سفلی پر پڑتا ہے۔ جملہ جہان اس بندہ کی مقبولیت کا قائل ہوجاتا ہے اور ہر کوئی اپنے جاذبہ کی جانب کشش کیا جاتا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اسی مضمون کی مختلف احادیث کتب حدیث میں وارد ہیں۔ ایک روایت میں ہے ثم یوضع له القبول فی الارض یعنی علوی جہان میں مقبولیت کے بعد عالم سفلی میں اس کی مقبولیت سرایت کرجاتی ہے ؛

ملفوظ (۹۵)

محرر سطور نے عرض کی کہ مسبعات عشر در رسائل میں کلمہ اللھم یارب افعل بی وبھم میں ضمیر ھم کا مرجع کون ہے۔ فرمایا۔ مرجع اس کا مذکورین جو اللھم اغفر لی میں گذرے ہیں یعنی والدین و مومنین و مومنات۔ پھر فرمایا جو لوگ لغت سے ناآشنا ہیں۔ مسبعات اور دعا آخیر انك غفورٌ حلیمٌ جوّادٌ میں بہ تشدید واؤ جوّادٌ پڑھتے ہیں۔ یہ غلط محض ہے کیونکہ جوّاد بہ تشدید واؤ بمعنی اونٹ مست ہے۔ اسماء الٰہی میں صحیح جَوَادٌ بہ تخفیف واؤ ہے ؛

ملفوظ (۹۶)

ایک دن دو شخص کہ ایک ان میں سے تحصیلدار تھا اور دوسرا تھانہ دار حاضر خدمت

Marfat.com

ہوئے اور اپنے کاموں میں نوکری کی تکالیف بیان کیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ عالم اسباب میں دنیاوی انتظام جیسا ہے بہت مناسب و زیبا ہے اور ایسا ہی چاہیئے۔ کیونکہ جو کچھ ہے خالق اسباب کی مرضی سے ہے۔ اور رموز مصلحت ملک داری جیسا کہ بادشاہ جانتے ہیں۔ گدائے گوشہ نشین کو کیا آگاہی ہے۔ ولیکن سب گروہوں میں سے جو لوگ دل کو ہر چیز سے فارغ کر کے یاد حق میں مشغول ہو گئے ہیں آسان رہتے ہیں نہ اونٹ پر سوار ہیں نہ اونٹ کی طرح زیر بار ہیں۔ ہر چند کہ جہاں سے خلاص خدا کی محبت میں گرفتار ہیں۔ لیکن یہ گرفتاری اپنے حق میں لذت بخش جانتے ہیں اور رستگاری نہیں چاہتے۔ ے

خلاص حافظ ازاں زلف تابدار مباد ٭ کہ بستگان کمند تو رستگار انند

اس زلف تابدار سے حافظ کی خلاصی نہ ہو کیونکہ تیری زلف کے اسیر حقیقت میں خلاصی یافتہ کامیاب ہیں ٭

ملفوظ (۹۷)

اوراد ضحی کے بعد مجلس میں ایک عریضہ آیا جس میں قصیدہ بردہ۔ قصیدہ غوثیہ اور دیگر قصائد کی اجازت مطلوب تھی۔ فرمایا ہماری جانب سے اجازت ہے لیکن عجب بات ہے کہ لوگ اللہ اللہ کرنے کی رغبت نہیں رکھتے اور قصائد و عملیات کے درپے ہوتے ہیں۔ اور یہ خیال نہیں کرتے کہ ان قصائد کے ناظمین کیا کام کرتے تھے۔ ان حضرات نے راز و نیاز اور یاد حق سے یہ درجات حاصل کئے تھے۔ نہ یہ کہ سقانی الحب الخ کے پڑھنے سے لوگوں کی آنکھوں میں عزیز اور مقبول بارگاہ ہوئے ہیں۔ طلب رضائے پروردگار و انتظار بہ رحمت کردگار قابل کار ہے۔ مترجم کہتا ہے سبحان اللہ اس قسم کے ارشادات واقعی ایک مجدد طریقت کے شایان شان ہو سکتے ہیں۔ ورنہ عموماً دیکھا جاتا ہے کہ بڑے بڑے مدعیان مشیخیت اسی جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اور اسی پر راقم الحروف کی استخراج کردہ تواریخ ولادت و وفات دلالت کرتی ہیں۔ شائقین حضرات گنج عرفان میں

Marfat.com

تفصیلاً ملاحظہ کریں۔ مختصراً یہاں درج ہیں۔ (تولد مجدد طریقۃ اللہ) مجدد طریقۃ الٰہیہ پیدا ہوا
۱۲۷۵ھ
(توفی وددد اللہ مجدد طریقتہ) اللہ کا دوست طریقہ الٰہیہ کا مجدد فوت ہوا۔
۱۳۵۶
آنجناب کی تاریخ ولادت یکم رمضان المبارک ۱۲۷۵ھ اور تاریخ وصال ۲۹ صفر ۱۳۵۶ھ ہے ۔

ملفوظ (۹۸)

حضرت امیر خسرو دہلوی کی فصاحت وزبان دانی کا ذکر ہوا۔ فرمایا کہ حضرت امیرؒ محض شاعر نہ تھے بلکہ ان کی شاعری بھی کسی جگہ سے ہے۔ ایک دن حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ ملاقی ہوئے۔ خضر علیہ السلام نے کہا کہ اے خسروؒ مجھ سے کچھ چیز مانگو۔ خسروؒ صاحب نے انکار کیا اور کہا کہ میں جو کچھ طلب کرتا ہوں اپنے پیر سے طلب کرتا ہوں۔ میری حاجت گاہ شیخ کی بارگاہ ہے۔ ہاں شعر گوئی کا شوق ہے اور اس کے متعلق عرض کرنا شیخ کی خدمت میں مناسب نہیں۔ کیونکہ یہ ایک ادنےٰ کام ہے۔ حضرت خضرؑ نے فرمایا کہ یہ فیض مجھ سے قبل ازیں سعدیؒ نے لے لیا ہے اور میں نے اس اس پہ نثار کر دیا ہے۔ کوئی اور چیز طلب کرو۔ کہا بس اور کوئی چیز طلب نہیں کرتا۔ یہ ماجرا حضرت محبوب الٰہی صاحب کی خدمت میں پہنچا۔ انہوں نے یہ قصہ سُن کر امیر خسروؒ صاحب کو شعر گوئی کی اجازت فرمائی۔ بس اس دن سے ان کا شعر علم سلوک میں بہت مقبول ہوا۔ بہت ہی حلاوت ولطافت رکھتا ہے ۔

ملفوظ (۹۹)

ذکر جہر کا تذکرہ ہوا۔ فرمایا۔ مشائخ طریقت نے ذکر کے قواعد بیان فرمائے ہیں۔ ان قواعد کے مطابق اگر ذکر کیا جائے۔ بہت ہی مؤثر پڑتا ہے اور دل میں سرایت کرتا ہے ورنہ محض جہر آب در غربال ہے۔ حضور قلب بھی چاہیئے۔ حضور قلب کے سوا زبان کی آلائش دفع نہیں ہوتی اور نہ دل کی آلائش۔ محض ذکر زبان قالب بے جان ہے

Marfat.com

ارشاد مشائخ کے مطابق عمل کیا جائے۔ ؎

خانۂ خالی نما تا منزل جاناں شوی ٭ کایں ہوسناکاں دل وجاں جائے دیگر میکنند

دل کا گھر غیر سے خالی کر کیونکہ ہوسناک لوگ دل وجاں دوسری جگہ رکھتے ہیں۔

ذکر جہر مشروع ہے او بلحاظ شرائط وآداب مورث ذکر خفی ہے کہ اصل مقصود ہے جہر بے قاعدہ خوب نہیں ٭

ملفوظ (۱۰۰)

فرمایا گذشتہ ایام میں ہماری مجلس میں ایک ہندوستانی مولوی صاحب نے جو کہ بہت ہی خلوت پسند اور اہل شغل سے تھے چند روز اقامت کی۔ ایک دن یہ دو شعر ہماری مجلس میں ہماری زبان سے سنے ان کو بہت کیف حاصل ہوا۔ شعر یہ ہیں ؎

ما از میان خلق کنارے گرفتہ ایم ٭ واندر کنار خویش نگارے گرفتہ ایم

ہم لوگوں سے کنارہ کش ہو کر محبوب حقیقی کو سینہ سے لگائے ہوئے ہیں

دامن نخست بر ہمہ عالم فشاندہ ایم ٭ وانگہ بصدق دامن یارے گرفتہ ایم

پہلے جہان کو خیرباد کہا پھر صدق واخلاص سے یار حقیقی کا دامن لیا۔

چونکہ مولوی صاحب شیخ ابراہیم ذوقؔ دہلوی کے شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ بھی شعر گوئی کا سرمایہ رکھتے ہیں ان کے ساتھ ایک شاگرد ہے وہ بھی شاعر ہے۔ اپنے مکان پر واپس جا کر یہ ہر دو شعر کی تضمین کر کے ہماری طرف ارسال کئے۔ ان کے شاگرد کی تضمین یہ ہے۔

از دو جہاں رمیدہ و یارے گرفتہ ایم ٭ خطِ وفا کشیدہ حصارے گرفتہ ایم

پائے ہوس شکستہ قرارے گرفتہ ایم ٭ ما از میان خلق کنارے گرفتہ ایم

واندر کنار خویش نگارے گرفتہ ایم

اقلیم ہوش از کفِ غفلت ستاندہ ایم ٭ بر جان و عقل و دیدہ و دل حکم راندہ ایم

از کائنات توسن ہمت جہاندہ ایم ٭ دامن نخست بر ہمہ عالم فشاندہ ایم

وانگہ بصدق دامن یارے گرفتہ ایم

Marfat.com

مولوی صاحب کی تضمین یہ ہے :-

ما وابتغوا الیہ وسیلہ شنیدہ ایم ❊ دامان غوث قطب مدارے گرفتہ ایم
واز صحبت جناب علی مہر شاہ پیر ❊ ما ترک خویش و غیر شعارے گرفتہ ایم
"ما از میان خلق کنارے گرفتہ ایم ❊ واندر کنار خویش نگارے گرفتہ ایم"
گرچہ پیادہ ایم براہ طلب ولے ❊ دنبال مہر شاہ سوارے گرفتہ ایم
واں اضطراب ظاہر و باطن کجا کہ ما ❊ در گولڑہ شریف قرارے گرفتہ ایم
"دامن نخست بر ہمہ عالم فشاندہ ایم ❊ وانگہ بصدق دامن یارے گرفتہ ایم"

خلاصہ یہ کہ ہم اللہ تعالےٰ کا ارشاد وابتغوا الیہ الوسیلۃ سن کر حضور قطب مدار غوث جہاں سید نا مہر علی شاہ کی ذات سے وابستہ ہو گئے ہیں اور اگرچہ سیر و سلوک میں پیادہ یعنی بے سامان ہیں۔ مگر حضرت کی ذات جیسے شاہ سوار کامل کے زیر سایہ اور صحبت میں ہیں ظاہر و باطن کا اضطراب ہمیں کہاں ہو سکتا ہے۔ جبکہ گولڑہ شریف میں قرار رکھتے ہیں۔ سارے جہان سے ہاتھ دھو کر پھر بصدق قلب ایسے رفیق شفیق کا دامن پکڑے ہوئے ہیں۔ سبحان اللہ جس ذات کے متوسلین کی یہ ہمت ہو اس ذات کی بلندی ہمت کا کیا کہنا ہے ❊ (مترجم)

ملفوظ (۱۰۱)

فرمایا۔ شیخؒ فتوحات میں فرماتے ہیں کہ ایک دن امام قاری نے قرأت نماز میں یہ آیت کریمہ پڑھی۔ کہ یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ الخ (ترجمہ۔ جس دن متقیوں کو خدا کے پاس جمع کریں گے۔) بایزید بسطامیؒ مقتدیان قوم میں تھے۔ یہ آیت سن کر نعرہ مارا بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جب افاقہ ہوا۔ سبب واقعہ دریافت کرنے پر جواب میں فرمایا کہ مجھے اس آیت سے ہجر کی بو آئی ہے۔ یعنی روانگی متقین کی رحمٰن کی طرف اسوقت متصور ہوتی ہے کہ پہلے متقین اور رحمٰن کے درمیان تفارق اور جدائی ہو۔ پس اس کے باعث متألم اور بے ہوش ہوا ہوں۔ حضرت شیخؒ بایزیدؒ کے جواب میں فرماتے ہیں کہ اگر

Marfat.com

یں وہاں ہوتا تو بسطامیؒ کو تسلی دیتا اور کہتا کہ اس آیت سے بوئے رحمت اور وصال کی آتی ہے۔ نہ بوئے ہجر اور فراق کی۔ روز قیامت میں حق تعالیٰ اول بہ اسم منتقم متجلی ہونگے۔ بعدازاں بہ اسم رحمٰن متجلی ہونگے۔ پس یہ آیت بوئے وصال پیدا کرتی ہے۔ گویا اس آیت سے مراد انتقال تجلی انتقامیہ سے تجلی رحمانیہ کی طرف ہے اور کلمہ رحمٰن اسی معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ حافظؒ نے فرمایا ہے ؎

ہست امید علی رغم عدو روز جزا ❊ فیض عفوش بنہد بار گنہ از دوشم

(مجھے دشمنوں کے خیال کے خلاف دوست سے یہی امید ہے کہ اس کا فیض عفو گناہوں کا بوجھ میرے کندھے سے اتار دیگا۔)

ملفوظ (۱۰۲)

ایک دن مجلس برخاست ہونے کے وقت ایک ہندو قوم برہمن فال بینوں سے حاضر ہوا۔ فرمایا تو کیا کہتا ہے بول کہ اب مجلس برخاست ہونے کا وقت ہے۔ پس برہمن نے حسب عادت اہل نجوم باتیں شروع کیں۔ اور کہا کہ حضور کا طالع اوج کمال پر ہے اور ستارہ تیسرے پایہ پر ہے وغیرہ وغیرہ۔ فرمایا کہ آخر موت نہیں؟ برہمن نے کہا کہ اس سے چارہ نہیں۔ فرمایا کہ ہماری شریعت نے ایسے امور کو اسی وجہ سے فضول کہا ہے۔ کہ نہ حصول خیر کسی کے ہاتھ میں ہے نہ دفع ضرر کسی کے اختیار میں۔ جو کچھ ہے خداوند تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ پس سعادت اور اس کے خلاف کے جاننے سے کیا فائدہ ہے۔ جبکہ آخر فنا ہے۔ پھر شادی وغم برابر ہیں ؎

برلب بحر فنا منتظرم اے ساقی ❊ فرصتے داں کہ زلب تا بدہاں ایں ہمہ نیست

اے ساقی بحر فنا کے کنارے پر منتظر ہوں کہ کب پیمانہ عمر لبریز ہوتا ہے اسی وقت کو فرصت جان کہ یہ سب جھگڑا سلسلہ فنا پذیر ہے

پھر فرمایا اور جو کچھ کہنا ہے کہہ۔ برہمن نے کہا شمال مغرب گوشہ میں غوغا و فساد نظر آتا ہے۔ فرمایا کہ تیرا یہ جھوٹ بھی قرائن کی تقریب سے درست ہے۔ کیونکہ افغان لوگ ہمیشہ فساد کرتے ہیں۔ اور پٹھواریوں میں ایسے کاموں کی تاب و طاقت نہیں ہے۔

Marfat.com

مترجم کہتا ہے۔ کہ کمال اتباع شریعت ہے۔ ورنہ عام طور پر لوگ ان چیزوں کو کمال خیال کرتے ہیں ۔

ملفوظ (۱۰۳)

فرمایا کہ اس وقت سعید میں جبکہ ہمارے خواجہؒ نے ہم پر مہربانی وعنایت فرمائی۔ جب ہم اپنے گھر آئے۔ خدا سے دعا مانگی کہ الٰہی اس ہمارے عمل کو دنیائے دوں کے ہرگز دام نہ بنانا۔ اور ہمارے سب کام اپنی رضا کے لئے کرنا۔ پس ہم نے کبھی اپنے دنیا امور کے لئے دعا نہیں کی۔ اللہ تعالےٰ جو کچھ دیتا ہے ہمارے سوال کے بغیر محض اپ فضل وکرم سے دیتا ہے ۔

ملفوظ (۱۰۴)

ایک دن سیدی ومولائی قاضی محمد علی اکبر آبیری نے حضرت قبلہ عالم کی خدمت عرض کی کہ مجھے اس امر کا خوف ہے کہ بعض حاجات دنیاوی خشوع خضوع میں مختل ہوتی اور لذت وشوق ذکر کی ہموم وغموم سے خراب ہوتی ہے ایسا وظیفہ فرماویں کہ اس کے سے حوائج کی طرف اشتغال کم ہوجائے۔ حضور نے فرمایا آیت ان الذین قالوا ر الله ثم استقاموا (جن لوگوں نے خدا کو اپنا رب کہا اور پھر اسی پر مستقیم ہو گئے) اور حدیث من جعل الهموم هما واحدا همر اخرته كفاه الله همر دنياه (جس شخص سب غموں کی جگہ ایک آخرت کا غم ہی دل میں رکھا اللہ تعالیٰ اسے دنیا کے غموں سے کفایت فرما دیتا ہے میں فکر کرو پھر خیر اور سلامت ہو گی۔ لیکن آدمی کو چاہیئے کہ خالق پر توکل کر کے اسباب کی بھی سعی کرے۔ دوبارہ حزب البحر ساتھ لانا اس کی اجازت دی جائے گی۔ بعدہٗ قاضی صاحب نے حسب الحکم حزب البحر و ہوامع شرح حزب البحر خدمت میں حاضر کی اجازت حاصل کی۔ حضرت صاحب نے فرمایا جو کچھ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے ہوامع میں لکھا ہے بہت خوب لکھا ہے اس کا لحاظ رکھ کر پڑھو ۔

Marfat.com

ملفوظ (۱۰۵)

فرمایا اوائل حال میں ہم کو اکثر اتفاق سیر و سیاحت کا بہت پڑتا۔ ایک جگہ بیٹھنے
دل نہیں چاہتا تھا۔ خلوت اور تنہائی میں بہت ہی خوش رہتے تھے۔ کبھی کبھی سکونت
کا اتفاق اپنے شہر میں ہوا ہے۔ ان ایام میں ایک شخص سیاح سرخ رنگ کا فراغت کے وقت
میں ہمارے پاس بیٹھتا تھا۔ اور کیمیاگری کی باتیں کرتا۔ ایک دن اپنے تجربوں سے ایک
عجیب دستکاری ہمارے روبرو ظاہر کی۔ لیکن ہم نے اپنی توجہ اور دل قبضہ میں رکھا۔ بعدہٗ
کہا اگر آپ کو ضرورت ہو تو سکھانے میں دریغ نہیں ہے۔ ہم نے جواب میں کہا ہمیں
تیری کیمیا کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں قبح اور عیب ہے کہ زوال پذیر ہے اور ہمارے
پاس جو کیمیا ہے وہ زوال پذیر نہیں۔ اور ہم کو زائلین و آفلین سے ارتباط نہیں۔ اور نیز
اس کیمیا کو حاصل کرنے والوں کے لئے سر میدان دروازہ کھولا ہوا ہے اور اس کے اظہار
میں کچھ خوف بھی نہیں۔ وقت اخیر میں ترک جہان فانی پر کچھ تاسف نہ ہو گا۔ پس ہماری
کیمیا تیری کیمیا سے بدرجہا بہتر ہے ۔

حاصل کار گہ کون و مکاں این ہمہ نیست ؛ بادہ پیش آر کہ اسباب جہاں این ہمہ نیست

جہاں کا سب کارخانہ نیست ہے۔ شراب محبت کا جام لا کہ اسباب جہاں سب ہیچ ہیں ۔

ملفوظ (۱۰۶)

خواجہ صاحبؒ کے عرس کے لئے ایام تیاری سفر سیال شریف میں ایک شخص نے
عرض کی کہ مزاج اقدس میں قدرے نحافت ہے اور سیال شریف کا سفر بھی قریب ہے۔
فرمایا۔ ہاں۔ بخوشی نہ بعزامت ۔

حافظ صبور باش کہ در راہ عاشقی ؛ ہر کس کہ جاں نداد بجاناں نمے رسد

اور ہم کو اس سفر سے کیا حرج ہے کہ وہاں سے خدا کا نام حاصل کیا ہے۔ اگرچہ

Marfat.com

بہ تن دولت ملازمت سے مقصر ہوں یقین خلاصۂ جان خاک آستانۂ بارگاہ حضرت ہے س

دورم بظاہر از در دولت سرائے دوست ❊ لیکن بجان و دل ز مقیمان حضرتم

(اگرچہ بظاہر در دولت سرائے دوست سے دور ہوں - لیکن جان و دل سے اس بارگاہ کے حاضرین سے ہوں)

ایسے مسائل میں لوگوں کے اپنے خیالات کے مطابق مذاہب ہیں بعض بدعت کہتے ہیں بعض مباح جانتے ہیں۔ بعض واجب و لازم جانتے ہیں اور نامحرم لوگوں کی باتیں ان کے کانوں میں ہوا کی طرح ہیں سے

ماتیم و آستانش تا جاں ز تن بر آید ❊ یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن بر آید

ہم اور اس کے آستان عالیشان کی طلب ہمیشہ رہیگی یا تن اس تک پہنچ جائیگا یا جان تن سے جدا ہوگی

ملفوظ (۱۰۷)

فرمایا مجتہدین امت کا احسان و منت جاننی چاہیئے لاریب کہ ان کی سعی فی ا... عامہ امت کی گردنوں پر موجب حق ہے۔ برخلاف اس کے گروہ غیر مقلدین بجا... حق شناسی کے طعن و تشنیع کے درپے ہوتے ہیں۔ بلکہ کہتے ہیں کہ ادائے جمعہ کی شرطیں جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہیں حنفیوں نے معتزلہ سے لی ہیں۔ نعوذ باللہ۔ او... یہ نہیں سمجھتے کہ یہ شرائط قرآن مجید سے مستنبط ہیں۔ کیونکہ آیت مثبت فرضیت جمعہ بقول مفسرین مکی ہے۔ پھر وہ سب کہتے ہیں کہ جمعہ مکہ شریف میں نہیں پڑھا گیا بلکہ بعد از ہجرت مدینہ شریف میں پڑھا گیا۔ پس اگر کہا جاوے کہ بسبب غلبۂ کفا... کے نہیں پڑھا گیا۔ تو یہ ہرگز قابل تسلیم نہیں۔ کیونکہ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے مکہ شریف نماز باجماعت پڑھی جاتی تھی۔ قرأت کے پڑھنے سے کچھ خوف نہ تھا۔ اور جمعہ میں بھی خطبہ اور جماعت ہی ہے نہ کوئی اور چیز کہ موجب زیادتی خوف کفار سے ہو... پس وجہ موجبہ ظاہر ہے کہ مکہ معظمہ میں آنحضرتؐ کا تسلط ظاہری ساکنین مکہ پر حاصل نہ تھا۔ اور مدینہ منورہ میں نفوذ احکام و اقامت حدود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو... تھے۔ طعن کرنیوالوں کو چاہیئے تھا کہ پہلے اپنا پایۂ علم جانتے پھر زبان طعن مقتدایان امت

Marfat.com

مرحومہ پر کھولتے ۔

ملفوظ (۱۰۸)

ایک شخص دعوت اسمائے الٰہی کا شوق رکھتا تھا۔ دعوت اَللّٰہُ الرَّحْمٰنُ کی اجازت طلب کی۔ فرمایا اجازت دیتے ہیں لیکن کامیابی کا ذمہ اور عہد نہیں کرتے۔ کیونکہ ہم نے کبھی عملیات و چلہ نشینی بغرض تسخیر وغیرہ کا عمل نہیں کیا۔ تم لوگوں کا زعم خلاف واقعہ ہے۔ عمل و اعمال کے درپے ہونا اپنے حلق پر چھری رکھنے کے مترادف ہے۔ آخر فائدہ کی اُمید بھی کم ہے۔ کلام الٰہی خاص رضائے حق کے لئے اور بغرض ثواب پڑھی جائے برخلاف اس غرض کے لوگوں کی عمریں امور غیر مفیدہ میں ناحق ضائع اور برباد ہوتی ہیں۔ ہم ایسے کاموں کو ہرگز پسند نہیں کرتے۔ خلق کے دل خالق کے اختیار میں ہیں۔ تسخیر کے عمل سے تابع نہیں ہوتے۔ بلکہ تقلیب قلوب حق تعالےٰ کی مرضی پر منحصر ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ حضرت کے اس ارشاد کی روشنی میں اس روایت کا سرے سے غلط ہونا واضح ہو جاتا ہے۔ جو آپ کے ایک ہمعصر بزرگ خواجہ عبدالرحمٰن صاحب چھوہروی کے کسی عقیدتمند نے ان کے حالات میں نقل کی ہے۔ کہ حضرت قبلہ عالمؒ گولڑوی نے خواجہ صاحب موصوف کو حصول مال و جاہ کے لئے ایک وظیفہ بتایا لیکن خواجہ صاحب نے قبول نہ کیا۔ جب آپ ایک عامی آدمی کو اس قسم کے وظائف سے منع فرما رہے ہیں۔ تو ایک شیخ طریقت کو ایسا عمل کہاں تلقین فرماتے ہیں۔ جس کا مقصد حصول مال و جاہ ہو۔

ملفوظ (۱۰۹)

جن ایام میں حضرت صاحبزادہ قبلہ بابوجی اپنے ہم سبقوں کے ساتھ ترجمہ شریف کا سبق حضرت قبلہ عالمؒ سے پڑھتے تھے۔ قواعد صرف کا اجراء بھی استعمال ہوتا تھا۔ آیت وترى الفلك فيه مواخر کی تفسیر میں حضرت صاحب نے جملہ طالب علموں سے پوچھا کہ مواخر کیا صیغہ ہے؟ چونکہ یہ کلمہ بظاہر بروزن مفاعل ہے اور میم بھی اول میں موجود ہے

Marfat.com

سب نے کہا کہ مضارب کی طرح جمع ظرف ہے۔ حضور پرنورؒ نے فرمایا کہ اس صیغہ میں مبتدی کو غلطی پڑتی ہے۔ مواخر ضوارب کی طرح جمع ماخرؒ ہے بمعنی شگافندہ۔ میم زائد نہیں بلکہ بمقابلہ فا کلمہ ہے۔ پھر سبق ختم ہونے کے وقت فرمایا کہ لفظ لغت میں بمعنی رمی ہے یعنی چیز کا پھینکنا۔ معنی لغوی اور اصطلاحی میں قدرے تناسب ضروری ہے۔ لہٰذا الفاظِ قرآن نہ کہنا چاہئیے بلکہ نظم قرآن کہنا چاہئیے۔ نظم لغت میں موتیوں کی بایکدیگر پیوستگی کو کہتے ہیں۔ اس ملفوظ سے ثابت ہوتا ہے کہ قبلہ بابوجی نے حضرت قبلہ عالم سے ترجمہ قرآن شریف حاصل کیا ہے۔ سبحان اللہ کیا سعادت عظمیٰ ہے ۔

ملفوظ (۱۱۰)

بعض اوراد میں کہ زبان غیب ترجمان حضرت قبلہ عالمؒ سے سُنے گئے۔ فرمایا کہ قصیدہ بردہ کے اس شعر کو جناب نبوت میں مقبولیت ہے ؎

هو الحبيب الذی ترجی شفاعته ۔ لکل هول من الاهوال مقتحم

نماز فجر کے بعد سات بار جو کوئی صدق اور محبت سے پڑھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے لئے بالضرور شفاعت فرمائیں گے۔ برائے دفع امراض مزمنہ ہم چو کہنہ بخار وغیرہ۔ فاتحہ شریف بمعہ بسم اللہ شریف صبح کی سنت و فرض کے درمیان مجرب فرمایا ہے۔ وجع المفاصل اور کرم دماغ کے لئے سات بار فاتحہ شریف دائیں ہاتھ پر بعد ہر نماز کے دم کر کے مقام مرض پر ملنا اور دم کرنا بہت دفعہ فرمایا ہے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ میرے سینہ میں سوزش ہوتی ہے۔ فرمایا ہر نماز کے بعد تین بار سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا۔ وہ شخص اس عمل سے اچھا ہو گیا۔ ایک شخص نے عرض کی کہ میں عرصہ قدیم سے بیمار ہوں۔ اور علاج معالجہ سے ناامید ہو چکا ہوں۔ فرمایا سات بار اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ۔ مقام دردِ مرض پر انگل سبابہ رکھ کر پڑھ کر دم کرنا۔ انشاء اللہ تعالیٰ خیر ہو گی۔ ایک شخص ضلع کوہاٹ کا گروہ علماء صوفیہ سے حاضر خدمت ہوا عرض کی کہ تعویذ جو برائے جملہ امراض

Marfat.com

اوجاع و حاجات مفید ہو عنایت فرمادیں۔ فرمایا نقش مثلث اسم ذات کا بایں صورت بنایا جائے۔ ہر مرض کو مفید ہوگا۔ نقش یہ ہے ۔۔۔۔۔۔۔

۷۸۶

یا اللہ	یا اللہ	یا اللہ
یا اللہ	یا اللہ	یا اللہ
یا اللہ	یا اللہ	یا اللہ

ایک شخص نے فراغت معاش کے لئے عرض کی۔ فرمایا سنت اور وتر عشاءؒ کے درمیان اسم یَا وَھَّابُ ہزار دفعہ پڑھنا۔ خدا کا فضل ہوگا۔ اور فرمایا کہ درود شریف مستغاث کو ہرگز قضا نہ کرنا چاہیئے۔ اس کلام میں عجیب اثر ہے اور بہت مفید۔ سورۂ یوسف بعض لوگ ثروت وجاہ دنیاوی کے لئے پڑھتے ہیں۔ لیکن فائدہ بہ سبب فساد نیت کے کم ہوتا ہے۔ سور و آیات قرآنی کا اقتضا حال محض دنیا کی حاجت برآری نہیں۔ رضائے حق اور ثواب کی نیت کرنی چاہیئے۔ پھر فائدہ خاطر خواہ حاصل ہوگا۔

ملفوظ (۱۱۱)

سمع موتیٰ کا ذکر آیا۔ زبان غیب ترجمان سے فرمایا۔ شیخ عبدالحقؒ محدث دہلوی نے آیت انک لا تسمع الموتیٰ کی تفسیر میں فرمایا ہے۔ کہ اسماع اور چیز ہے اور سمع اور چیز۔ یعنی اے محمدؐ تو ان کا مُسمِع نہیں بلکہ ان کا مُسمِع (سنانے والا) حق سبحانہ وتعالےٰ ہے۔ لیکن شیخؒ کے فرمودہ کو مخالفین نے تاویل ضعیف سے منسوب کیا ہے۔ ہر چند کہ شیخؒ کا فرمودہ بے محل کس طرح ہو سکتا ہے۔ ولیکن یہاں ایک اور امر ہے۔ کہ اس کا انکار کرنا تصریح کا انکار ہے۔ اس کا بیان یہ ہے کہ مراد یہاں سمع اجابت ہے نہ سمع مطلق کیونکہ آیت میں کفار کو موتیٰ سے تشبیہ دی گئی ہے۔ وجہ تشبیہ ان کے درمیان عدم سمع ہے اور عدم سمع علی الاطلاق کفار میں متصور نہیں۔ بلکہ سمع میں اجابت نہ تھی۔ ایسا ہی عدم سمع علی الاطلاق موتیٰ میں بھی متصور نہیں ہے۔ لقولہ علیہ السلام ما انتم باسمع لما اقول منھم غیر انھم لا یستطیعون ان یردوا علیّ شیئاً (تم میری بات کو ان سے زیادہ سننے والے نہیں۔ مگر اس قدر فرق ہے کہ وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے)

Marfat.com

یہ کفار قلیب بدر کے متعلق فرمایا۔ جبکہ بعض صحابہ کرامؓ نے استفسار کیا کہ یارسول اللہ آپ ان بے جان لاشوں سے کیوں خطاب فرما رہے ہیں۔ محرر سطور کہتا ہے۔ کہ مؤید مضمون بالا قرآن مجید میں بہت سی آیتیں موجود ہیں۔ چنانکہ آیت انک لا تھدی من احببت سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کو دل سے چاہتے تھے ہادی خبر نہ تھے۔ بلکہ مستفید بالہدایۃ کرنا خدا تعالے کا خاصہ ہے۔ ایسا مستفا بالسمع کرنا خاصۂ حق تعالیٰ ہے۔ ایسا ہی عدم سمع کفار اور ان کے اندھاپن میں آیت ذالک لمن کان لہ قلب او القی السمع و ھو شھید (یہ اس کے لئے ہے جس کا دل ہو اور سمع کو متوجہ کرکے حاضر ہو) کو دیکھنا چاہیئے۔ اور نیز آیت لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور (آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ سینہ میں دل اندھے ہو جاتے ہیں) کو غور کرنا چاہیئے۔ اور نیز تلقین مسنون بعد الدفن کہ احادیث میں وارد ہے اور السلام علیکم یا اہل القبور و یا دار قوم مؤمنین زائر کا کہنا چنانچہ احادیث سے ثابت ہے۔ اور حدیث انہ لیسمع قرع نعالھم (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میت دفن کرنے والوں کے جوتوں کی آہٹ بھی سنتا ہے) اس کی مؤید اور مثبت ہے۔ اور جس کو اس مسئلہ کی تفصیل مطلوب ہو تو کتاب اعلاء کلمۃ اللہ حضور انورؓ کی تصنیف کا مطالعہ کرے۔ جس میں آپ نے مسائل نذر و نیاز۔ ذبح فوق العقدہ۔ سماع موتیٰ۔ علم غیب و استمداد و نداء غیب وغیرہ کو محققانہ انداز میں بیان فرمایا ہے۔

ملفوظ (۱۱۲)

فرمایا کہ انبیاء و شہداء کی حیات برزخی پر اکابرین و محققین امت کا اتفاق ہے جن لوگوں کا برزخ سے تعلق ہے۔ مسئلہ ندا میں ملاؤں کے مسئلہ سے اونچا یقین رکھتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی ایسے مولوی ہیں جو مجرد الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کہنے کے مشرک قرار دے دیتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کی نداء حضرت ساریہؓ کو نداء غائبانہ اور مطلع ہونا حضرت ساریہؓ کا نداء حضرت عمرؓ سے مثبت ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ

Marfat.com

اپنے بندوں پر غیب کو ظاہر کرتا ہے اور کر سکتا ہے۔

محرر سطور کہتا ہے کہ کلمہ الصلوٰۃ والسلام علیک بطریق ندا کسی وجہ سے شرک نہیں کہا جا سکتا۔ اور اس ندا سے کہ مرکب بہ صلوٰۃ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود مطلع ہوتے ہیں۔ کیونکہ قطع نظر اعتقادات اہل یقین سے کہا جاتا ہے کہ اس کلمہ میں مقصود صلوٰۃ بر روح پاک آنحضرتؐ ہے۔ کیونکہ صلوٰۃ جس وجہ سے ہو اس کی تبلیغ بواسطۂ ملائکہ بارگاہ محمدی میں ثابت ہے۔ حدیث ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض الخ اور حدیث صلوا علیّ فان صلوٰتکم تبلغنی حیث ما کنتم (مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تمہارا صلواۃ وسلام مجھے پہنچ جاتا ہے جہاں بھی تم ہو) میں نظر کرنی چاہیئے۔ اور اس سے بھی قطع نظر حسب قواعد کلام عرب کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ نداء مقام مدح میں ہے اور فائدہ مدح کا دیتی ہے۔ اقسام نداء کے بہت ہیں۔ حاشیہ جمل بر جلالین تفسیر آیت یا ایھا الناس اعبدوا میں نداء کے اقسام دیکھنا چاہیئے۔ پس کس طرح علی الاطلاق الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہنا شرک ہو سکتا ہے۔ پھر ہم کہتے ہیں۔ کہ ان تاویلوں کی بھی حاجت نہیں جبکہ امام مستند جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کتاب الرحمت باب صلوٰۃ الحاجت میں لکھتے ہیں کہ یرکع رکعتین یقراء فی کل واحد منھما آیۃ الکرسی وسورۃ الم نشرح بعد الفاتحۃ ویمشی بعد الفراغ احدی وعشر خطوات ویقول احدی وعشر مرات یا شیخ عبد القادر جیلانی ثم یدعوا فیجاب ان شاء اللہ تعالیٰ (یعنی دو رکعت نماز نفل پڑھے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی وسورۃ الم نشرح پڑھے بعد فارغ ہونے کے گیارہ قدم چلے اور گیارہ دفعہ یا شیخ عبد القادر جیلانی کہہ کر دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ مستجاب ہوگی۔ اور ایسا ہی شیخ محقق عبد الحق دہلویؒ نے اخبار الاخیار میں تحریر فرمایا ہے۔ اور رئیس المحدثین فی الشافعیۃ امام شمس الدین جزری نے حصن حصین میں صلوٰۃ الحاجۃ معمولات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے بایں طور بیان کیا ہے کہ دوگانہ کے بعد کہے یا محمد انی اتوجہ بک

Marfat.com

انی ربی فی حاجتی ھذا لیقضی اللھم فشفعہ فِیَّ - یہ حدیث صحیح ترمذی میں موجود ہے اور محدثین سے اسکی تصحیح کتب میں موجود ہے - بعض کہتے ہیں کہ یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں تھا - لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ حدیث کے راوی عثمانؓ بن حنیف سے اس صلوٰۃ کی تلقین صحابہ کو بعد وفات ظاہری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ثابت ہے - مترجم کہتا ہے کہ صیغہ صلوٰۃ وسلام کے ساتھ ندا پر اُمت مسلمہ کا اتفاق ہے - چنانچہ تشہد میں السلام علیك ایھا النبی کا جملہ تمام شرق وغرب کے اہل اسلام پڑھتے آئے ہیں - لہٰذا نداء کو مطلقاً ممنوع کہنا نہایت جہالت فاحشہ ہے اور اہل اسلام کی اس قسم کی نداء کو کفار و مشرکین کی بتوں کو نداء پر قیاس کرنا صریح ظلم اور سینہ زوری ہے ٭

ملفوظ (۱۱۳)

عُرس پیران کلیر سے مراجعت کے بعد فرمایا - کہ حضرت خواجہ علاؤالحق والدین صابر صاحبؒ کے مزار شریف پر جو جلال کی کیفیت معلوم ہوتی ہے عقل وحواس کو حیران کر دیتی ہے - ایسا جلال کہیں نہیں دیکھا گیا سوائے مدینہ منورہ کے مگر وہاں جلال و جمال ہر دو وارد ہوتے ہیں - اور یہاں جلال غالب ہے - کسی کو ہوش بجا نہیں رہتی - بجز گریہ وزاری آہ و نالہ کے اور کچھ سنائی نہیں دیتا - عوام بھی سوز وگداز میں نظر آتے ہیں اور یہ سب کچھ اثر جاذبہ عشق حضرت خواجہ ہے

ملفوظ (۱۱۴)

فرمایا مرید کو جو فائدہ دین و دنیا میں حاصل ہو وہ اپنے شیخ کی جانب سے سمجھے اور یقین محکم کرے - تکالیف میں اضطراب و شکایت کا دروازہ نہ کھول دے - اور شیخ کی خدمت میں غیر مہذب عرضیں نہ کرے ؎

گرچہ دوست بچیزے نمے خرد مارا ٭ بعالمے نہ فروشیم موئے از سرِ دوست

(اگرچہ دوست ہمیں کسی چیز پر نہیں لینا چاہتا مگر ہم تو سارے جہان کے عوض اس کی زلف کا بال بھی دینے کو

حضور اقدس خواجہ اللہ بخش صاحب کے مریدوں سے ملک افغانستان میں ایک

Marfat.com

شخص تھا۔اس علاقہ کے لوگوں نے اپنی رسم و عادت کے مطابق اس پہ زبان طعن دراز کر دی۔حتیٰ کہ نزاع اور خلاف کی صورت ان کے درمیان پیدا ہوگئی۔اس مرید کو باعث تنہائی و بیکسی کے کچھ قدر تکلیف بھی پیش آئی۔اس نے حضور خواجہ صاحب کی خدمت میں عریضہ اس مضمون کا لکھا کہ جس دن سے بیعت ہو کر سلسلہ میں داخل ہوا ہوں۔مصیبت اور تکلیفوں میں پڑ گیا ہوں۔خواجہ صاحب نے اسکے جواب میں تحریر فرمایا کہ ہم درویشوں کا طریقہ شور و بلیات سے خالی نہیں ہے۔اگر تجھے پسند نہیں تو ہماری بیعت سے فارغ ہو کر اپنی جان کی سلامتی میں مشغول رہ۔خواجہ صاحب بہت ہی رحم دل تھے لیکن حضور کا یہ جواب اس باعث تھا کہ مرید نے اپنا استغاثہ نامناسب وجہ سے عرض حضور میں پہنچایا تھا۔ورنہ اس کے حال پر بہت ہی کرم فرماتے۔

ملفوظ (۱۱۵)

فرمایا حکومت و ریاست درحقیقت ابتلاء و آزمائش ہے ظہور خاصیت طبائع کے لئے ایک عجیب معیار ہے آدمیوں کے کھرے کھوٹے مزاج فی الفور معلوم ہو جاتے ہیں۔ شریف آدمی حکومت کے حقوق نگاہ رکھتا ہے۔شریف آدمیوں کی عزت و آبرو ضائع نہیں کرتا۔اور جو کہ اصل فطرت میں رذیل و خسیس ہو۔آدمیوں کی آبرو کو آب جوئے بنا دیتا ہے۔بعض آدمی اگرچہ اپنے گھر میں ازحد خوار و بے مقدار ہوں۔لیکن جب قدرے حکومت و جاہ سے نوازے جائیں سر سے پاؤں تک اپنا زور ظلم و ستم میں صرف کرتے ہیں۔شاید اس خیال سے کہ یہ نقد وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔اور ان سے کوئی اور کام ہو ہی نہیں سکتا۔بچھو بیچارے کی طرح کہ سردیوں کے چھ ماہ خلوت اور چلہ میں گذارتا ہے۔پھر باہر نکلتے ہی فیض نیش (ڈنک) اس سے حاصل ہوتا ہے۔

نہ ہر کہ طرف کلہ کج نہاد و تند نشست ٭ کلاہ داری و آئین سروری داند

(جو شخص طرف کلاہ خمدار کر کے تند ہو کر بیٹھنا جانتا ہے یہ ضروری نہیں کہ کلاہ داری اور آئین سرداری سے بھی واقف ہو)

مترجم کہتا ہے کہ حضرت قدس سرہٗ کا یہ ارشاد نہایت حکیمانہ ہے آنجناب تو برطانوی دورِ حکومت

Marfat.com

میں گذرے ہیں۔ لیکن جب سے بفضلہ تعالیٰ ہماری اپنی حکومت ہوئی ہے۔ اس چیز کا تجربہ اور زیادہ ہو رہا ہے۔ کاش! ذاتی خاندانی اور جماعتی مفاد سے قطع نظر کرتے ہوئے ہر شعبہ میں ذاتی شرافت اور اہلیت کو پیش نظر رکھا جاتا تو یہ موجودہ مفاسد اس قدر ترقی نہ کرتے۔ حضور سرکار دو عالم علیہ السلام نے سچ فرمایا کہ اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ (جب معاملات نااہلوں کے ہاتھ آجائیں تو پھر قیامت کی انتظار کرنا۔ والی اللہ المشتکی ؎

ملفوظ (۱۱۶)

ابتدائے مجلس میں کمال سوز و گداز سے یہ شعر زبان درفشاں سے پڑھا ؎

ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق ؎ او بصحرا رفت و ما در کوچہ ہا رسوا شدیم

(یعنی ہم اور مجنوں دیوان عشق میں ہم سبق تھے۔ لیکن وہ جنگلوں میں آوارہ ہوا اور ہم کوچہ گردی میں رسوا ہوئے۔ مترجم)

طویل خاموشی کے بعد اہل علم حاضرین خدمت بابرکت کو مخاطب فرمایا۔ کہ شاہ نیاز صاحب بریلوی چشتی کے اس شعر کا مطلب بیان کرو ؎

اسباب دو جہاں کے بنیاد ہیں تو ہم ہیں ؎ غم ہائے دو جہاں سے آزاد ہیں تو ہم ہیں

علماء کے اعتذار سے بذات شریف متوجہ تشریح ہوئے۔ فرمایا کہ نشاء اولیٰ واخری (دنیا و آخرت کی پیدائش) میں بجز تجلی اسماء کے اور کوئی چیز نہیں ہے۔ خلق کے درمیان سے بالخصوص مظہر اتم آدمؑ کا وجود ہے اور اسی معنے کی طرف اشارہ کیا ہے حضرت شیخؒ نے زیر آیت وعلم آدم الاسماء کلہا۔ یعنی اس کو اسما کا مظہر بنایا۔ اور اسی معنے کی طرف اشارہ شاہ صاحب ایک اور غزل میں فرماتے ہیں ؎

گر چہ تو بے نیازی سے ہر دم نیاز سے ہو ؎ پتلے میں خاک کے ہے پیارے غرور تیرا

پس مظہر جمیع اسماء بجز آدم کے اور کوئی نہیں۔ اور مسمی الاسماء کا نشان اسی سے پایا جاتا۔ عارف جامیؒ فرماتے ہیں ؎

شد زرہ صورت و معنی بہم ؎ مجمع بریں جملہ حدوث و قدم

Marfat.com

علم الاسماء رقم دفترش ٭ خمر طینۃ صدف گوہرش
گونۂ گندم بادیمش سپرد ٭ نامش ازاں روئے جز آدم نبرد
کشور اسمائے الٰہی گرفت ٭ مملکت نا متناہی گرفت

یعنے جملہ حدوث وقدم ازراہ صورت ومعنی اس پہ جمع ہوئے۔ اس کے دفتر پر علم آدم الاسماء لکھا گیا۔ اس کے گوہر کی صدف (خمرت طینۃ آدم بیدی اربعین صباحًا) ہے۔ یعنی آدم کی تخمیر خاک دست قدرت سے چالیس صبح میں کی گئی۔ گندم کا رنگ اس کی ادیم کو عطا ہوا۔ اس لئے اس کا نام آدم رکھا گیا۔ اسماء الٰہی کی کشور (ولایت) سے لے کر نامحدود بادشاہی کا مالک ہوا۔ مترجم کہتا ہے کہ کسی شاعر نے اردو میں کیا خوب کہا ہے ؎

آدم کو خدا مت کہو آدم خدا نہیں ٭ لیکن خدا کے نور سے آدم جدا نہیں

ملفوظ (۱۱)

فرمایا کاملوں کے مسئلہ توحید کو مبتدی نہیں سمجھ سکتے۔ اور نامحرموں کو خود ہی دست غیب نے تماشاگاہ راز کی مجلس سے باہر نکالا ہوا ہے۔ اس لئے انکار کے درپے ہوتے ہیں۔ طالب حق کو بجز تسلیم کے چارہ نہیں۔ ایسے مسائل میں بحث وجدال کی کچھ غرض درمیان نہیں۔ مشاہدات نفوس قدسیہ کو دلائل نظریہ سے دیکھا اور سمجھا نہیں جا سکتا۔ صوفی سالک کو امر مقصود بالذات اور غرض مفید کی طرف متوجہ ہونا چاہئیے۔ جن کو جانب غیب سے تعلیم دیتے ہیں وہ جانتے ہیں۔ بعض آیات واحادیث سے مسئلہ توحید بغیر تاویل کے ثابت ہوتا ہے۔ اور بعض دیگر سے فکر کرنے پر مضمون متعدد اس کا ثابت ہوتا ہے۔ اور جبکہ سر کوئی اور ہی کام کے قابل ہوتا ہے حق سبحانہ وتعالےٰ کی طرف میلان اور کثرت ذکر موصل بہ سعادت ہے۔ قال اللہ تعالیٰ فاعبد اللہ مخلصًا لہ الدین۔ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین۔ ایک عارف فرماتے ہیں ؎

ہر دلے را اطلاعے نیست بر اسرار غیب ٭ واقف ایں سرّ معنی دار علوی جان ماست
ہر دل کو اسرار غیب پر اطلاع نہیں ٭ سرّ معنیٰ کی واقف ہماری جان ہے

Marfat.com

اور نیز ذکر کے ثبات و قیام کا مقام دل ہے نہ کوئی اور جگہ۔ نقش لوح دل پر محکم ہوتا ہے نہ زبان پر
ہاں ذکر زبان بہ حضور و خشوع مورث ذکر قلب ہے شروط و آداب کی رعایت بجالانے سے
بہت فائدہ ہوتا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ مسئلہ توحید وجودی کی کما حقہٗ تفصیل اور فنا
اور دیگر مقامات سیر و سلوک کے بیان میں حضرت کی کتاب تحقیق الحق خاص طور پر قابل
دید ہے ۔

ملفوظ (۱۱۸)

رابعہؒ عدویہ سے کسی نے پوچھا خلق خدا سے کسی کے ساتھ بھی آپ کو بغض یا عداوت
ہے یا نہیں۔ رابعہؒ نے فرمایا۔ کہ ہرگز نہیں۔ اس شخص نے کہا۔ اللہ تعالٰی نے قرآن مجید
میں فرمایا ہے۔ ان الشیطٰن للانسان عدو مبین ۔ پس بہ اقتضائے آیت شیطان
کی عداوت تو ضروری ہے۔ رابعہؒ نے کہا خدا کی کلام حق ہے۔ لیکن مجھے عداوت کی
فراغت نہیں ہے کیونکہ انسان کے جوف میں صرف ایک ہی دل ہے اور محبوب بھی
ایک۔ پس میں نے اپنا دل صرف یار کے لئے فرش بنایا ہوا ہے اور محبوب نے بھی بحکم
الرحمٰن علی العرش استوٰی دل پر ایسا استیلا پایا ہے کہ ہرگز کسی اور کام کے لئے
فارغ نہیں چھوڑا ہے۔ ایسا ہی حضرت خواجہ فخرالحق والدینؒ دہلوی کے ایام میں شیعہ اور سنیوں
کے درمیان باہمی نزاع اس حد تک پہنچا کہ ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ صادر کیا۔ اور دونوں
فتوے جب حضرت خواجہ کی خدمت میں پیش ہوئے۔ خواجہ علیہ الرحمۃ نے یہ شعر لکھا ؎

مرید حضرت عشقم دگر نمیدانم ۔ کدام بر سرِ باطل کدام بر سرِ حق

(یعنی میں تو حضرت عشق کا مرید ہوں۔ مجھے کیا واسطہ کہ سچا کون اور جھوٹا کون۔ حضرت عشق
کا اقتضا ملاپ و اتحاد ہے نہ نزاع و خلاف) مترجم) اور ہم بھی اپنے دلی عزم سے تو یہی وتیرہ
پسند کرتے ہیں۔ اور بعض امور میں جو کچھ ہم سے صادر ہوا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانہ
میں بے انصاف اور ناحق شناسوں کے گروہ نے تخم عداوت کا اہل کلمہ طیبہ کے حق میں
بو کر تکفیر کا دروازہ بے وجہ کھول دیا ہے۔ پس غیرت حقوق اہل اسلام ہم کو بے آرام

Marfat.com

کر دیتی ہے ورنہ ہمیں کسی سے کیا غرض ؎

ملفوظ (۱۱۹)

خاندان عالی سے ایک بزرگ زادہ کو بیعت و تلقین وظائف سے مشرف فرما کر ہدایت فرمائی کہ جب تک بزرگی کا غرور سر سے باہر نہ نکالے گا بزرگ حقیقی کی بارگاہ میں بار نہ پائے گا۔ بنی آدم کی شرافت کا اعتبار احساب (اعمال) سے ہے نہ محض انتساب (نسب) سے ۔ درویش خود بین نہیں ہوتے بلکہ ہر ادنےٰ اعلیٰ کو اپنے سے اچھا جانتے ہیں پاسداریٔ حقوق شرعیہ کا خیال رکھنا نماز پنجگانہ اور وظائف کو قضا نہ کرنا۔ اکثر آدمی اسی وجہ سے خشک اور خالی رہتے ہیں۔ کہ ہمیشہ بزرگی اور خودی اور فخر کا مضمون دل وجان میں رکھتے ہیں ؎

در شاہراہ جاہ وبزرگی خطر بسے است ❊ آں بہ کزیں گریوہ سبکسار بگذری

(مرتبہ اور بزرگی کا راستہ سخت خطرناک ہے بہتر یہی ہے کہ اس بلندی سے سبکسار ہو کر گذر جائے ۔

ملفوظ (۱۲۰)

فرمایا کہ اولیا اللہ کو معراج روحانی حسب درجات ہوتا ہے ۔ جبکہ سلطان العارفین بایزید بسطامیؒ معراج روحانی میں سدرۃ المنتہیٰ کو پہنچے ۔ دولۂ عشق وطلب محبوب حقیقی کو ضبط نہ کر سکے ۔ ملائکہ سے سوال کیا کہ میرے محبوب کی اگر تمہیں خبر ہو تو مجھے اس کا نشان دو۔ ملائکہ نے جواب میں کہا۔ کہ ہم بھی زمانہ ہائے دراز سے اس کی طلب میں شب و روز حیران و سرگرداں ہیں۔ اور ہم نے یہاں تو یہ سنا ہوا ہے کہ او سبحانہ تنزہ و تعالےٰ مومن کے دل میں رہتا ہے ۔ اسی باعث کہا ہے ۔ کہ ؎

پرتو حسنت نہ گنجد در زمین و آسماں ❊ در حریم سینہ حیرانم کہ چوں جا کردۂ

(تیرے حقیقی حسن کا پرتو زمین و آسمان میں سما نہیں سکتا۔ مقام حیرت ہے کہ حریم سینہ میں کیسے سمائی ہوئی مترجم) محرر سطور کہتا ہے کہ اس مضمون کے مناسب ہے جو کہ شاہ نیاز احمد

Marfat.com

صاحب نے فرمایا ہے ؎

ڈھونڈتا ہے تو کدھر بار میرے اے ماہ ✣ منزلش در دل ما ہست لب بام نہیں
پھانسنے کو دلِ عشاق بس الفت بس ہے ✣ گھیر لینے کو یہ تسخیر کم از دام نہیں

ملفوظ (۱۲۱)

ایک شخص نے اطراف پشاور سے حاضر ہو کر عرض کی کہ ہمارے ملک میں چند مسئلوں کی بحث ہے اور گروہ علماء میں تفرقہ پڑا ہوا ہے۔ لہذا استفسار کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ حضورؒ نے فرمایا۔ کہ نماز مغرب کا وقت قریب ہے بیان کرو کیا مسئلے ہیں۔ عرض کی کہ اول مسئلہ رفع سبابہ ہے۔ دوسرا مسئلہ کرامت اولیاء ہے۔ تیسرا مسئلہ آمین بالجہر رفع یدین کرنے والے کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے۔ فرمایا رفع سبابہ سنت ہے اس کا کرنا موجب ثواب ہے۔ زندہ ولی کی کرامت میں تو سب کو اتفاق ہے۔ اور جو اولیاء کہ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ سب سلسلوں کے مشائخ اور بڑے بڑے علماء محققین ان کی کرامت اور افاضہ کے قائل ہیں۔ اور گروہ نا آشنایاں کہ برزخ سے کچھ تعلق نہیں رکھتے انکار کے درپے ہوتے ہیں۔ مسئلہ رفع یدین و آمین بالجہر وسعت طلب ہے اور وقت میں گنجائش نہیں۔ ہاں رفع یدین و آمین بالجہر بغرض عداوت و خلاف حنفیہ کچھ ثواب نہیں رکھتے۔ ہر کسی کو اس کی نیت کا ثمرہ ضروری ہے۔ حصول ثواب کی مدار نیت پر منحصر ہے۔

مترجم کہتا ہے سبحان اللہ کلام معجز نظام میں کس قدر جامعیت اعتدال اور حق پسندی کا جلوہ رونما ہے۔ کاش! اس دور کے مدعیان علم ان حکیمانہ ارشادات پر بنظر انصاف غور کرنے اور تفرقہ اندازی و فرقہ دارانہ تعصب کا بیج عوام اہل اسلام میں نہ بوتے والی اللہ المشتکیٰ

ملفوظ (۱۲۲)

فرمایا کہ ایک فقیر نے خط بھیجا ہے کہ ذکر پاس انفاس سے میرے بدن میں م

Marfat.com

پیدا ہوگئی ہے۔ اس کا جواب مشتمل بر علاج تحریر کیا گیا ہے۔ بے شک ذکر پاس انفاس صفائی باطن میں عجیب اثر رکھتا ہے۔ لیکن ابتداء امر میں تو ذاکر اس کے شغل میں مجاہدہ کرتا ہے اجراء کے بعد ذکر خود بخود قلب ذاکر پر ایسا استیلا پاتا ہے کہ اس کو نہیں چھوڑتا۔ بعض اوقات ذاکر بوجہ ضعف اور ناتوانی ذکر کو چھوڑنا چاہتا ہے لیکن ذکر اس کو نہیں چھوڑتا۔ ان ایام میں مرض کے پیدا ہو جانے کا خوف ہوتا ہے۔ اور یہی ذکر وظیفہ مردان حق ہے ؎

نفس کی آمد و شد ہے نماز اہل حیات ❊ جو یہ قضا ہو تو اے غافلو قضا سمجھو

ملفوظ (۱۲۳)

فرمایا بعض اہل تشیع افراط و تفریط میں پڑ کر صحابہ کرام پر بدظن رکھتے ہیں ان میں اگر یہ فعل ناشائستہ نہ ہوتا۔ تو محبت اہل بیت تخم ایمان ہے۔ ان کی مبالغات شعرگوئی اور رموز سخنوری سے مضمون محبت تازہ ہوتا ہے۔ چنانچہ دبیر لکھنوی واقعہ کربلا کے بیان میں لکھتا ہے ؎

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے ❊ رن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے
شمشیر بکف دیکھ کے حیدر کے پسر کو ❊ جبریل لرزتا ہے سمیٹے ہوئے پر کو

ہمیں بقاعدہ خذ ما صفا ودع ما کدر وکلمۃ الحکمۃ ضالۃ الحکیم کسی کی غلو و افراط سے کیا غرض۔

محرر سطور بشرط اجازت حضرت قبلہ عالم مطابق مضمون ہذا کے دو شعر اور یہاں درج کرتا ہے ؎

سبطین نبیؐ یعنی حسنؓ اور حسینؓ ❊ زہراؓ و علیؓ کے دونوں وہ نور عین
عینک ہے تماشائے دو عالم کے لئے ❊ اے ذوقؔ لگا آنکھوں سے ان کے نعلین

محرر سطور کو یاد ہے کہ اس مجلس سے پہلے ایک شخص نے مرثیہ خوانی اور حالات کربلا سننے کا مسئلہ استفسار کیا تھا۔ فرمایا واقعیہ سچے حالات واعظین اہل علم کی زبان سے سننے بہت اچھا اور مرغوب امر ہے ایسی مجلس عرس کی صورت ہو جاتی ہے لیکن بشرطیکہ وہ مجلس رسم ورواجی امور ضرب خدو دشق جیوب (منہ پر طمانچے مارنا

Marfat.com

اور گریبان پھاڑنے) وغیرہ سے خالی ہو۔ جیسا کہ اہل زمانہ اس سے مشغول ہوتے ہیں۔ درد اور چیز ہے رسم اور چیز۔ ایسے امور درد و محبت کے ساتھ لازم نہیں ہیں۔ (جزاک اللہ عنا وعن جمیع المسلمین یا مجدد الشریعۃ والطریقۃ) مترجم عفی عنہ۔ (اے شریعت وطریقت کے مجدد خدا آپ کو ہم سب اہل اسلام کی طرف سے جزا عطا فرمائے) ؎

ملفوظ (۱۲۴)

فرمایا گروہ اہل اللہ اولیاء سلف کے ساتھ برابری کا دم مارنا حرکت نبض سوداوی کی طرح بے قاعدہ ہے۔ یعنی خیال محال ہے۔ بایزید بسطامیؒ کا ایک آتش پرست ہمسایہ تھا۔ ان کے انتقال کے بعد دوسرے مسلمانوں نے اس کو اسلام کی دعوت دی اور حضرت بایزیدؒ کے حسن خاتمہ کو اسلام کی فضیلت پر شاہد بنایا۔ اس گبر نے جواب میں کہا کہ جو اسلام بایزیدؒ میں تھا اس کے ادائے حقوق مشکل ہیں۔ اور میں بجا نہیں لاسکتا۔ کیونکہ میں اس کا ہمسایہ تھا۔ حضرت بایزید کا مکان میرے مکان کے نیچے ہے۔ ہمیشہ خاکروبہ اور خس و خاشاک میں اس کو ایذا دینے کے لئے اوپر سے اس کے مکان اور صحن اور راہ میں ڈالا کرتا۔ ہرگز غصہ کی کیفیت اس پر کبھی طاری نہیں ہوئی۔ تاکہ ایک دن میں نے نجاست کا طشت اس پر ڈالا۔ اس کا سر اور ڈاڑھی اور کپڑے سب آلودہ ہو گئے۔ بلا شکایت و حکایت حمام میں جا کر غسل کیا۔ اور اپنے شغل میں مشغول ہو گیا۔ اور جو تم لوگوں کا اسلام ہے دلآزاریوں وغیرہ سے بھرپور ایسے اسلام سے گبر ہی بہتر ہوں۔ پس مہر بہ لب ہو کر خون جگر کھانا اور خاموش بیٹھنا ان سلف صالحین کا کام ہے ؎

خون دل پینے کو اشک جگر کھانے کو ؎ یہ غذا ملتی ہے جاناں تیرے دیوانے کو

ملفوظ (۱۲۵)

فرمایا انصاف کی حقیقت جہان سے بہت دور ہو گئی ہے۔ اور راستی بہت کم ہو گئی ہے۔ زمانہ کی صورت حال ان لوگوں کے لئے جن کا تعلقات کے بغیر چارۂ کار نہیں

Marfat.com

یہ شہادت دیتی ہے کہ معاش و معاملہ کو درمیانہ صورت میں بسر کریں۔ بردباری میں ایسے بزدل اور زبون نہ ہوں کہ ان کو مکھیاں بھی چاٹنے لگیں۔ بلکہ نامراد اور کم ہمت آدمی کو نصرت و فتح کم ہوتی ہے۔ اور اہل دنیا سے ایسا اختلاط بھی نہ کریں کہ دینی ذوق برباد ہو جائے معاش و معاد (دنیا و آخرت) ہر دو کو زیر نظر رکھنا چاہیئے۔ اسباب کو بالکلیہ چھوڑ دینا اور بیکاری کو توکل نہیں کہتے اور ہمہ تن و جان اسباب سے ایسا تعلق کہ مسبب سے غفلت ہو علامت ناشاد زیستن اور ناخوش مردن کی ہے۔ مسبب الاسباب پر توکل سے اسباب کا تعلق کارخانۂ دین و دنیا کی بنیاد ہے۔ مترجم نے قبلہ بابوجی سے سنا ہے کہ ایک موقعہ پر حضرت قدس سرہٗ نے مجھے وصیت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ نہ تو لوگوں سے ایسا علیحدہ ہونا کہ نشانہ بن جائے اور نہ ایسا مل کر رہنا کہ اپنا کام بھی چھوڑ بیٹھے۔ مترجم کہتا ہے کیا حکیمانہ وصیت ہے ؎

نمے گویم کہ از عالم جدا باش ❖ ولے ہر جا کہ باشی با خدا باش

ہتھ کار ول دل یار ول ؎

ملفوظ (۱۲۶)

فرمایا کہ اہل دل کی زبان سے نکلا ہوا سخن دلوں کا پذیرا ہوتا ہے۔ پنجابی زبان میں علیحیدر صاحبؒ کے اشعار اہل ذوق و شوق کے لئے گویا نشر دل دوز ہیں۔ حضرت موصوف چشتی مشرب حضرت مولانا فخرالدین دہلویؒ کے مرید ہیں۔ ان کی کلام سے درد و محبت کی بُو آتی ہے۔ ان کا مزار پر انوار تنزہت گاہ مقام ہے۔

پھر فرمایا صاحبزادہ محمود صاحب فن شعر کے ساتھ پوری دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کی تقریر رنگین مضامین سے پُر ہوتی ہے۔ ان ایام میں ان کا منظومہ نوازشنامہ شرف سعادت سے وصول ہوا۔ اگرچہ شعر و شاعری میرا شغل نہیں۔ لیکن یہ چند اشعار ان کے جواب میں لکھے گئے۔ ؎

صبا ز طرۂ شبرنگ مہوش طناز ❖ کشود نافہ مشکیں بروئے اہل نیاز

Marfat.com

کسی مہوش کی زلف سیاہ سے صبا نے اہل نیاز پر نافۂ مشکیں کھولا

کیم گدائے درِ مفلسی و کوتاہ دست ❊ کجا ایں غالیہ عطری و قصہ ہائے دراز

میں تو ایک مفلس درویش ہوں — یہ غالیہ اور عطر وغیرہ میرے ہاں کب میسر ہیں

توئی کہ ذرہ صفت را بر آسماں بردی ❊ چگونہ شکر تو گوید کمینہ بندہ نواز

تو وہ ہے جس نے ذرہ کو آسمان پر شرف بخشا — یہ کمترین کہاں شکر ادا کر سکتا ہے

غرض ادائے نیاز است ورنہ حاجت نیست ❊ کمال حشمتِ محمود را بعجزِ ایاز

ادائے نیاز مطلوب ہے — ورنہ حشمت محمود کو عجز ایاز کی کیا حاجت ہے

چو فیض اقدس او مسطار فیض تقدیس است ❊ مرا چہ غم ز رقیبان دیر و حانِ مجاز

جب فیض اقدس فیض مقدس کا مسطر ہے — تو مجھے دیر و میکدہ کے رقیبوں سے کیا غم

رہین ساقئ چشم کہ جرعہ بچشاند ❊ ز جام چہرۂ ترکان مہوشانِ حجاز

چشم ساقی کا مرہون ہوں کہ حجاز کے ترکان مہوشاں کے جام چہرہ سے جرعہ شراب عشق پلادے

بہ بزم بادہ فروشاں بہ نیم جو نخرند ❊ متاع زاہدِ طماع حج و صوم و نماز

بادہ فروشان محبت الٰہی کی مجلس میں لالچی — زاہد کا متاع حج و صوم و نماز نیم جو پر بھی نہیں لیتے

مرا ز پیرِ مغاں رازہائے سربستہ است ❊ فغاں ز واعظِ خود بیں کجا است محرمِ راز

مجھے پیر مغاں سے سربستہ راز حاصل ہیں — واعظِ خود بین سے پناہ یہ کہاں محرم راز ہے

اگرچہ حسن نواز مہر غیر مستغنی است ❊ من آں نیم کہ ز ایمانِ خویش آئیم باز

اگرچہ تیرا حسن غیر کی مہر و محبت سے بے پرواہ ہے لیکن میں وہ نہیں کہ اپنے ایمان سے باز آجاؤں

فیض اقدس اور فیض مقدس کی تشریح مکتوب ۱ میں ملاحظہ ہو۔

ملفوظ ۱۲۷

فرمایا آثار و برکات اہل اللہ سے کوئی زمانہ خالی نہیں گذرا ہے اور نہ ہوگا۔ حدیث شریف میں مخبر صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی اس وقت کہ زمین پر اللہ اللہ نہ کہا جائے۔ انشاءاللہ مشائخ چشت کی برکت زمین میں قیامت تک باقی رہے گی۔ اور یہ سلسلہ ضائع نہ ہوگا۔ ہاں اتنا قدر ضروری ہے کہ ہر شخص

Marfat.com

توحید کے درجات اور معرفت میں حسبِ وقت اور اپنے زمانہ کے قائم ہوتا ہے۔ چنانکہ عہد نبوت دور ہوتا جاتا ہے۔ برکت کم ہوتی جاتی ہے اور بحکم الرجل عنی الرجل فرق آجاتا ہے۔ لیکن کوئی شخص اہل علم و عقل سے یہ نہیں کہہ سکتا کہ گندم اور چرب روٹی نہ ملنے پر خشک روٹی اور باجرہ نہ کھایا جائے۔ خواہ جان فاقہ سے ہلاک ہو بلکہ ضرور ماحضر پر کفایت کرنی پڑتی ہے۔ کہ اس کے بغیر چارہ نہیں۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں۔ کوئی بشر صفا و میل سے خالی نہیں ہے۔ مگر خدا کی مخلوق دو قسم ہے ایک گروہ سعداء دوسرے اشقیاء۔ سعید کی نظر صفا پر پڑتی ہے اور اپنا حصہ اُٹھا لیتا ہے۔ اور شقی کی نظر حسب مقسوم ازلی اپنے کے ہزار ہا صفا سے قطع نظر کر کے میل پر پڑتی ہے اور بے نصیب رہتا ہے۔ بدگمانی شیطانی وسوسہ ہے۔ حافظؒ فرماتے ہیں ؎

پاک بین از نظر پاک بمنزل برسید ❊ احول از چشم دو بین در طمع خام فتاد

پاک بین اپنی پاک نظری سے منزل تک پہنچ گیا ❊ لیکن یک چشم دوبینی کیوجہ سے خام طمع میں رہ گیا

ملفوظ (۱۲۸)

فرمایا علماء اور واعظین کو چاہیئے کہ ان کی کلام اور تقریر دوسروں کو موجب تنفیر نہ ہو۔ بہ قاعدہ ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة (خدا کی راہ کی طرف حکمت اور بہتر پند و موعظت کے ساتھ بلا) عمل کرنا چاہیئے۔ نہ جوش بشریت اور نفسانیت کے ساتھ عوام اہل تشیع کا فضائل صحابہ کرامؓ اور ان کے باہمی اختلافات سے چشم پوشی کی مصلحت اور عقیدہ مسئلہ خلافت سے ناواقف رہ جانا اسی وجہ سے ہے کہ واعظ اور عالم اول ہی سے فتویٰ اور تردید میں زبانیں کھول دیتے ہیں۔ بلکہ اس حد تک پہنچتے ہیں۔ کہ کہتے ہیں کہ ان کی توبہ بھی منظور نہیں۔ اگر ابتداءً بغرض ثواب فضیلت اہل بیت پاک جیسا کہ آثار سے ثابت ہے بیان کرتے اور تن و جان کو اسیر محبت خاندان نبوت گردانتے تو انشاءاللہ تعالیٰ دوسرے بھی حسن ظن سے حاضر ہو کر عقیدہ صحیحہ سُنیہ سے بہرہ مند ہوتے گویا بے حکمتی کے باعث فریق مخالف کے ظن میں یہ امر ثابت ہوا ہے کہ سُنی وہ ہوتا ہے

Marfat.com

کہ جس کو اہل بیت پاک کی محبت نہ ہو۔ اتفاقاً ایام سفر میں ایک جگہ ہمارا قیام تھا۔ ہر دو فریق سنی و شیعہ حاضر ہوئے۔ ہمارے دل میں آیا کہ بہتر ہے یہ بھی فائدہ سے خالی نہ رہیں اور بغض صحابہ کرام بہ اثر صحبت و مجالست و مکالمت ان کے دل سے نکل جائے ہرچند کہ وہ مجلس مناظرہ اور کسی کو الزام کے لئے منعقد نہ تھی۔ مگر وہاں جو علماء حاضر تھے انہوں نے اپنا کام شروع کر دیا۔ ان کا امیر مجلس ایک عالم تھا کہ کتب فریقین کی عبارتیں اس کو نوک زبان یاد تھیں۔ بحث و تردید کے فن میں بھی خصوصیت تامہ رکھتا تھا بے محابا گفتار میں اور بلا پرسش اظہار میں شروع ہوا۔ ہم نے ہرچند اغماض و تحمل کیا۔ مگر اس نے خلاف آداب مجلس کے کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا۔ آخر طبیعت شور شغف سے تنگ آئی۔ ہم نے اس سے پوچھا۔ کہ مولوی صاحب آیت شریف محمد الرسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ترٰھم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود (محمد علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں کفار پر سخت اور آپس میں مہربان ہیں انہیں دیکھیگا کہ رکوع اور سجدہ میں ہوں گے سجدوں کی وجہ سے ان کے چہروں پر علامات (جلوہ گر ہیں) تا لیغیظ بھم الکفار تک سے ثابت ہوا۔ کہ غیظ صحابہ علامت کفر ہے۔ اور صحیح بخاری میں قصۂ دعویٰ فدک میں حضرت صدیق سے فغضبت فاطمۃ مذکور ہے پس غیظ فاطمۃ الزہرا حضرت صدیق اکبرؓ پر کیا وجہ رکھتا ہے۔ ہرچند کہ بہت تھوڑی اور سہل بات ہے لیکن تم سے اس کے جواب کی امید نہیں آخر حکمت الٰہی کو یہی منظور ہوا کہ اس مولوی صاحب نے خفیۃً کہا کہ مجھے عام مجلس میں رسوا نہ کیا جائے میں جواب سے معذور ہوں۔

محرر سطور کہتا ہے کہ یہ اس کا سکوت حضرت قبلہ عالمؒ کی کرامات سے ہو گا کہ اس کا دل رعب ولی سے ڈر کر بجا نہیں رہا۔ شائد جواب یہ ہو کہ غیظ کفار با مومنین اسلام کے مقابلہ میں ہو۔ مطابق شہادت آیت کریمہ وما نقموا منھم الا ان یؤمنوا باللہ العزیز الحمید ہ وھل تنقمون منا الا ان اٰمنا باللہ۔ اور مومن کا غیظ مومن

Marfat.com

ساتھ عوارض طبعی سے ہوتا ہے نہ بوجہ اسلام کے اور ایسے عوارض سے صحابہؓ کی عصمت ضروری نہیں واللہ اعلم۔ (مسئلہ فدک اور دلائل خلافت راشدہ تفصیلاً فتاویٰ مہریہ میں ملاحظہ ہوں۔ مترجم)

ملفوظ (۱۲۹)

فرمایا۔ آج کل لوگوں نے عجیب طور اختیار کر لیا ہے۔ معجزات وکرامات کا انکار کرتے ہیں۔ حدود شرع کی پرواہ نہیں رکھتے۔ اور اس مذہب غیر مہذب کو کبھی آزادی اور کبھی روشنی جدید گاہے قانون قدرت سے موسوم کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ نازیبا روش انکار قدرت اور تاریکی شب اوہام ہے۔ جو دلوں پر چھائی ہوئی ہے۔ گویا تسمیتہ الضد بالضد ہے۔ تعلیم الٰہی مافوق عقل بشری ہے۔ ہرچند کہ عقل کی مشعل علوم پاکیزہ کے فہم میں کار آمد ہے۔ لیکن باوجود وساوس باطلہ اور اوہام عاطلہ جو مخصوصان ایزدی ارباب وحی ورسالت کے بغیر ہر ایک کی عقل کے ساتھ عموماً دامنگیر ہوتے ہیں۔ محض عقل سابقہ عنایت الٰہی کے بغیر صراط مستقیم تک رسائی سے عاجز ہے ورنہ بعثت انبیاء علیہم السلام کی ضرورت نہ تھی۔ غور کا مقام ہے کہ جب عقل پہ دنیاوی تدابیر میں کلی اعتماد نہیں ہے۔ گاہ امداد حق سے کام اچھا ہوتا ہے اور گاہے اس کا تیر تدبیر نشانہ سے دور پڑتا ہے۔ تو عالم غیب کے معاملات میں کہاں عقل پر بھروسہ درست ہوگا۔ ہرچند کہ شعاع آفتاب جہاں میں موجود ہے۔ لیکن آتشی شیشہ میں شعشاں کے بغیر جلانے کی قوت پیدا نہیں کرتا۔ وسائل کے سوا کام درست نہیں ہوتا۔ ادنیٰ فنون کے حصول میں بھی "جائے استاد خالی است"۔ پس خدادانی اور حق شناسی کے فن میں بطریق اولیٰ ان معلمین کی ضرورت ہے کہ جن کے نفوس قدسیہ کو دلائل نظریہ کی حاجت نہیں۔ اور ان کے مشاہدات ویقین کے سامنے مخالفین کے دلائل ہیچ وپوچ تار عنکبوت کی طرح ہیں۔ محرر سطور اس ملفوظ شریف کے مناسب چند شعر مثنوی مولانا رومؒ سے درج کرتا ہے ؎

باخدا ہم دعوے فرزانگی ٭ سخت جہل است ورگ دیوانگی

خدا کے ساتھ دانائی کا دعوے ٭ سخت جہل وجنون ہے

عقل تو گورے مجصص از برون ٭ چیست درو سے مردۂ لاشے زبون

تیری عقل گچ شدہ قبر کی مانند ہے ٭ جس میں لاشئے عاجز مردہ دفن ہے

Marfat.com

سرکشی از حق کہ من دانا دلم ❋ حاجت وحیش ندارم عاقلم

تو خدا سے سرکشی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں دانا ہوں — مجھے وحی کی ضرورت نہیں

لغزشے تو حاجتے پیدا کند ❋ در دمے عقل ترا رسوا کند

تیری لغزش ایک ایسی حاجت پیدا کرتی ہے — کہ تھوڑے سے وقت میں تیرے عقل کو رسوا کر دیتی ہے

عقل کو با کبر مے دارند خلق ❋ حمق ہست و عقل پندارند خلق

جو عقل کبر و غرور کے ساتھ ہو — وہ اصل میں حماقت ہے

کبر شہر عقل را ویراں کند ❋ عاقلاں را گمرہ و ناداں کند

کبر و غرور عقل کے شہر کو ویران کر دیتے ہیں — عقلمندوں کو گمراہ اور نادان کر دیتے ہیں

چوں نہ آموزش خرد را یافتی ❋ پس ز تعلیمش چرا سر تافتی

جب اسکی تربیت سے تو نے عقل حاصل کی — تو پھر اس کی تعلیم سے کیوں سر موڑتا ہے

اندرون خویش را روشن بداں ❋ آنچہ مے تابد بتابد ز آسماں

جو کچھ تیرے اندر روشنی ہے — سب عالم غیب کی طرف سے ہے

عقل در اسرار حق بس نارسا است ❋ آنچہ گاہ گاہ مے رسد ہم از خدا است

عقل کو اسرار حق میں رسائی حاصل نہیں — اور جو کچھ کبھی حاصل ہو جاتا ہے خدا کی طرف سے ہوتا ہے

زر عقلت ریزہ است اے متہم ❋ بر قراضہ مہر سکہ چوں نہم

تیرے عقل کا سونا ایک معمولی ریزہ ہے — اس پر مہر سکہ کیسے لگایا جائے

عقل تو قسمت شدہ بر صد مہم ❋ بر ہزاراں آرزوئے طم و رم
(اموال بسیار)

تیری عقل ہزاروں مہمات میں منقسم اور مال کی ہزاروں آرزوؤں میں پریشان ہے

عقل جزوی ہمچو برق است و درخش ❋ در درخشے کے تواں شد سوئے وخش

تیری جزوی عقل برق کی طرح عارضی چمک رکھتی ہے جس میں شہر وخش[1] کی طرف جانا مشکل ہو سکتا ہے

عقل رنجور آردش سوئے طبیب ❋ لیک نبود در دوا عقلش مصیب

بیمار کی عقل اس کو طبیب کی طرف لے آتی ہے لیکن بعض اوقات طبیب کی عقل دوا میں صحیح تدبیر نہیں کر سکتی

زیں قدم زیں عقل رو بیزار شو ❋ چشم غیبی جو و برخوردار شو

[1] شہر از ولایت ختلان

Marfat.com

اس قدم اور عقل سے بیزار ہو غیبی آنکھ تلاش کر اور کامیابی حاصل کر

زیں نظر زیں عقل ناید جز دوار ❊ پس نظر بگذار بگزیں انتظار

اس ظاہری نظر سے بجز سرگردانی کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس کو چھوڑ اور فضل خداوندی کی انتظار کر

گر بہ فضلش پے ببردے ہر فضول ❊ کے فرستادے خدا چندیں رسول

اگر ہر فضول انسان کو فضل خداوندی تک رسائی ہوتی۔ تو پھر اللہ تعالیٰ اسقدر رسول کیوں بھیجتا

ملفوظ (۱۳۰)

ایک شخص نے عرض کی کہ ہمارے گاؤں میں نقشبندی المشرب درویش رہتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہم کو باقی سارے خاندانوں پر فوقیت ہے۔ کیونکہ جامیؒ نقشبندی تھے۔ اور انہوں نے فرمایا ہے ؎

اول ما آخر ہر منتہی ❊ آخر ما جیب تمنا تہی

پس حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ کام دعوے سے درست نہیں ہوتا۔ کہ ہر نقشبندی جامی علیہ الرحمۃ کی ہمسوزنی کا دم مارے۔ اس سخن کا حق اس شخص کو پہنچتا ہے۔ کہ اولاً وجود موہوم کی نفی کر کے کلمہ لاالہ الا اللہ کو بتصور لاموجود الا اللہ دل و جان کا ورد کرے۔ شاہ نیاز احمد چشتی بریلویؒ اپنے دیوان میں فرماتے ہیں ؎

مدرسہ میں عاشقوں کے جس کی بسم اللہ ہو ❊ اس کا پہلا ہی سبق یار و فنا فی اللہ ہو

یہاں تک بجز ان لوگوں کے جن کا مشرب توحید وجودی ہے اور سوائے ان کے نیازمندوں کے کسی کو رسائی نصیب نہیں ہوئی۔ اور جامی علیہ الرحمۃ بھی مسئلہ توحید وجودی میں ان حضرات کے ہم مشرب تھے۔ نہ اس زمانہ کے نقشبندیوں کی طرح۔ جامی علیہ الرحمۃ کی کتاب تحفۃ الاحرار دیکھنی چاہیئے۔ کیا فرماتے ہیں ؎

گرچہ نمایند بسے غیر تو ❊ نیست دریں عرصہ کسے غیر تو

با تو خود آدم کہ و عالم کدام ❊ نیست ز غیر تو نشان غیر نام

Marfat.com

بحریکے موج ہزاراں ہزار ؛ روئے یکے آئینہا بے شمار
کثرت صورت زصفات است وبس ؛ اصل ہمہ وحدت ذاتست وبس

(یعنی گرچہ عالم نمود میں مظاہر کثرت کی نمائش ہے۔ لیکن عرصۂ وجود میں تیرے بغیر کسی اور چیز کا ثبوت نہیں۔ وجود وحدت کے سامنے آدم کون اور عالم کیا۔ وحدت مغائر نامِ تعین کے سوا کسی چیز کا نشان بھی نہیں ہے۔ مثال کے طور پر ایک ہی دریا کی ہزاراں در ہزار (لکھوکھا) امواج ہیں۔ ایک منہ کا عکس بے شمار آئینوں سے نمود ہے۔ صور کی کثرت صفات کے تنزلات سے ہے اور بس۔ سب کا اصل وحدت ذات ہے اور بس ۔۔ محض نقشبندی ہونے کو یہ حق حاصل نہیں کہ۔ اول ما آخر ہر منتہی ہو طالب جب تک اپنی ہستی کو گم نہ کرے اس جگہ تک نہیں پہنچتا ۔

قول نیاز بشنو یعنی زخود بروں شو ؛ چوں از خودی برآئی باشی خدا رسیدہ

(یعنی نیاز احمد کی بات سُن خودی سے باہر ہو تو خدا کو پالے گا) مترجم کہتا ہے کہ قبلہ بابو فرماتے ہیں کہ حضرت قدس سرہٗ حضرت جامی علیہ الرحمۃ کی اس رباعی کو مضمون توحید کا خا فرمایا کرتے تھے ۔

نہ بشر خوانمت اے دوست نہ حور و پری ؛ ایں ہمہ بر تو حجاب اند تو چیزے دگری
ہیچ صورت نتواند کہ کند بند ترا ؛ در صور ظاہری اما نہ اسیرِ صوری

(یعنی یہ سب تعینات و اشکال تیرا لباس ہیں تیری حقیقت ان میں بند نہیں۔ سب میں ظہور کے باوجود سب سے ورا ہو۔)

اس مسئلہ پر عقلی اشکالات کے ازالہ میں سلسلہ چشتیہ کے مشہور شیخ طریقت حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی کا رسالہ سوا السبیل کلیمی قابل دید ہے لیکن اصل الاصول کسی کا کی دید ہے، فقط کتابوں سے عقدہ حل نہیں ہوتا ؛

ملفوظ (۱۳۱)

مولوی عبداللہ صاحب مرحوم سکنہ ڈھوک مکھن کو مخاطب کر کے فرمایا کہ عمدہ نتا

Marfat.com

مسالک و پسندیدہ ترین مشارب میرے نزدیک یہ ہے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ پس اس قدر ملفوظ شریف پر نماز مغرب کی اذان شروع ہوئی اور جماعت کے لئے مجلس برخاست ہوگئی۔

مترجم کہتا ہے کہ اس قدر سے بھی نتیجہ واضح ہے۔ یعنی اصل کار استقامت بر شریعت اور اتباع سرکار رسالت ہے ؎

ملفوظ (۱۳۲)

ایک شخص عالم متوطن علاقہ ڈیرہ اسماعیل خان کہ اپنی نسبت خاندان نقشبندیہ سے ظاہر کرتا تھا بغرض استفاضہ حاضر خدمت اقدس ہوا۔ بعد ادائے اوراد ضحیٰ کے پہلی تلقین یہ تھی کہ فرمایا۔ اس زمانہ میں خام مزاج لوگوں کی یہ عادت ہوگئی ہے۔ کہ نقشبندی کہتے ہیں کہ چشتی کچھ چیز نہیں اور چشتی کہتے ہیں نقشبندی کچھ نہیں۔ ایسا ہی قادری وغیرہ ایک دوسرے کے درپے ہیں۔ متقدمین مشائخ اس ناپسند طریقہ سے بہت دور گذرے ہیں۔ ان کے دلوں میں ایسے فاسدہ خیالات نے ہرگز راہ نہیں پایا۔ اگر اپنی نسبت سلاسل صوفیہ کی طرف اس خیال سے کی جائے۔ پس یہ سلاسل راہ خدا میں سراسر حجاب اور زنجیر ہوتے ہیں نہ ذریعہ وصول الی اللہ۔ ایسا ہی مذاہب اربعہ کے مقلد اگر ایک دوسرے پر حملہ کریں اور کہیں کہ حنفی کچھ نہیں یا مالکیوں نے نہیں سمجھا اور ایک دوسرے سے کلی مفارقت برتیں۔ پس اس صورت میں تقلید مذاہب بھی حجاب ہے۔ بعدہٗ اس مضمون پر فتوحات کی عبارت پڑھ کر فرمایا۔ یہ عین حق و انصاف ہے مگر ناسمجھ آدمی ایسی کلام کو اپنے زعم میں دوسری طرف لے جاتے ہیں۔ لہٰذا کلموا الناس علی قدر عقولھم (یعنی لوگوں کے ساتھ ان کی سمجھ کے مطابق کلام کرو) کو لحاظ رکھا جاتا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس ملفوظ سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت قدس سرہٗ فروعی اختلاف میں تشدد اور تعصب کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور اسی وجہ سے آج اسلامی فرقے آپس میں دست بگریباں ہیں اگر ہر فرقہ

Marfat.com

اپنے مسلک پر قائم رہتے ہوئے دوسرے کے خلاف کیچڑ نہ اچھالنا اور بدعت شرک اور تکفیر و تفسیق کے فتاوی صادر نہ ہوتے تو اس قدر خرابی ہرگز پیدا نہ ہوتی۔ اور یہی معتدل مسلک صوفیائے کاملین اور علمائے ربانیین کا ہے ؂

ملفوظ (۱۳۳)

فرمایا کہ اگلے زمانہ میں لوگ اول علم کے ساتھ مشغول ہوتے تھے اور علوم ظاہری میں دستگاہ کامل رکھتے تھے۔ بعدہٗ بغلبۂ حال صوفی ہوتے تھے۔ پس ان کی روش شیطانی وسوسہ سے پاک ہوتی تھی اب بباعث کوتاہ ہمتی کے پہلے ہی سے صوفی بننا شروع کر دیتے ہیں۔ پس بہت سی خطاؤں کا مبدا یہی امر ہے ؂

ملفوظ (۱۳۴)

سماع کے بارہ میں فرمایا۔ کہ قدوۃ المحققین حضرت خواجہ شمس الحق والدین حضور سیالوی کی خدمت میں سماع کے بارہ میں عرض کی گئی تھی۔ فرمایا اہل اللہ کے نزدیک سماع کوئی مقصود بالذات چیز نہیں ہے۔

مترجم کہتا ہے اس ملفوظ سے ان لوگوں کا یہ الزام رفع ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ چشتیا کے نزدیک منزل مقصود تک رسائی سماع کے بغیر مشکل ہے ؂

ملفوظ (۱۳۵)

توحید کے بارہ میں ذکر شروع تھا۔ فرمایا کہ مقصود اصلی طالبان حق کے لئے یہ ہے کہ ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق تعالے نے بخطاب فاعبد واللہ مخلصا لہ الدین عبادت و ذکر الٰہی پر استقامت کا حکم فرمایا ہے۔ لہٰذا محمدی مشرب درویشوں کے لئے یہی امر مقصود اسی ہے۔ باقی صوفیائے کرام کے مسائل اور ان کے ارشادات دقیقہ از قسم واردات اور کیفیات کے ہیں اور ان پر حالات کا وارد ہونا

Marfat.com

ان کے ارواح طیبہ کے حسب مناسبت ہوتا ہے۔ اسی لئے توحید وجودی اور شہودی ہر دو برحق ہیں۔ ہر دو کے قائلین مقبولوں کے فرقہ سے ہیں۔ اگرچہ ہم نے کچھ نہیں دیکھا۔

محرر سطور کہتا ہے۔ "کہ اگرچہ ہم نے کچھ نہیں دیکھا" یہ کلمہ از قسم کسر نفس ہے۔ ورنہ حضرتنا ومرشدنا کا طی مقامات میں اپنے زمانہ میں کوئی نظیر نہیں ہے اور جو مقبولیت کہ اہل اللہ کو ہوتی ہے کوئی شخص آپ کے زمانہ میں آپ کو نہیں پہنچا۔ الا ماشاء اللہ۔

مترجم کہتا کہ حضرت قدس سرہٗ کی ذات گرامی مجسم تسلیم و نیاز تھی۔ تعلی اور دعویٰ آپ سے کوسوں دور تھا۔ ہاں بعض اوقات کسی خاص مصلحت کی وجہ سے یا وجدانی کیفیات سے سرشاری کے عالم میں کچھ قلم یا زبان سے نکل گیا۔ چنانچہ آپ کے بعض اشعار اس پر شاہد ہیں۔ خصوصاً حصہ اول اکتیسویں[۱۳۱] ملفوظ میں آپ کی غزل قابل غور ہے جس میں اپنے مقام کی طرف اشارہ فرمایا۔ اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ باوجود اس کے کہ آپ توحید وجودی کے قائل تھے۔ مگر حضرات شہودیہ کے ساتھ بھی حسن ظن اور عقیدت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا یہ ہے کمال اعتدال اور حق پسندی۔ جن کے فقدان کی وجہ سے آج مسلمانوں کی آپس میں وہ سرپھٹول شروع ہے کہ نعوذ باللہ۔ ظفر شاہ دہلوی کیا اچھا فرما گئے ؎

ظفر آدمی اس کو نہ جانیئے گا خواہ کیسا ہو صاحب فہم و ذکا
جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا

فرقہ بندی کا بھوت ایسا سر پر سوار ہے کہ اصول دین اور فروعی مسائل کے مابین امتیاز بھی اُٹھتا جا رہا ہے ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں مُلّا ❊ کارِ طفلاں تمام خواہد شد

اگر فروعی اختلاف میں یہی تشدد رہا تو پھر اسلام کا خدا حافظ ہے۔ والی اللہ المشتکیٰ ❊

ملفوظ (۱۳۶)

محرر سطور نے بعد نماز ظہر کے خدمت اقدس میں عرض کی کہ مجازی عشق بھی

Marfat.com

وصول بہ عشق حقیقی کا ذریعہ ہوتا ہے۔ فرمایا کہ بہت کم بہت کم بہت کم۔ بشرطیکہ جلدی جلدی یا روزانہ اہل سعادت صالحین کی صحبت نصیب ہو۔

بعدہٗ اسی مجلس میں ایک شخص نے خواجہ حافظؒ کے اس شعر کا معنی استفسار کیا کہ ؎ بُشریٰ اذا السلامۃ حلت بذی سلم

فرمایا کہ سلامت اشارہ بمحبوبہ ہے اور ذی سلم اس کے ورود اور سکونت کا مقام عشاق کی رسم ہے کہ اپنے نالہ اور دردوں کو آثار کی یاد میں ملاکر فریاد کرتے ہیں۔ گاہے در و دیوار گاہ کوچوں اور دوسرے نشانوں کو یاد کر کے اظہار عشق اور درد کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہندی میں گاتے ہیں ؎

مینڈے ماہی والیاں ٹاہلیاں میںنوں اوہ پیاں دسدیاں نی۔

مترجم کہتا ہے۔ یعنی اس ہندی گیت کے مطابق حضور انورؒ نے بھی اپنی ایک غزل میں فرمایا ہے ؎

اجے بھی اُوہ پیاں دسدیاں سانوں ماہی والیاں ٹاہلیاں

(ماہی والیاں ٹاہلیاں سے مراد مقام عما و نفس رحمانی و حضرت اسماء ہے)

بعدہٗ فرمایا۔ کہ تخلیہ میں ایسے آبیات شوقیہ کے مطالعہ میں مشغول ہونا سماع مزامیر وغیرہ سے بہتر ہے۔ پھر فرمایا کہ عشق مجازی کا کوئی فائدہ نہیں۔ مگر اس قدر کہ بعض سرد مزاج کو قدرے حرارت پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن ہر جگہ راست نہیں آتا۔ بلکہ مضر ہے اہل علم کو لازم ہے کہ ایسی خصائل سے بہت دور رہیں اور اپنی آبرو کو آب جو نہ بنائیں۔

مترجم کہتا ہے۔ کہ اس ملفوظ میں ان لوگوں کے لئے کافی سبق ہے جو عشق بازی بازاں وطفلاں کو طریقت کا ایک خاص گر سمجھتے ہیں۔ انہیں اس کا خیال بھی نہیں آتا۔ کہ اس سے ارباب طریقت کی توہین ہوتی ہے جن کا یہ ارشاد ہے ز اللہ بس باقی ہوس) ❊

ملفوظ (۱۳۷)

حضرت قبلہ عالم ایک مرض میں مبتلا تھے کہ کسی دوا یا غذا کو معدہ قبول نہیں کرتا

Marfat.com

ایک لمحہ بھی قے اور ہیجان طبیعت سے آرام نہ تھا۔ آٹھ روز یہی حال رہا۔ مزاج مبارک اس حد تک نحیف ہوا کہ نماز اشارہ سے ادا فرماتے۔ حاضرین و غائبین کے دل اس واقعہ کے دیکھنے سننے سے نہایت متالم تھے۔ ایک دن بعد نماز صبح کے محرر سطور نے عرض کی کہ حضور کی یہ حالت شائد خلو معدہ سے ہو۔ گفتگو کی تاب نہیں رہی تھی مگر کمال مہربانی سے باریک آواز میں فرمایا کہ نہ نہ مرض سے ہے۔ ورنہ درویش کو ہفتہ عشرہ کا فاقہ ضرر نہیں دیتا۔ مترجم کہتا ہے۔ کہ یہ آنجناب کے عالم استغراق سے پہلے کا واقعہ ہے۔ ورنہ زمانہ استغراق میں تو اس سے بھی زیادہ ایام خورد و نوش کا سلسلہ مفقود ہو جاتا تھا۔ آپ کے خادم خاص حضرت مولینا محبوب عالم صاحبؒ فرماتے تھے۔ کہ بارہا آپ نے ہمارے غذا پیش کرنے پر ارشاد فرمایا کہ تم لوگ بھی مجبور ہو لیکن میں بھی مجبور ہوں۔ کیونکہ غذا جب سامنے آتی ہے تو مجھے زہر کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ یطعمنی ربی ویسقینی پر فائز ہو چکے تھے۔ عشق و محبت الٰہی غذائے روح بن چکا تھا جس کے بعد غذائے جسمانی کی طرف توجہ ہی نہ رہی ۞

ملفوظ (۱۳۸)

بروز عرس حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ختم ہونے مجلس کے زبان غیب ترجمان سے فرمایا کہ مشائخ متقدمین جب مستفیضوں میں سے کسی کو قابل جانتے تھے اسرار و معارف خاصہ کی تلقین اور مسئلہ توحید وجودی کے دقائق مقام خلوت میں دروازے بند کر کے تعلیم دیتے تھے تاکہ ناقص لوگ اپنی سمجھ کے مطابق غلطیاں نہ کھائیں اور اب عجیب زمانہ ہے کہ لوگ دراہم حاصل کرنے کے لئے ایسے مسائل کو اشتہاروں اور اخباروں میں شائع کر کے اہل بازار کی قیل و قال بناتے ہیں۔

مترجم کہتا ہے کہ بعض جہال اور بے سمجھ لوگ جو توحید کی آڑ میں احکام شرعیہ سے بے نیاز ہو جاتے ہیں ان کی ذمہ داری اس قسم کے مدعیان مشیخیت پر ہے جو ایسے اسرار و

Marfat.com

رموز نا اہلوں کے سامنے رکھتے ہیں ؎

ملفوظ (۱۳۹)

فرمایا کہ انسان حوادث کا محل ہے مرد کو چاہیئے کہ بزدلی اور نامردی کو عادت نہ بنائے۔ جلد باز آدمی حصول مرادات کے لئے سرعت اور جلدی کا برتاؤ کرتے ہیں۔ لیکن انواع اقسام پھولوں کا کھلنا اپنی بہار کے مطابق ہوتا ہے۔ محرر سطور کہتا ہے کہ شیخ افاض اللہ علینا من برکاتہ کا ارشاد آیت لکل اجل کتاب اور لکل نباء مستقر کے ساتھ کیسا مناسب پڑا ہے ؎

ملفوظ (۱۴۰)

ایک شخص نے بیان کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی مثیل مسیح کہتا ہے کہ میرے دشمنوں کو موت یاد کرتی ہے اور انتظار کر رہی ہے۔ جواب میں فرمایا کہ اس نے دشمنوں کی تخصیص میں خطا کی ہے اس کے دوستوں کو بھی موت یاد کرتی ہے اور انتظار کر رہی ہے کل من علیہا فان کا اس نے شائد لحاظ نہیں رکھا۔

مترجم کہتا ہے۔ کیا حسن اخلاق کا مظاہرہ ہے ایک کٹر درجے کے مذہبی مخالف اور آنجناب کے متعلق بدترین ننگی گالیاں دینے والے کو بھی ایسے عنوان سے یاد فرمایا جس سے قطعاً سب وشتم مترشح نہیں ہوتی ؎

ملفوظ (۱۴۱)

شان بے پایان سیدنا غوث الاعظم محبوب سبحانی حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کا ذکر شروع تھا۔ فرمایا کہ بعض سجادہ نشینان سلاسل کو آنجناب کا ارشاد کلمہ قدمی ھذا علی رقبۃ کل ولی اللہ (میرا یہ قدم اولیاء اللہ کی گردن پر ہے) اپنے سلسلہ کے اکابرین مشائخ مثل خواجہ بزرگ معین الحق والدین رضی اللہ عنہ اور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ

Marfat.com

وغیرہم کے متعلق گراں گذرتا ہے۔ لہٰذا حضرت محبوب سبحانی کے قول مبارک کی تخصیص تاویلوں سے کرتے ہیں۔ اور ان کے اس خیال کا منشاء بھی اپنے مشائخ سلسلہ کی تعظیم اور کمال محبت ہے۔ لیکن یہ کام ہم سے نہیں ہوسکتا۔ انصاف کرنا چاہیئے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچا ہوا ہے کہ جب یہ کلمہ حالیہ حضور سے صادر ہوا تھا اس وقت سعید میں حضرت خواجہ اجمیریؒ ایک پہاڑمیں بہ یاد الٰہی مشغول تھے۔ حضرت خواجہؒ نے جب غیب سے کلمہ گوش ہوش میں سنا بہ ادب تمام آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ علی راسی وعینی (میرے سر آنکھوں پر)۔

مترجم کہتا ہے کہ بعض حضرات سیدنا غوث اعظم اور حضور غریب نواز اجمیری کی ملاقات بلکہ ہم عصر ہونے سے بھی انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ سلسلہ صابریہ چشتیہ کے مشہور بزرگ حضرت شیخ محمد اکرمؒ صابری نے اپنی مشہور کتاب "اقتباس الانوار" میں حضور غریب نواز اجمیری کی ملاقات اور حضور غوث اعظمؓ سے استفادہ کو محققانہ انداز میں بیان فرمایا ہے۔

ملفوظ (۱۴۲)

فرمایا کہ سبحان اللہ قطب الاقطاب کا شان اس حد تک پہنچا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ جو عالم بزرگ ہوئے ہیں جبکہ ان کا ارادہ کتاب فتوح الغیب تالیف محبوب سبحانی کی شرح لکھنے پر مصمم ہوا۔ ان کے دل میں دہشت پیدا ہوئی کہ قلم اٹھانے کی جرأت نہ رہی۔ تاآنکہ اس غرض کے لیئے پا پیادہ لاہور حضرت شاہ ابوالمعالیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ ان کے واسطہ سے برزخی طور پر جناب سلطان اولیاء و جان اصفیا سے شرح لکھنے کی اجازت طلب فرما کر سرفراز فرمادیں۔ اور چونکہ شاہ ابوالمعالی صاحبؒ تعلق برزخی اور محبت سیدنا غوث اعظمؓ میں یگانہ اور وحید الدہر گذرے ہیں۔ اجازت طلب کر کے محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کو مشرف فرمایا۔ مترجم کہتا ہے کہ محققین علماء کے نزدیک فتوح الغیب کی نسبت حضور سیدنا غوث اعظم کی طرف درست ہے۔ لیکن غنیۃ الطالبین میں اختلاف ہے۔ اس نیازمند

Marfat.com

نے جب قبلہ بابو جی کے حسب ارشاد بغداد شریف کے مشہور حنفی عالم علامہ زہاوی کی خدمت میں اس امر کے متعلق استفتاء تحریر کیا۔ تو انہوں نے تحریر فرمایا کہ موجودہ غنیۃ الطالبین میں کافی الحاق شدہ عبارات ہیں اور اصل قدیمی نسخہ موجودہ نسخوں کے مقابل تقریباً تہائی کے برابر ہے ہوگا۔ لہٰذا برادران طریقت کو خیال رکھنا چاہیئے کیونکہ بعض عبارتوں سے مخالفین استدلال کرتے ہیں اور ایسا ہی صاحب نبراس نے تحقیق فرمائی ہے ؂

ملفوظ (۱۴۳)

حضرتنا و مرشدنا کی عادت مبارک تھی کہ حضور حضرت خواجہ شمس الحق والدین سیالوی کے عرس شریف پر دو تین پہلے اپنے شیخ کے مرقد منور کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے۔ ایام ہجوم مرض طاعون کے موقعہ پر عرس خواجہ کا اتفاق ہوا۔

محرّر سطور نے بمعہ مشتاقان دیدار پرانوار کے اسٹیشن سوہاوہ پر قدم بوسی حاصل کی۔ فرمایا کہ نواحی سیال شریف میں طاعون نے غلبہ پکڑا ہوا ہے۔ دوسرے رفقاء کی مرضی یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس دفعہ کا سفر معطل کیا جائے۔ مقام چکوڑے سے بھی اسی مضمون کا خط آیا تھا۔ مگر ہم نے جواب میں یہ شعر تحریر کیا ہے ؂

ہرچہ بادا باد آنجا مے رویم ؂ مسکن شاہ است آنجا مے رویم

یعنی جو کچھ ہونا ہے ہونے دو ہم تو وہاں جاتے ہیں وہاں ہمارے شاہ کا مقام ہے ضرور جاتے ہیں۔) مترجم کہتا ہے کہ کس قدر محبت شیخ کا عمدہ مظاہرہ ہے۔ جو لوگ بیعت کے بعد اپنے پیر طریقت کا مقام و مسکن بھی نہیں دیکھتے انہیں سبق لینا چاہیئے ؂

ملفوظ (۱۴۴)

ذکر خیر مشائخ کا تذکرہ ہوا۔ فرمایا شاہ ولی اللہ صاحبؒ دہلوی کے کمالات

Marfat.com

بے حد نہایت پہنچے ہوئے ہیں علم ظاہر و باطن میں اپنی نظیر آپ ہی تھے۔ پھر قدرے تبسم کر کے فرمایا۔ حضرت شیخ اکبرؒ اور شاہ ولی اللہؒ کے مکشوفات اور علامہ فخرالدین رازیؒ کے معلومات کی حد نہیں ہے۔ علوم ظاہری میں فخرالدین رازیؒ بدرجہ نہایت کو پہنچے ہیں۔ مترجم کہتا ہے کہ جہاں حضرت قدس سرہٗ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور آپ کے خاندان عالیشان کو تعظیم و توقیر سے دیکھتے ہیں وہاں یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں اس خاندان کے بعض افراد سے کچھ تسامح ہوا تو اس کی پر زور تردید بھی فرمائی۔ چنانچہ آنجناب کی کتاب اعلاء کلمۃ اللہ اس دعویٰ کی بین دلیل ہے اور یہی ایک محقق کی شان ہوتی ہے۔ وہ مردوں کو حق سے جانتے ہیں حق کو مردوں سے نہیں جانتے۔

ملفوظ (۱۴۵)

ذکر اوصاف حضرت خواجہ اللہ بخش صاحبؒ سجادہ نشین تونسوی شروع ہوا۔ فرمایا۔ کہ خواجہ اللہ بخش صاحبؒ کی نظر میں اہل دنیا کی ذرہ مقدار بھی قدر و وقعت نہ تھی۔ بہت غریب نواز تھے۔ خواجہ اللہ بخش صاحبؒ کی طرح دنیا داروں کو بہت ہی حقیر اور بے مقدار جاننے والا کوئی فقیر دیکھا سنا نہیں گیا۔

مترجم کہتا ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ گولڑوی حضرات اپنے مشائخ سلسلہ کے خاندان کا چنداں خیال نہیں رکھتے۔ انہیں غور کرنا چاہیئے۔

ملفوظ (۱۴۶)

فرمایا۔ ہمارے خواجہ حضور سیالویؒ کی سخاوتیں اور کرم ہیں کہ ہرگز کسی کے استعداد پہ خیال نہ فرماتے تھے۔ جو کوئی ان کی صحبت میں حاضر ہوتا تھا۔ اس پر اس کی استعداد سے زیادہ عنایت فرماتے۔ پھر فرمایا۔ کہ جس نے ہمارے خواجہ کی زیارت کی اس کے دل سے یہ حسرت ہرگز نہیں جاتی کہ کیوں

Marfat.com

دوبارہ دیدار کا اتفاق نہیں ہوا۔ اور جس نے نہیں دیکھا خود ہی حرمان وارمان میں رہا۔ کہ وا حسرتا!
کہ ایک بار بھی دیدار نہیں ہوا۔ بوقت زیارت بیت اللہ شریف کے حاجی امداد اللہ صاحب نے
کہ اہل کشف وکرامت تھے خود ہی نعمت باطنی بخشنے کو اس عاجز کی طرف متوجہ ہوتے ہمارے
دل میں یہ خیال آیا کہ جو چہرہ ہم نے دیکھا ہے وہ جہاں میں نظر نہیں آتا۔ ان کے کمال اصرار کے بعد
کہا گیا کہ ہم کو تو حاجت نہیں لیکن آپ کی عنایت بھی جو آپ کی رضامندی سے ہے غیر مشکور نہیں
اور نیز یہ عنایت ہم اپنے شیخ کی جانب سے جانتے ہیں۔ بعدہٗ انہوں نے بسلسلہ صابریہ
اکرام فرمایا۔ مترجم کہتا ہے کہ ایسی فنافی الشیخ ہستی کے متعلق یہ الزام تراشنا کہ وہ اپنے
آپ کو آستانہ عالیہ سیال شریف کا ممنون احسان نہ سمجھتے تھے۔ کس قدر بے انصافی ہے

ملفوظ (۱۴۷)

حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ کے اس قول کی تفسیر میں کہ خضنا بحرا
لم یقف علی ساحلہ الانبیاء (ہم نے اس دریا میں غوطہ لگایا جس کے کنارہ پر انبیا علیہم السلام
کو کھڑا ہونا نصیب نہ ہوا) بیان فرمایا کہ جو کتب عقائد میں مذکور ہے۔ ولا یبلغ ولیٌ درجۃ الانبیاء
کوئی ولی نبی کے درجہ کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا) آپ کا قول اس کے منافی نہیں۔ بلکہ اس کا معنے یہ ہے
کہ ہم کو بہ سبب حاصل ہونے اتباع ذات محمدی شرف مزید عنایت ہوا ہے جو انبیا علیہم السلام
کو نہیں ہوا۔ اس کی وجہ یہ کہ انبیا علیہم السلام حسب اوامر اپنی شرائع کے اپنی امتوں کے لیے
داعی الی اللہ ہوئے ہیں اور حسب نواہی شرائع اپنے کے قلع قمع منکرات شرعیہ میں مصروف
رہے ہیں۔ اور اتباع ذات محمدیؐ ہماری شرافت خاصہ ہے۔ یہاں وہم پیدا ہوتا ہے
کہ لفظ انبیا اس آنے والے نبی کو یعنی مسیح علیہ السلام کو بھی شامل ہے جو ہمارے نبی کریم
کے اتباع سے مشرف ہونگے لہٰذا توجیہہ مذکور درست نہ ہوئی۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت
سیدنا وسندنا غوث صمدانی محبوب سبحانی نے آنے والے متبع نبی کو جو آخر زمان میں بصورت
افراد امت محمدی نزول فرمائیں گے شامل نہیں کیا۔ کیونکہ لم یقف بصیغہ انکار ماضی فرمایا
نہ انکار مستقبل جس کا معنی یہ ہوگا کہ زمانہ گذشتہ میں کوئی نبی اس بحر اتباع محمدی سے مشرف

Marfat.com

نہیں ہو سکا۔ لہٰذا مسیح علیہ السلام کا بعد میں مشرف ہونا اس ارشاد گرامی کے منافی نہیں اور قدمی ہذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ کے متعلق تمام مباحث حضرت قدس سرہٗ نے کتاب انوار قادریہ پر تقریظ کے ضمن میں مفصلاً تحریر فرمائے ہیں جو آپ کے مکتوبات اور فتاویٰ میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔

ملفوظ (۱۴۸)

سنہ ۱۳۲۸ھ اواخر جمادی اولی میں حضرت صاحبزادہ السید غلام محی الدین صاحب مدظلہم العالی کی شادی کی تقریب میں عوام تو بجائے خود خواص علماء و صوفیاء زیادہ کثیر تعداد میں جمع ہو پڑے تھے۔ حضور قبلہ عالم بباعث انبساط مزاج شمع نورانی کی طرح کلمات طیبات سے نفوس تاریک کی ظلمت مٹانے اور قلوب پژمردہ کی جان بخشی میں مصروف مسیحائی تھے۔ گروہ سعادتمنداں نے جو نگاہ فیض پناہ کے قریب ہوئے قرب مجلس کے باعث بہت فوائد حاصل کئے۔ محرر سطور کو حسب اشتیاق بضاعت مزجاۃ کے جمال انور دُور دُور سے حاصل ہوتا تھا۔ ولیکن ہر رشحہ کہ چشمۂ فیض تحفہ سے پہنچتا سلک تحریر میں لایا جاتا۔ بعض محبوں اور مخلصوں نے بہت دفعہ عرض آرزو کی کہ اظہار خوشی بعض رسومات مروجہ سے مثل ڈھول نقارہ گانے وغیرہ کے ذریعہ کیا جائے۔ جواب میں فرمایا۔ کہ مومنین کی خوشی ایسے عمل میں ہے کہ جس کے کرنے میں حق سبحانہ وتعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی رضامندی اور خوشنودی ہو نہ یہ کہ ہمارے نفوس خوش ہوں۔ ڈھول وغیرہ کوٹنے سے کیا مراد ہوتی ہے بس یہی کہ اپنی خودی اور عظمت کا اظہار کرنا۔ عجب احمق ہے وہ شخص جو بدعات سیئہ اور امور منکرہ میں اپنی عزت سمجھے۔ بس لوگوں کو کھانے کیلئے روٹی عمدہ اور کشادہ دو۔ آخر وقت میں ہمارے والد بزرگوار عفی اللہ عنہم و عنا نے ہم کو دو امر کی وصیت فرمائی تھی۔ ایک یہ کہ ان کی قبر پہ گنبد وغیرہ تعمیر نہ کیا جائے۔ اور ان کی قبر مسجد شریف کے قریب بنائی جائے۔ لہٰذا ان کی قبر شریف حسب وصیت یہاں بنائی گئی۔ اور یہ مکان جو قبر کے اوپر تم دیکھتے ہو اس امر کے لئے ہرگز نہیں بنایا گیا۔ اور ملا علی قاریؒ نے شرح مشکوٰۃ شریف میں حدیث لایبنیٰ علی القبر کی شرح میں لکھا ہے۔ کہ ارادۃً ونیتۃً قبر پہ بنا کرنی منع ہے۔ ورنہ صورت اتفاقیہ اس نہی سے خارج ہے۔ اور دوسری

Marfat.com

وصیت حضرت والد بزرگوار کی یہ کہ برخوردار غلام محی الدین کی شادی بہ وسعت اخراجات کرنا لہٰذا ایفاء وصیت پر عملدرآمد کیا گیا۔ ورنہ ہم کو ایسے جنجالوں سے کوئی غرض نہیں۔ بلکہ دل بیزار ہے۔ ہمارا فخر بس یہی ہے۔ کہ ہمارا کام جادۂ مستقیم شریعت محمدی پر سرانجام پذیر ہو۔ لہٰذا لوگوں کی رسومات مروجہ شلاً ڈھول وغیرہ وتنبول ونیندرہ لینے سے کچھ تعلق نہیں ہرگز کوئی شخص ہم کو نیندرہ دینے کی تکلیف نہ کرے۔ ہم نے پہلے دن سے منع کر دیا ہے ہماری غرض یہ ہے کہ چند مخلص ومحب اس کار خیر میں جمع ہوں۔ نہ یہ کہ اس کام میں امیروں کی رشک سے مساکین کو تکلیف مالا یطاق دی جائے۔ بہتر یہ ہے کہ ایسی رسموں کو موقوف کیا جائے۔ ہم جملہ حاضرین کو جن کا تعلق ارادت ہمارے ساتھ وابستہ ہے وصیت کرتے ہیں کہ ہرگز رسوم جہالت میں تضیع مال واوقات نہ کریں۔ اور نیز منہیات میں سے کسی کام کی ترک دو قسم پر ہوتی ہے۔ ایک ابتغاءً لوجہ اللہ (خدا کی رضامندی کے لئے) دوسرا خوف عیب گیری مخالفوں سے۔ قسم اول موجب ثواب ہے اور دوسرا قسم نفاق ہے اور منافق ہونے سے فاسق ہونا اچھا ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ ہر کام میں اخلاص برتنے تاکہ اجر ملے۔ اور رضائے مولا حاصل کرے۔ ہم کو زید وعمر سے کچھ کام نہیں اور نہ کسی کا ڈر ہے نہ پروا۔

اس موقعہ پر ایک شخص نے عرض کی کہ شادی کے موقعہ پر عورتوں کے گانے میں کیا حرج ہے۔ حالانکہ مدینہ منورہ میں رسول اللہ کے حرم شریف میں عید کے دن عورتوں کا رجز کہنا ثابت ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے ان کو منع کیا تھا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت دے دی۔

اس کے جواب میں فرمایا۔ علماء سے پوچھو اور تفسیروں میں دیکھو۔ کہ آیت پردہ اس معاملہ کے بعد نازل ہوئی اور دوسرا یہ کہ جو کچھ وہ عورتیں کہتی تھیں یہ عورتیں نہیں کہتیں وہ رجز میں پڑھتی تھیں لانشك انت محمد جس کا معنی شہادت وتصدیق بہ رسالت ہے اور ہمارے زمانہ کی عورتوں سے سے رغبت شہوات اور فواحشات پیدا ہوتی ہے خداوند تعالےٰ ایسی رسومات سے پناہ دے۔

مترجم کہتا ہے کیا پرحکمت وموعظت ارشادات ہیں۔ اللہ تعالےٰ آنجناب کے صدقے

میں عمل کی توفیق دے۔ اور قبر پر تعمیر کرنے اور مزارات اولیائے کرام پر پھول وغیرہ رکھنے کے متعلق علامہ شامی کے استاذ علامہ نابلسی کا رسالہ کشف النور قابل دید ہے۔ اور حضرت قدس سرہٗ کا یہاں ملا علی قاری کی عبارت نقل کرنے سے مقصود یہ تھا کہ اس بنا سے وصیت کی مخالفت لازم نہیں آتی مطلقاً عدم جواز مراد نہیں ٭

ملفوظ (۱۴۹)

محرر سطور نے عرض کی کہ کتاب شجرۃ الکون حضرت شیخ محی الدین ابن العربی کی تصنیفات سے ہے۔ فرمایا بے شک ان کی تصنیف ہے اور ان ملکوں میں مل جاتی ہے۔ شیخ رضی اللہ عنہ سیر عالم کو دوری کہتے ہیں۔ اور فی الواقع ایسا ہی ہے۔ اس رسالہ میں حضرت شیخ نے اس مسئلہ پر بہت سی تمثیلات بیان فرمائی ہیں۔ محرر سطور مناسب فرمودہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ عبارت کتاب مذکور کی یہاں لکھتا ہے۔ فوجد کل موجود دائرًا فی دائرۃ الکون واحد من نار و واحد من طین ثم رأی ھذہ الدائرۃ علی سرائر کن فکیف ما دار و استدار وحیثما طار و استطار فالیھا یأول وعلیھا یحول ولا یزول عنھا ولا یحول فواحد شھد کاف الکمالیۃ ونون المعرفۃ وواحد شھد کاف الکفریۃ ونون النکرۃ فھو علی حکم ما شھد راجعٌ الی نقطۃ دائرۃ کن فاذا نظرت الی اختلاف اغصان شجرۃ الکون وانواع اثمارھا علمت ان اصل ذلک ناشیٔ من حبۃ کن بائن عنھا۔ الی ان قال۔ ثم جعل الدنیا مستودع زھرتھا والاخرۃ مستقر ثمرتھا واحاط علی ھذہ الشجرۃ حائط احاطۃ القدرۃ واللہ بکل شیٔ محیطہ وادار علیھا دائرۃ الارادۃ یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید۔ فلما ثبت اصل ھذہ الشجرۃ وثبت فرعھا التفی طرفاھا ولحق اُخرٰیھا باولٰھا الی ربک منتھٰھا۔ ومبتداھا الان من کان اولہ کن کان اٰخرہ یکون فھی وان تعددت فرعھا وتنوعت زروعھا فاصلھا واحد وھی حبۃ کلمۃ کن وسیکون اٰخرھا واحد وھی کلمۃ کن۔ الی ان قال

Marfat.com

الرابع المقام المشهود مقام قاب قوسين لرؤية معبود ثم دنى فتدلى فكان قاب قوسين او ادنى الاية فهو المخصوص بالدنو والعلو والشهود اذ هو المقصود من الوجود لان الوجود لما كان شجرة كان هو ثمرتها وكان جوهرتها فالشجرة المثمرة انما تثمر بالحبة التي ينبت بها اصلها فاذا غرست تلك الحبة وغذيت وربيت حتى نبتت وفرعت واورقت واهتزت واثمرت فاذا نظرت تلك الشجرة رأيتها في تلك الحبة التي نبت منها هذه الشجرة فالحبة في البداية نطفة حتى اظهرت صورة تلك الشجرة والشجرة في النهاية اظهرت صورة تلك الحبة فكذلك بطون صلى الله عليه واله وسلم في المعنى السابق واختفاؤه وظهوره في الصورة في اللاحق واشتهاره وهو معنى كنت نبياً وادم بين الماء والطين فكان هو مظهر معنى هذه الشجرة وهو مظهر صورته صلى الله عليه واله وسلم فما برح بلسان القدرة مذكوراً وفي طي العدم منشوراً وامثال ذلك الامثال تاجر عمد الى قماشه وبزه فطواه في خزانة ملكه وعباه اثواباً بعضها فوق بعض فاول ثوب دججه وطواه هو اخر ثوب اظهره وابداه كذلك سيدنا صلى الله عليه واله وسلم كان اولاً من الكل وجوداً واخرهم ظهوراً وخروجاً فلما تولى مقصار القدر سياسية هذا الغصن النبوی فغذاه بلباب برّه وسقاه بكاس محبته حتى اهتزت وتفرعت نفحات شذره فكانت تلك النفحات غذاء ارواح العارفين ونور بصائر المؤمنين وريحان حضرة المحبين وعرصة مجمع العاصين وغياث مستسقى المذنبين

ترجمہ:۔ پس ہر ایک موجود دائرہ کون میں دائر ہے۔ کوئی نار سے کوئی طین سے۔ پھر دائرہ کن کے سرائر پر دیکھا گیا۔ جس طرح وہ پھر ائیں پھرتا ہے اور جہاں وہ اذا اراد شیئا پس انکی طرف راجع ہے اور ان پر پھرتا ہے اور ان سے نہ زائل ہوتا ہے نہ ہٹتا ہے۔ پس کسی نے کاف کمال اور نون معرفت کا مشاہدہ کیا اور کسی نے کاف کفر اور نون انکار کو دیکھا۔ پس وہ ہر ایک

Marfat.com

موجود اپنے اپنے مشہود کے حکم پر دائرہ کن کے نقطہ کی طرف راجع ہے۔ پس جب تو اے ناظر شجرۃ الکون کی شاخوں کے اختلاف اور انواع اثمار کو دیکھے تو جان لے گا کہ اس درخت کا اصل حبۂ (تخم) کن سے پیدا اور نکلا ہوا ہے۔ تاکہ شیخؒ نے کہا۔ پھر دنیا کی زہرۃ (تروتازگی) مستودع کی گئی اور آخرت کا ثمرہ مستقر کیا گیا۔ اور اس درخت (شجرۃ الکون) پر احاطۂ قدرت نے واللہ بکل شئ محیط کی دیوار محیط کر دی۔ اور اس پر یفعل اللہ ما یشاء و یحکم ما یرید کا دائرہ ارادہ پھیر دیا۔ پس جب اس درخت کا اصل اور شاخیں ثابت ہوئیں۔ اس کی دونوں طرفیں مل گئیں۔ اور اس کی طرف اخیرہ پہلی طرف سے لاحق ہو گئی۔ اس کی مبتدا اور منتہا رب حقیقی کی طرف ہوئی۔ کیونکہ جس کا اول کن ہو اس کا آخر یکون ہوتا ہے۔ پس وہ درخت اگرچہ اس کی شاخیں متعدد ہوئیں۔ اور انواع و اقسام کے اثمار دئے۔ پس اصل ان سب کا ایک ہی ہے اور وہ کلمہ کن کا حبہ (تخم) اور اس کا آخر بھی ایک ہی ہوگا اور وہ یکون کا کلمہ ہے۔ تاکہ حضرت شیخؒ نے کہا۔ چوتھا مقام مشہود مقام قاب قوسین ہے رؤیت معبود کے لئے۔ ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ الایۃ۔ پس وہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرب اور بلندی اور شہود کے لئے مخصوص ہیں۔ جبکہ وجود سے مقصود ہی وہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ کیونکہ وجود جب درخت ہوا تو وہیؐ اس کا ثمرہ اور وہیؐ اس کا اصل اور جوہر ٹھہرے۔ کیونکہ میوہ دار درخت سے وہی پھل لگتا ہے جس سے اس کا اصل اُگتا ہے۔ پس جب وہ حبہ (تخم) لگایا گیا اور غذا دیا گیا اور تربیت کیا گیا تاکہ اُگا اور شاخیں نکالیں پتے نکالے تازہ بارونق ہوا پھر ثمرہ دیا۔ پس جب تو اس درخت پر نظر کرے دیکھے گا اس کو اس تخم میں جس سے وہ درخت پیدا ہوا ہے۔ پس تخم ابتدا میں نطفہ ہے۔ تاکہ اس درخت کی صورت ظاہر کی اور درخت نے نہایت میں اس تخم کی صورت ظاہر کی (اور جب یہ مثال سمجھی گئی تو) پس ایسا ہی بطون آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور اختفاء معنی سابق میں اور آپ کا ظہور صورت میں اور اشتہار معنی میں۔ یہی معنی ہے کنت نبیاً و ادم بین الماء والطین کا۔ یعنی میں نبی تھا در حالیکہ ادم علیہ السلام ابھی آب و گل میں تھے۔ پس وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مظہر معنی اس

Marfat.com

درخت کے ہوئے اور وہ درخت مظہر صورت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زبان قدم میں مذکور اور طی عدم میں منشور رہے۔ اور اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک تاجر نے اپنے بزازی کپڑوں کو لپیٹنا شروع کیا۔ کپڑوں پر کپڑے لپیٹتا گیا۔ پس کھولنے کے وقت جو کپڑا سب سے پہلے لپیٹا تھا۔ وہ کپڑا سب سے اخیر جا کر کھلے گا۔ ایسا ہی ہمارے سید محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر وجود سے پہلے ہیں لیکن خروج اور ظہور میں آخر ہیں۔ پس جب مقصاد قدر نے اس شاخ نبوی کی طرف توجہ کی۔ پس لباب بر سے اس کو غذا دی اور کاس محبت سے اس کو پلایا۔ تاکہ اس شاخ کی نفحات نے رونق پکڑی اور شاخیں نکالیں۔ پس وہ نفحات ارواح عارفین کی غذا بصائر مومنین کا نور حضرات المحبین کی خوشبو مجمع عاصین کا میدان حاضری اور گنہگاروں کی پیاس کا فریاد رس ہوئیں۔ مترجم کہتا ہے کہ حضرت شیخ کی یہ کلام نہایت عمیق ہے اور حال سے متعلق ہے۔

ملفوظ (۱۵۰)

ایک دن دو شخص علاقہ گھیبی سے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے مسئلہ خلافت خلفاء اربعہ میں تحقیق طویل بطور استفسار شروع کر دی۔ معلوم ہوا کہ یہ دونوں شیعہ مذہب کے تھے۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اصحاب ثلثہ کے حق میں زبان طعن کھولنی بری ہے۔ جو کچھ ان بزرگواروں سے دین اسلام کی اعانت میں وقوع پذیر ہوا تاریخ اور سیرت جاننے والوں سے مخفی نہیں۔ اہل فن تاریخ کو خیال حمایت مذہب کا نہیں ہوتا۔ تاریخ نگاری میں واقعات حقیقت مدنظر رکھتے ہیں اور واقعہ چھپا کر نہیں رکھتے۔ اہل تحقیق خلافت کو امر موعود معہود کتاب وسنت سے جانتے ہیں۔ آیت وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم (ترجمہ:۔ اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کئے وعدہ فرمایا ہے کہ انہیں زمین میں خلافت عطا کرے گا۔ جیسے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا) سے ظاہر ہوتا ہے کہ خلفاء بہت سے تھے۔ نہ صرف ایک

Marfat.com

ہم ضمیر جمع کی ہے اور اس کے مطابق وقوع میں بھی آ گیا۔ چنانچہ حدیث الخلافۃ من بعدی ثلاثون سنۃً[1] سے ایسا ہی ثابت ہوا ہے۔ اگر ابتداءً خلافت مولینا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر مقرر ہوتی اور شیخین ان کے معین و مشیر ہوتے اچھا تھا اور اگر صدیق اکبر خلیفہ اول ہوئے اور مولینا بحکم رحماء بینھم ان کے معین ہوئے اچھا ہوا۔ کیفیت میں خلاف ہوا۔ خلافت کو کیا نقصان پہنچا۔

پھر ان ہر دو نے عرض کی کہ حضرت علیؓ علم میں افضل تھے۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے فرمایا۔ بے شک مولینا علیؓ کا علم مقتبس شمع روحانیت محمدی سے ہے اور نبیؐ کا علم الوہیت سے ہے۔ لیکن اس امر سے انکار خلافت اولی کا ثابت نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی عدم قابلیت خلفاءؓ ثلثہ کی ثابت ہوتی ہے۔ قد جعل اللہ لکل شیٔ قدرا۔ (اللہ تعالیٰ نے ہر امر کے لئے ایک اندازہ مقرر فرمایا ہے) امور انتظامی سیاست اور تدابیر حرب میں حضرات شیخین ید طولی رکھتے تھے۔ جو کچھ ان سے ظاہر ہوا بلحاظ انتفاع اسلام و مسلمین قابل تعریف و تحسین ہے۔ غور کرنا چاہیئے کہ شیخینؓ نے اپنے قرب وفات کے وقت خلافت کو اپنی اولاد کے سپرد نہیں کیا۔ اور نہ کسی کو ان کی بیعت کا امر فرمایا۔ باوجودیکہ ان کی اولاد بھی اکابر صحابہ میں سے تھے۔ بیت المال و غنائم کے صرف میں بھی ہرگز متہم نہیں ہوئے۔ اپنی معاش دوسروں کی مساوات میں رکھتے تھے۔ پارچہ دوز کپڑے پہنتے۔ رؤسائے عجم کا لباس ان کا معمول نہ ہوا۔ پس ایمان صحیح ان کے اتہام پر فتویٰ نہیں دیتا۔ خلافت مرتضویؓ کا سب سے اخیر ہونا موجب تقصیر شان نہیں ہے۔ بلکہ فضیلت ہے۔ دیکھو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتبہ ظہور میں سب انبیاءؑ سے اخیر ہیں۔ پھر ان ہر دو شخصوں نے قضیہ فدک کا ذکر عرض کیا۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے فرمایا کہ فدک پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصرف بظاہر مالکانہ ہیئت سے معلوم ہوتا ہے لیکن حیات طیبہ میں ہرگز دعویٰ ملکیت نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی فوائد فدک کو محض حرم خانوں میں بند رکھا۔ تا کہ ملکیت قرینہ ظاہر ہو۔ بلکہ مساکین و اہلبیت و قرابت اور مہمانوں پہ فدک ہی سے خرچ فرماتے تھے۔ پس صحابہ کرام پر یہ امر ظاہر نہیں ہوا۔ کہ یہ تصرف شریف ملکیت کا

[1] خلافت میرے بعد تیس ۳۰ سال ہو گی۔

Marfat.com

تصرف ہے یا مثل تصرف واقف کے وقف پر یا تصرف حاکم کا بیت المال پر۔ لہٰذا بمقتضا
مصلحت اسی امر کو انسب خیال فرمایا۔ کہ فدک کی صورت اسی طرح رہے جیسا کہ عہد نبوی
میں تھی۔ یعنی اس کی آمدنی انہیں مصارف پر صرف کی جائے۔ جن پر آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہٖ وسلم صرف فرماتے تھے۔ اور کسی کے قبضہ میں نہ دیا جائے۔ تاکہ وضع خلل پذیر نہ
ہو۔ شیخین نے فدک کو ہرگز اپنے تصرف و قبضۂ ملک میں نہیں لائے۔ تاکہ وہ اپنے زمانہ
حیات میں یا بعد وفات منتفع ہوئے ہوں۔ پھر ان ہر دو شخصوں نے عرض کی کہ اگر
اہل بیت اسی طرح صرف کرتے کیا حرج تھا۔ فرمایا تمہارا جواب بیان کیا گیا۔ علاوہ
ازیں یہ کہ ایسے امور کا انتساب اپنی طرف کرنا خلافت کا مقتضیٰ ہے تاکہ انتظام واقع
میں خلل پیدا نہ ہو۔ اس بیان کے بعد حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے فرمایا کہ اگر صحابہ کرام
سے کوئی قصور یا خطا اجتہادی ظاہر ہوئی ہو یا باہمی منازعت نے ان کے درمیان صورت
کشیدگی پیدا کی ہو۔ پس واجب العصمت تو ملائکہ اور انبیاء ہیں نہ صحابہ کرامؓ۔ ہم پر ان
فیصلہ نہیں رکھا گیا۔ اور نہ ہی ہم سے سوال ہوگا کہ تم نے فیصلہ کیوں نہیں کیا۔ اور نہ ہم ان
وقتوں اور مکانوں میں حاضر تھے۔ اور نہ ان کے درمیان کلام کرنی ہماری حد ہے۔
حسنات سیئات کو کھا جاتی ہیں۔ (حسنات سے سیئات مٹ جاتی ہیں) نہیں سنا
کہ حضرت عمر کو اپنے فرزند نے سوال کیا کہ میرا حصہ تقسیم میں حضرت حسنؓ کے مساوی کیوں
نہیں رکھا گیا۔ جواب میں فرمایا۔ کہ حسنؓ کے باپ جیسا باپ اور حسنؓ کی ماں جیسی ماں
اور حسنؓ کے نانا جیسا نانا پیدا کرتا کہ حصہ میں اس کے ساتھ مساوی ہو۔ لیکن جب بنو امیہ
کی نوبت آئی اور حکومت کی مہار و نفاذ امر ان کے ہاتھ میں آئے۔ تو ظاہری و معنوی صورتیں
ہر دو درہم برہم ہوگئیں۔ حق یہ ہے اور چھپایا نہیں جا سکتا۔

محرر سطور کہتا ہے کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کا عقیدہ مطابق عقائد صحیحہ معتبرہ متون
محققین متقدمین کے ہے۔ اہل بیت کی محبت جزو ایمان اور رکن عرفان ہے۔ بعض لوگ نادانی
سے مضامین محبت کو تشیع پر حمل کرتے ہیں۔ اور یہ طبع سقیم کی آفت ہوتی ہے۔ چنانچہ رسالدار
میجر علی حیدر خان نقشبندی مرد صوفی اور متقی مرید ہیں انہوں نے ایک دن ذکر کیا کہ کسی

Marfat.com

شخص نے ہمارے عقیدہ میں خلل پیدا کر دیا ہے۔ اور کہا کہ حضرت سید پیر مہر علیؒ شاہ صاحب تشیع کی جانب میل کرتے ہیں۔ جب رسالدار صاحب کو حضور قبلہ عالم قدس سرہٗ کی تمامہ حالت اور اصل حقیقت عقیدہ صحیحہ متقدمین سے آگاہ کیا گیا۔ تو کہنے لگا الحمد للہ اصل معاملہ سے آگاہی ہوئی۔ خدا وند تعالیٰ ایسے لوگوں سے بچائے۔ کہ جن کی نظریں کوتاہ ہوتی ہیں اور ملفعات کی اصل حقیقت سے بےخبر ہوتے ہیں۔

ملفوظ (۱۵۱)

مترجم نے قبلہ بابوجی سے سنا ہے کہ حضرت قدس سرہٗ نے ایک موقعہ پر اثنائے درس میں فرمایا کہ حضرات خلفائے اربعہ کی خلافت کی حقیقت اور ترتیب آیت استخلاف وعد اللہ الذین الخ سے صراحتہً ثابت ہے۔ اور آیت ذیل سے بطریق اشارہ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود۔ پھر بطور تشریح فرمایا کہ والذین معہ میں حضرت صدیق اکبرؓ اور اشداء علی الکفار میں حضرت فاروق اعظمؓ اور رحماء بینھم میں حضرت عثمان غنیؓ اور تراھم سے آخر تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ مذکورہ صفات بترتیب مذکور ان حضرات میں نمایاں تھیں۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت و صحبت حضرت صدیقؓ میں۔ کفار پر سختی حضرت فاروقؓ میں۔ رحم و حلم حضرت عثمانؓ میں۔ اور ذوق شوق عبادت و ذکر الٰہی اور خشوع و خضوع حضرت علیؓ میں۔ سبحان اللہ کس قدر اسرار قرآن کی معرفت ہے۔ کیوں نہ ہو۔ آپ اسی خاندان کے چشم و چراغ تو ہیں۔ جن کے گھر میں قرآن نازل ہوا۔

ملفوظ (۱۵۱)

کاتب الحروف کہتا ہے کہ مکتوب ذیل حضور اقدس نے مسمی فقیر الٰہی بخش مدرس عربی قریہ دادنونی ضلع ملتان ڈاکخانہ تحصیل شجاع آباد کے جواب میں تحریر فرمایا تھا۔ لہٰذا ملفوظ سابق کی مناسبت کی بنا پر درج کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

نیمنا بذکرہ الاعلیٰ

اسولۃ الشیعۃ علیٰ اہل السنہ والجماعۃ

مورخہ ۷ رجب ۱۳۳۰ھ

چہ مے فرمایند علمائے کرام و فضلائے عظام حفاظ حدیث خیر الانام اندرین مسائل مفصلۃ الذیل :-

(۱) آیا بودن ائمہ اثناء عشر بعد سید الجن والبشر باصحاح اخبار اخیار ثابت یا غیر ثابت و بر تقدیر اول مراد خلفاء مع الامراء یا اشخاص دیگر و بر تقدیرین اسامی دوازدہ مراد مفصلاً از کتب سیر معتبرہ مرقوم فرمایند۔

(۲) از امام ثانی یعنی حضرت حسنؓ تا حضرت مہدی علیہ السلام کلہم ملقب بہ لفظ امامت مشہور فیما بین الجمہور اند آیا اطلاق لفظ مذکور برین اہل طہور صحیح یا نہ۔ در تقدیر اول چرا ائمہ حنفیہ ایشاں را قرار دادہ نشد۔ و بر تقدیر ثانی کدام ائمہ اہل سنت و جماعت اند۔ بسندات قویہ تحریر فرمایند۔

(۳) تقیہ کہ مذہب اہل شیعہ است نزد اہل سنت والجماعت مسلم است یا نہ۔ و بر تقدیر ثانی چرا رسول اطہر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در غار ثور تقیہ فرمودہ بودند۔ اجوبہ جمیع اسولہ محققہ معقولہ و منقولہ عاجلاً عطا شوند کہ بندہ کاتب الحروف در پنجہ اہل تشیع شنیع گرفتار آمدہ جماعت کثیرہ منتظر اجوبہ اند ؎

الجواب وھو الملھم للصواب

(۱) بودن ائمہ اثناء عشر بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باخبار صحاح ثابت۔ چنانچہ در بخاری بروایت جابر بن سمرہ آمدہ قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول یکون اثناء عشر امیراً فقال کلمۃ لم اسمعھا فقال ابی انہ قال کلھم من قریش و در روایت سفیان بن عیینہ لایزال امر الناس ماضیا ما ولیھم اثناء

Marfat.com

عشر رجلاً۔ و در روایت ابی داؤد و لا یزال ھذا الدین قائماً حتی یکون علیکم اثناء عشر خلیفۃً کلھم تجتمع علیہ الامۃ و طبرانی بلفظ لا یضرھم عداوۃ من عاداھم و حاکم از ابی جحیفہ بلفظ لا یزال امر امتی صالحاً حتیٰ یمضی اثناء عشر خلیفۃ کلھم من القریش۔

(۲) و مراد خلفاء اربعہ و من بعدہم ہستند لکن لا مطلقاً۔ بلکہ کسانیکہ اسلام در عہد اوشان صورت اعزاز و قیام پذیرفتہ چہ خلافت عبارت است از ریاست عامہ برائے اقامت دین از احیاء علوم دینیہ و قیام بالجہاد و قضا در فع مظالم بطریق نیابت از نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و مستحق این نیابت از امت مرحومہ کسانے ہستند کہ جوہر نفس اوشان قریب بہ جوہر نفس انبیاء مخلوق شدہ پس جامع باشند صورت خلافت یعنے ریاست عامہ و معنے او را یعنی قرب بنفوس انبیاء مثل خلفائے اربعہ علیہم الرضوان فرق این قدر ہست کہ در عہد خلفائے ثلثہ نفاذ تصرف و اجتماع مسلمین علی سبیل الکمال صورت پذیرفتہ و در عہد مرتضوی معنے کامل یعنے قرب بنفوس انبیاء بود۔ و صورت ناقص یعنے ریاست عامہ و اجتماع مسلمین مثل زمانہ خلفائے ثلثہ نہ بود۔ باز صورت باقی و معنے بروجہ اتم مفقود۔ چنانچہ در زمانہ امیر معاویہ و در حدیث (ہدنۃ علی دخن) ہمیں معنی دارد باز تدریجاً تدریجاً خلافت جابرہ یا دعوت بر ابواب جہنم کما جاء فی الحدیث پیدا گشت۔ باز انقلاب زمانہ حسب مشیت ایزدی رنگ تشبیہ بخلافت راشدہ بظہور آمد۔ چنانچہ خلافت عمر ابن عبدالعزیز الحاصل خلافت مجموع امرین را مے گویند۔ ریاست عامہ و تشبیہ بالانبیاء علیہم السلام و گاہے مجازاً بر یکے از دو امر نیز اطلاق کردہ شود و مراد از حدیث مذکور یعنے اثناء عشر امیراً او خلیفۃً مطلق خلافت است در صورت مجموع امرین باشد یا در رنگ یکے ازاں ہر دو۔ چنانچہ در حدیث الخلافۃ من بعدی ثلثون سنۃً۔ خلافت خاصہ کاملہ مراد است نہ مطلقہ و کسے را از فریقین سُنّی و شیعہ شکے نیست در حصول معنے خلافت خاصہ یعنے تشبہ بالانبیاء و تقدس مر دوازدہ ائمہ علیہم الرضوان را تا مہدی علیہ السلام پس از روئے حصول معنے ممکن است کہ مراد داشتہ شوند۔ در حدیث مذکور لیکن فقدان

Marfat.com

ریاست عامہ وخصوص تعبیر بعنوان (کلہم من القریش) نزیہ (کلہم من بنی ہاشم) مؤید احتمال اوّل است وآیت کریمہ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم و لیمکنن لہم دینہم الذی ارتضٰی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امناً یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً ومن کفر بعد ذلک فاولئک ہم الفاسقون ط افادہ تعین احتمال اول مے بخشد۔ گو محدود باشد۔ لیکن تمکین وتبدیل تا بعہد عثمان کما لایخفٰی علی الماہر۔ لیکن بریں تقدیر تعین دوازدہ بقید اسامی بعد خلفائے اربعہ مصرح نیست۔ ضروری ہمیں قدر کہ تا قیام قیامت ایں عدد دوازدہ تمام خواہد شد۔

(۳) اطلاق لفظ امام بلحاظ بطون خلافت نزد اہل سنّت وخصوص معنی مصطلح علیہ عند الشیعہ بر ائمہ اہل بیت علیہم السلام صحیح و جائز است عند صاحبہ غیر اوشاں را نیز اگرچہ بلحاظ مقتدائے دین بودن امام گفتہ شود۔ اما خصوصیات مختصہ بنفوس قدسیہ اوشاں محصور ومحدود اند در ذوات مقدسہ اوشاں علیہم الرضوان۔

(۴) تقیہ عند اہل سُنّت غیر مسلم۔ و در غار تقیہ نبود چہ تقیہ عبارت است از اخفائے چیزے کہ امر کردہ شدہ است بہ تبلیغ آں نہ از مختفی و پوشیدہ شدن شخص بلکہ ایں اختفاء و پوشیدگی در غار برائے ہجرت واظہار مأمور بتبلیغہ بود۔ فی الجملہ تقیہ شیعہ بداں ماند کہ شخصے را قاضی وفیصلہ کنندہ گردانیدہ شود۔ ومعہذا مامور باشد بہ خاموشی وعدم تکلم وفساد ایں معنے بر ہر ذی بصیرت پیدا و ہویدا است۔ والسلام۔

الراقم داعی مہر علی شاہ از گولڑہ بقلم خود

چند سوالات بابت شیعہ اور انکے جوابات

مورخہ ۷ رجب ۱۳۲۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام وفضلائے عظام حفاظ حدیث خیر الانام ان مسائل مفصلۂ ذیل

(۱) کیا بعد سید الجن والبشر کے ائمہ اثنا عشر (بارہ امام) کا ہونا اخبار صحیحہ سے ثابت یا غیر

Marfat.com

بر تقدیر اول مراد خلفائے الامراہیں یا امراء اشخاص۔ بہر دو تقدیر پر دوازدہ امام مقصودہ کے اسماء مفصلاً کتب معتبرہ سیرت سے مرقوم فرماویں۔

(۲) امام ثانی یعنی حضرت امام حسنؓ تا حضرت مہدی علیہما السلام کلہم ملقب بہ لفظ امامت مشہور فیما بین الجمہور ہیں۔ کیا اطلاق لفظ مذکور ان اہل طہور پر صحیح ہے یا نہ۔ پہلی تقدیر پر ان کو ائمہ برحق کیوں نہیں قرار دیا جاتا۔ تقدیر ثانی پر کون سے ائمہ اہل سنت وجماعت ہیں۔ بہ سندات قویہ تحریر فرمائیں۔

(۳) تقیہ جو اہل شیعہ کا مذہب ہے اہل سنت والجماعت کے نزدیک مسلم ہے یا نہیں۔ تقدیر ثانی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غار ثور میں کیوں تقیہ فرمایا تھا۔ سب سوالات کے جواب عقلی نقلی محقق طور پر بہ تعجیل عطا فرماویں کہ بندہ کاتب الحروف اہل تشیع تشنیع کے پنجہ میں گرفتار ہے اور جماعت کثیرہ جوابات کی منتظر ہے۔

الجواب وهو الملهم للصواب

(۱) ائمہ اثنا عشر (بارہ) کا ہونا بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ اخبار صحاح ثابت ہے۔ چنانچہ بخاری میں بروایت جابر بن سمرہ آیا ہے۔ قال سمعت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یقول یکون اثنی عشر امیراً فقال کلمۃ لم اسمعها فقال ابی انه قال كلهم من قریش۔ اور سفیان بن عیینہ کی روایت میں ہے۔ لا یزال امر الناس ماضیا ما ولیهم اثنا عشر رجلاً۔ ابی داؤد کی روایت میں ہے۔ لا یزال هذا الدین عزیزا الی اثنا عشر خلیفۃ۔ اور ایک روایت میں بلفظ لا یزال هذا الدین قائما حتی یکون علیکم اثنی عشر خلیفۃ کلهم تجتمع علیه الامۃ اور طبرانی میں بلفظ لا یضرهم عداوۃ من عاداهم۔ حاکم نے ابی جحیفہ سے بلفظ لا یزال امر امتی صالحا حتی یمضی اثنا عشر خلیفۃ کلهم من قریش۔ روایت کیا ہے یعنی میری امت میں بارہ خلفا قریش سے۔

(۲) مراد خلفاء اربعہ و من بعدہم ہیں۔ لیکن نہ مطلقاً بلکہ وہ لوگ جن کے عہد میں اسلام نے صورت اعزاز اور قیام پکڑا۔ کیونکہ خلافت عبارت ہے ریاست عامہ برائے اقامت دین

Marfat.com

احیاء علوم دینیہ سے اور قیام بالجہاد وقضا و رفع مظالم بطریق نیابت کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے۔ اور اس نیابت کے مستحق امت مرحومہ سے وہ لوگ ہیں کہ جن کا جوہر نفس قریب بجوہر نفوس انبیاءؑ مخلوق ہوا ہو۔ پس وہ جامع ہوں صورت خلافت یعنی ریاست عامہ اور اسکے معنی کو یعنی قرب بہ نفوس انبیاءؑ مثل خلفاء اربعہ علیہم الرضوان کے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ خلفائے ثلثہؓ کے عہد میں نفاذ تصرف (تصرف کا نافذ ہونا) و اجتماع مسلمین علے سبیل الکمال صورت پذیر ہوا۔ اور عہد مرتضویؓ میں معنی کامل یعنی قرب بنفوس انبیاء تو موجود تھا۔ اور صورت ناقص۔ یعنی ریاست عامہ و اجتماع مسلمین مثل زمانہ خلفاء ثلثہ کے نہ تھے۔ بعدہٗ صورت باقی اور معنی بر وجہ اتم مفقود۔ چنانچہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں۔ اور حدیث ھدنۃ علی دخن (صلح بر فساد) کا یہی معنی ہے۔ بعدہٗ تدریجاً تدریجاً خلافت جابرہ یا دعوت بر ابواب جہنم کما جاء فی الحدیث پیدا ہوئی۔ پھر حسب مشیت ایزدی انقلاب زمانہ نے رنگ تشبہ بخلافت راشدہ ظہور میں لایا۔ چنانچہ خلافت عمر بن عبد العزیزؒ الحاصل خلافت مجموع امرین کو کہتے ہیں۔ ریاست عامہ اور تشبہ بانبیاءؑ علیہم السلام اور گاہے مجازاً دو میں سے صرف ایک امر پر اطلاق کی جاتی ہے اور مراد حدیث مذکور یعنی اثنا عشر امیرا او خلیفۃ سے مطلق خلافت ہے۔ مجموع امرین کی صورت میں ہو یا ان ہر دو میں سے ایک کے رنگ میں۔ چنانچہ حدیث الخلافۃ من بعدی ثلثون سنۃ میں خلافت خاصہ کاملہ مراد ہے نہ مطلقہ۔ اور فریقین (سنی و شیعہ) سے کسی کو بھی اس امر میں شک نہیں کہ معنی خلافت خاصہ یعنی تشبہ بہ انبیاءؑ اور تقدس ذاتی ائمہ دوازدہ علیہم السلام کو بدرجہ اتم حاصل ہے۔ لہٰذا حصول معنی کے رو سے ممکن ہے۔ کہ حدیث مذکورہ میں یہی مراد رکھے جائیں۔ لیکن فقدان ریاست عامہ اور خصوص تعبیر بہ عنوان کلھم من قریش نہ بہ کلھم من بنی ھاشم احتمال اول کا مؤید ہے۔ (یعنی اگر حدیث میں دوازدہ ائمہ مصطلحہ مراد ہوتے تو ایک تو ریاست عامہ ہوتی دوسرے حدیث میں لفظ کلھم من قریش کی تعمیم نہ ہوتی بلکہ کلھم من بنی ہاشم کی تخصیص ہوتی۔ مترجم)) اور آیت کریمہ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف

Marfat.com

الذین من قبلھم و لیمکننّ لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم و لیبدلنھم من بعد خوفھم امناً ط یعبدوننی و لا یشرکون بی شیئاً ط و من کفر بعد ذٰلک فاولئک ھم الفاسقون ہ تعیین احتمال اول کا افادہ دیتی ہے گو وہ تمکین اور تبدیل عہد عثمانیؓ تک محدود ہو۔ کما لایخفی علی الماہر۔ لیکن اس تقدیر پر تعیین دوازدہ[۱۲] بقید اسماء بعد خلفاء اربعہ مصرح نہیں۔ اتنا قدر ضروری ہے کہ تا قیام قیامت یہ دوازدہ[۱۲] عدد تمام ہوں۔

(۳) اطلاق لفظ امام بلحاظ بطون خلافت (خلافت معنوی) اہل سنت کے نزدیک اور خصوص معنی مصطلح علیہ عند الشیعہ ائمہ اہل بیت علیہم السلام پر صحیح اور جائز ہے۔ اور ان کے غیر کو اگرچہ بلحاظ مقتدائے دین ہونے کے امام کہا جا سکتا ہے لیکن ان حضرات کے ذوات مقدسہ کے خصوصیات انہیں کے ساتھ مختص ہیں۔

(۴) تقیہ اہل سنت کے نزدیک غیر مسلم۔ اور غار میں تقیہ نہ تھا۔ کیونکہ تقیہ عبارت ہے اس چیز کے اخفاء سے کہ جس کی تبلیغ کا امر کیا جائے نہ شخص کے مختفی اور پوشیدہ ہونے سے۔ بلکہ یہ اختفاء اور پوشیدگی غار میں برائے ہجرت اور اظہار ما اُمر بتبلیغہ کے تھی۔ فی الجملہ شیعہ کا تقیہ یہ مثال رکھتا ہے۔ کہ کسی شخص کو قاضی اور فیصلہ کنندہ مقرر کیا جائے اور باوجود اس کے پھر مامور ہو خاموشی اور عدم تکلم کے ساتھ۔ اس معنی کا فاسد ہونا ہر ذی بصیرت پر پیدا اور ظاہر ہے۔ والسلام ؎

(الراقم داعی مہر علیشاہؒ از گولڑہ بقلم خود)

ملفوظ (۱۵۲)

ایک دن حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ بعد ادائے اوراد ضحیٰ مسند آرائے سجادہ شریف تھے۔ مسکین محرر سطور خدمت میں حاضر ہوا۔ مکتوب شریف حضرت شیخ المشائخ خواجہ فریدالدین گنج شکر رضی اللہ کا بجانب حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین قدس سرہٗ العزیز کہ مجھے قلمی کتب خانہ سے ملا تھا بحکم تبرک پیش کیا۔ جب حضرت نے اس نامہ

Marfat.com

عطر شمامہ کو دیکھا بہت ہی خوش وقت و خوش حال ہوئے۔ فرمایا۔ بہت مبارک بہت مبارک! مکتوب شریف یہ ہے:۔

عزیز من ہر کہ را تو سن نفس بد لجامی کند باید کہ لجام کلمہ شب و روز در دہان بدارد۔ و قائزہ صوم دادہ و دست کلۂ دین و پس کش یقین در دست و پا انداختہ بمیخ شغل استوار ساختہ در طویلۂ مسجد بہ بندد کہ تا بوئے مادیان دنیائے دون در دماغ وے نرسد۔ و از خرخرۂ ذکر و نیمار فکر پاک و صاف نمودہ و خوگیر شریعت بر پشت انداختہ و پشتنگ میان بدوال اعتقاد محکم ساختہ بغاشیۂ حقیقت و گلوساز معرفت آراستہ بچابک ارادت در میدان شب بتازد۔ تا چپ و راست میل نہ کند زیرا کہ فراخی او دران است و بوقت افطار دانۂ اخلاص بآب طریقت تر کردہ در توبرہ احراق انداختہ بدستیاری قناعت مے دادہ باشند و چہار پالۂ وضو پوشانیدہ دو بلہ سبحان اللہ بر سر نہادہ بصورت تنگ تازان در میدان جانبازاں در آید ہر جائیکہ بتازد ان شاء اللہ فتح و نصرت یابد۔

ترجمہ:۔ عزیز من! جس کا نفس سرکش بدلگامی کرے رات دن کلمہ شریف توحید کی لگام منہ میں رکھے۔ اور روزہ کا قابضہ دے کر دین کی اگاڑی یقین کی پچھاڑی ہاتھ پاؤں میں ڈال کر شغل کی میخ سے محکم کر کے مسجد کے طویلہ میں باندھے تاکہ مادیان دنیا دون کی بو اس کے دماغ میں نہ پہنچے۔ ذکر کے خرخرہ فکر کے نیمار سے پاک وصاف کر کے شریعت کا خوگیر پیٹھ پر ڈال کر اعتقاد کے دوال سے کمر بند پشتنگ محکم کر کے حقیقت کے زین پوش معرفت کے گلوساز (ہارحمائل) سے آراستہ کر کے ارادت کے چابک سے رات کے میدان میں دوڑائے۔ تاکہ دائیں بائیں میل نہ کرے۔ کیونکہ اس کی فراخی اسی میں ہے بوقت افطار کے اخلاص کا دانہ طریقت کے پانی سے تر کر کے احراق کے توبرہ میں ڈال کر قناعت کی دستیاری سے دینا چاہئیے۔ وضو کا چہار پالہ پہنا کر سبحان اللہ کا دبلہ سر پر رکھ کر شہسواروں کی طرح جانبازوں کے میدان میں آئے جہاں دوڑے گا۔ ان شاء اللہ فتح و نصرت پائے گا۔

فرمایا۔ اس سے پہلے لوگ ہوئے ہیں۔ کہ جب کوئی شائق ان سے مسئلہ توحید کا

Marfat.com

پوچھتا کہہ دیتے کہ ہمیں اس مسئلہ کی خبر نہیں۔ اپنے قصور اور سستی اعتقاد سائل کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ جب مجلس ختم ہوتی سائل کو کہتے گھر کی باتیں بازاروں میں نہ پوچھنی چاہئیں۔ اور نہ سُنی جا سکتی ہیں۔ ہر شخص ہر سخن سننے کے قابل نہیں ہوتا اور آج کل لوگ ہیں کہ وجود اور شہود کا مدلول بھی نہیں جانتے۔ کہ ایک ہے یا علیحدہ علیحدہ اور کہہ دیتے ہیں کہ نزاع لفظی ہے۔ پھر بحث مباحثہ کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن اپنے کھوٹے سرمایہ کی وجہ سے بغیر تحقیق نزاع میں پڑ جاتے ہیں۔ چھوٹے منہ سے بڑی بات بہت ہی نازیبا ہے۔ کاملین کے معتقدات پر اعتقاد صحیح اور تسلیم کرنی چاہیئے۔ نہ خوض اور بے علم مجادلہ ؛

ملفوظ (۱۵۳)

مریدوں میں سے ایک شخص نے عرض کی۔ کہ اوراد و وظائف پڑھتا ہوں۔ لیکن فائدہ کچھ نہیں ہُوا۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے اول قاصد توفیق تیری طرف ارسال کیا پھر تو نے اس کا ذکر کیا۔ تو نے کلمہ لاحول ولا قوۃ نہیں سُنا؟ اور نیز او سبحانہٗ و تعالیٰ المومنین کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ جب بندہ اخلاص سے ایک بار درود پڑھے حق سبحانہ و تعالیٰ دس بار اس پر رحمت نازل فرماتا ہے اور کیا فائدہ چاہتا ہے۔ شائد تو انتظار کرتا ہے کہ خدا میرے ساتھ کلام کرے۔ جا اپنے کام کے در پے رہ ؎

مصلحت آنست کہ یاراں ہمہ کار ؛ بگذارند و سر طرۂ یارے گیرند

مصلحت اسی میں ہے کہ یار سب کام کو چھوڑ کر محبوب کا سر زلف تھام لیں

ملفوظ (۱۵۴)

نماز عصر کے بعد ایام عرس غوث الثقلین میں ختم شریف کے بعد فرمایا۔ کہ ذکر اس طور سے جو ختم شریف میں تلقین کیا گیا۔ یعنی اول ذکر کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔ بعدہٗ اِلَّا اللّٰه محض اثبات۔ بعدہٗ اَللّٰه محض اسم ذات۔ بعدہٗ اَللّٰه ھو۔ بعدہٗ ذکر

Marfat.com

چہارضربی اَللّٰہ ھو ھواَللّٰہ وبعدہٗ بہ تقدیم ھو وتاخیر ھو یعنی ھو اَللّٰہ۔ اَللّٰہ
ہرکسی کو جوخلوص نیت سے عمل کرے ہم اجازت دیتے ہیں۔ جبکہ سالک پختہ طور پر
اس ذکر کے ساتھ مشغول ہو اور ھواَللّٰہ کی ضرب دل پر الماس کی طرح مارے۔ دیکھے
کہ کیا تاثیریں پیدا ہوتی ہیں۔ بلکہ جس جانب توجہ کرے کارگر ہوگی۔ البتہ نفسانی لذات کے
لئے تاثیر وتوجہ کرنا فقراء کا طریقہ نہیں ہے۔ بلکہ ایسے طیبات سے کھیل کرنا سوائے شیطان
کے نہیں ہے فقر یہ ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالےٰ نے قرآن مجید میں اس آیت میں بیان
فرمایا ہے۔ واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوٰی فان الجنۃ
ھی الماوٰی (جو شخص اپنے رب کے سامنے قیام سے خائف ہوا اور نفس کو بری خواہشات سے
روکا تو اس کے لئے جنت ٹھکانا ہے)

ملفوظ (۱۵۵)

ایام عرس شریف میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کے مریدوں میں سے ایک درویش
نے عرض کی۔ درود شریف کبریت احمر میں لفظ عَشِیْرَتِہٖ وَعِتْرَتِہٖ وَاَطْھَارِہٖ
عطف ماقبل پر ہے اور حقیقت میں یہ صفت ہے ماقبل کی۔ پس معنی کس طور پر ہو
فرمایا نسخہ صحیحہ میں عطف نہیں ہے۔ ولیکن اس نسخہ کی صحت بھی اس معنے سے کی جاتی ہے
کہ معطوف معطوف علیہ میں یہاں تغائر باعتبار معنی وصفی ہے نہ باعتبار مصداق۔ اور فائدہ
عطف کا یہاں زیادہ ایضاح وانصاف ہے۔ چنانچہ عشیرت وعترت بھی باعتبار مصداق ایک
ہی ہیں۔

ملفوظ (۱۵۶)

فرمایا۔ کفار کی جنگ مومنین کے ساتھ درحقیقت چنداں مضر نہیں۔ جیسا کہ بعض
لوگوں کی تقریر وتحریر۔ کیونکہ کفار کی جنگ سے غایت تکلیف یہی ہوتی ہے۔ کہ مومن
تلوار کفار سے مقتول ہوتے ہیں۔ لیکن ایمان پر مقتول ہونا دو کامیابیوں سے ایک ہے

Marfat.com

ہمیشہ رہنے کی جگہ نہیں۔ انسان محل حوادث ہے۔ بقائے ایمان کے ساتھ بربادی جسم سے کوئی ضرر نہیں۔ لہٰذا جو شخص اسلام کا دعویٰ کرے اور محراب میں منبر پر کھڑے ہو کر واعظانہ صورت میں ناصحانہ آیات و احادیث پڑھ کر بے جا تاویلوں اور حیلہ بازیوں سے اہل اسلام کے عقیدوں میں خلل پیدا کرے۔ تو ایسے غلط باز کا ضرر بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ اس کی زبان کا ڈنگ روح اور ایمان کے لئے ایک خطرناک اژدہا ہے جس سے متاع اسلام برباد ہوتی ہے۔ صحبت بد کا اثر برے کاموں سے بھی بُرا ہے۔ ہم سے تو یہ فقیری نہیں ہو سکتی کہ عقائد متواترہ اسلامیہ پر ایسے حملوں کے وقت خاموش بیٹھ کر تماشا دیکھا کریں۔ اور ہم ایسے فقر سے جو عین مداہنت اور بے غیرتی ہو ہزار دل سے بیزار ہیں۔ مرزا قادیانی کے مقابلہ میں بھی بعض مہربانوں نے جو معنی اخلاص سے خالی ہیں اعتراض کیا۔ کہ فقراء کا کام بحث مباحثہ نہیں۔ انہوں نے یہ نہ جانا کہ یہ جہاد اس قوم کے ساتھ ہے کہ جن کے خیالات فاسدہ کی تیغ بے دریغ سے ملت محمدیؐ برباد ہو رہی ہے۔

مترجم کہتا ہے۔ سبحان اللہ کیا اخلاص اور جذبۂ اعلاء کلمہ حق ہے۔ شریعت طریقت اور حقیقت کی ایسی جامعیت کسی بڑی قسمت والے کو نصیب ہوتی ہے۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ افسوس بہت سے لوگوں نے آپ کی شان معلوم نہ کر سکی۔ اے چودھویں صدی جیسے نازک دور کے مجدد اعظم! خدا تیری قبر پر ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے۔ اور امت مسلمہ کو تیرے حکیمانہ ارشادات سے سبق حاصل کرنے کی توفیق نصیب کرے۔ آپ جیسی ہستیوں کے متعلق ہی کسی نے کیا خوب کہا ہے

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ملفوظ (۱۵۷)

دسویں ربیع الثانی صبح کے وقت دو سیاح عربی حاضر خدمت ہوئے۔ ایک ساعت کے بعد ان میں سے ایک نے اپنے سامان سے ایک جامہ منقش قیمتی خدمت اقدس

Marfat.com

میں بطور تحفہ حاضر کیا۔ فرمایا ہم نہیں لیتے۔ انہوں نے اصرار کیا۔ فرمایا۔ قبلت منك و اعطیت رفیقك والهدیة منكم اهل العرب الدعاء (یعنی ہم نے تجھ سے قبول کر کے تیرے رفیق کو عطا کر دیا اور تم عرب والوں کا ہدیہ دُعا ہے)

ملفوظ (۱۵۸)

محرر سطور نے عرض کی کہ جو کچھ عالم رؤیا میں دیکھا جاتا ہے۔ اس کو بھی کشف کہا جاتا ہے یا نہیں۔ فرمایا۔ بعض خوابوں کو کشف نومی کہا جاتا ہے۔ مبشرات صالحہ اجزاء نبوت میں سے ہیں۔ مبداء وحی بھی رؤیا صالحہ سے تھا۔ کتب احادیث میں باب بدأ الوحی مذکور ہے۔ کان صلی الله علیه واٰله وسلم لا یری رؤیا الاجاء مثل فلق الصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی خواب نہ دیکھتے۔ مگر مثل سفیدی صبح کے بالکل صحیح ظاہر ہو جاتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب مبارک جو مہبط وحی تھا بیدار رہتا تھا۔ پھر فرمایا۔ عالم رؤیا میں بعض خواب حق ہوتے ہیں۔ اور یہ شرط نہیں کہ اسی وقت یا فوراً ظاہر ہوں۔ بلکہ بعض معاملات کی تعبیر چالیس۴۰ برس کے بعد ظہور پذیر ہوئی ہے۔ خود ہم نے جو کچھ ابتدائے جوانی میں دیکھا تھا۔ اس کا ظہور اب اس عمر میں دیکھتے ہیں۔

ملفوظ (۱۵۹)

فرمایا قلب صنوبری کی حرکت وجنبش حق سبحانہ وتعالیٰ کے ذکر سے ایسی ہے جیسے زبان کی حرکت۔ کیونکہ دونو قطعۂ گوشت ہیں۔ بلکہ ذاکر کی زبان سارے بدن کو آگاہ کرتی ہے۔ ہاں وہ خواص جن کا بال بال ذکر میں مشغول ہوتا ہے دل کی حیات معنوی سے ذاکر ہوتے ہیں۔ پس جس کے دل سے دنیائے دون کی محبت نکل جائے۔ وہ اس نعمت عظمیٰ سے مشرف ہوتا ہے۔ طعنے باز مفسدین کی عادت ہے کہ سادہ لوح لوگوں کو غلطی میں ڈال لیتے ہیں اور ان کے استقلال میں رخنہ پیدا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اتنا عرصہ گذرا ہے کہ تو فلاں بزرگ کی مجلس میں رہا۔ اور اب تک تیرا ذکر قلب جاری نہیں

Marfat.com

پس تو نے کیا فائدہ حاصل کیا۔ جب یقین میں خلل آگیا کار ساختہ ناساختہ ہوا۔ اہل صلاح وعلم کی صحبت کی ناشکری نہ کرنی چاہیئے۔ کونسی چیز اس سے بڑھ کر آدمی کے حق میں مفید ہوسکتی ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک کامل بندہ کی صحبت و تعلق کے واسطہ سے لسان ذاکر عطا فرمائے اور اللہ اللہ کہنے میں مشغول ہو۔

مترجم کہتا ہے۔ کہ اس ارشاد میں برادران طریقت کے لئے بے بہا پند وموعظت ہے حضرت قدس سرہٗ کے دَور سے آج کا دَور زیادہ نازک ہے۔ تصوف وطریقت کا لبادہ اوڑھ کر چند ایک شعبدات کے ذریعہ عوام کو ٹھگنے والے بہت پیدا ہو گئے ہیں۔ ارباب حقیقت کی شناخت دن بدن مشکل ہوتی جارہی ہے۔ حضرت عارف رومی اسی لئے فرما گئے ہیں ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ٭ پس بہر دستے نہ باید داد دست

ملفوظ (۱۶۰)

بروز گیارہویں عرس غوث الأعظم قدس سرہٗ العزیز میں فرمایا۔ کہ لوگوں کا ہجوم بہت ہوگیا ہے۔ اور یہ مکانات جو درویشوں اور مہمانوں کے آرام کے لئے بنائے گئے کثرت کے باوجود گنجائش نہیں رکھتے۔ اور ہم دعا کرتے ہیں۔ کہ الٰہی تو ہی لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کرتا ہے۔ پس جن لوگوں کو یہاں لاتا ہے۔ ان کی مراعات و پاسداری خاطر کا سامان بھی تیرے حوالہ ہے۔ ہم بیکار بندے ہیں۔ اس اثنا میں ایک شخص نے عرض کی کہ مکان والے کا علو مدارج اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ عقل کو بغیر تحیر کے کچھ حاصل نہیں۔ پس مکان کیا کریں۔ فرمایا کہ یہ تم لوگوں کا حسن ظن ہے۔ ہم وہی ہیں جو ہم ہی جانتے ہیں۔ پس قدرے دیر کے بعد فرمایا۔ کہ کثرت انبوہ خلائق سے ایک دفعہ سلطان المشائخ محبوب الٰہیؓ کے مزاج مبارک میں خلل پیدا ہوا۔ کیونکہ عموماً ایسے امور سے فراغت اوقات مختل ہو جاتی ہے۔ ایک شخص اہل باطن سے آپ کی مجلس میں تھا۔ حضرتؓ کی طرف توجہ کر کے کہنے لگا۔ کہ

"آں روز کہ ماہ شدی ندانستی کانگشت نمائے ہمہ عالم خواہی شد۔"

Marfat.com

یعنی جبکہ ازل میں آپ کی ذات بابرکات چاند کی مانند تاریکیاں مٹانے والی پیدا ہوئی ہے پس یہ امر لازم ہے کہ چاند کی طرح سب کا مشارٌ الیہ ہوگی۔ اور ہر شخص اس سے مستفید اور بہرہ مند ہوگا۔ پھر فرمایا کہ یہ ذکر تبرکاً کیا گیا ہے۔ ورنہ کسی کا منصب نہیں کہ اس کا مصداق بنے اس مثل شریف کے مصداق وہی حضرات تھے ؎

نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند ؎ نہ ہر کہ داشت کلہ طو سروری داند

(ہر سر منڈانے والا قلندری نہیں جانتا اور ہر کلاہ دار سرداری کے اوضاع واطوار ادا نہیں کر سکتا) مترجم کہتا ہے کہ یہ محض تواضع وانکسار ہے جو اہل اللہ کے لوازمات سے ہے۔ ورنہ آنجناب کی ذات مشائخ متقدمین کے کمالات کا مظہر تھی اور یہ اژدحام خلق اور زائرین کی کثرت کا سلسلہ دن بدن اس قدر ترقی کر رہا ہے کہ دیکھنے والے انگشت بدندان رہ جاتے ہیں اور انشاءاللہ یونہی رہے گا ؎

اگر گیتی سراسر باد گیرد ؎ چراغِ مقبلاں ہرگز نمیرد

ملفوظ (۱۶۱)

اہل بیت کرام کے فضائل کا تذکرہ ہوا۔ فرمایا ذات بابرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کل موجودات سے ممتاز اور مختار ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کو ہر صفت محمودہ کا منبع اور اصل بنایا ہے۔ لہٰذا اس اصل پاک کے فروع طیبہ میں وہی موہوبی فیض پہنچا ہوا ہے۔ اس لئے بوجہ تاثیر بضعۂ نبویہ انکے درجہ کو ریاضات ومجاہدات کسبیہ سے کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اگرچہ ابدالاباد تک سعی کرتا رہے۔ کیونکہ جو کچھ ان کو پہنچا ہے سابقہ عنایات سے ہے نہ یہ سعی صالحات از جانب خود۔ قال اللہ تعالیٰ ویطھرکم تطھیراً۔ طالب جب تک اس عقیدہ کو نہ پہنچے ورد اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَعَلیٰ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ کے ذوق کو کس طرح پہنچے گا۔ اس خاندان عالیشان کا قدر نسبت بعض اکابر ہمچو شاہ ولی اللہ دہلویؒ وشاہ عبدالعزیزؒ کی کتب سے دیکھنا چاہیئے۔ اور بعض قلندرانہ ادبیہ سے پوچھنا چاہیئے۔ اور یاد رکھنا کہ سخن کو زبان پہ لانا اور کام ہے اور قول

Marfat.com

پیرایہ عمل میں لانا اور کام ہے۔ معرکۂ کربلا میں جبکہ حضرت امام علیہ السلام کا بدن مبارک تیروں سے چھلنی ہو چکا تھا۔ اور گلزار نبوت کے نونہالوں اور دیگر احباب و مخلصین کے مقتول و مجروح اور بھوکا پیاسا ہونے کی وجہ سے دل مغموم و محزون تھا۔ ایسے نازک وقت میں نہ کسی کے ساتھ حکایت نہ کسی سے شکایت۔ بہ استقلال تمام اس حال میں بھی نماز ادا فرمائی۔ یہ کام حضرت حسین ابن علی الہاشمی علیہما السلام کا ہے۔ ان سب مصائب کے باوجود شجاعت ہاشمیہ کی مکمل داد دی اور بہادرانہ رجزیہ اشعار زبان درفشاں سے پڑھتے رہے۔ حتیٰ کہ جان جاناں کو سونپ دی۔ آپ کے رجزیہ اشعار سے چند یہ ہیں ؎

اَنَا ابْنُ عَلِیِّ الطُّهْرِ مِنْ اٰلِ هَاشِمٍ ❊ كَفَانِيْ بِهٰذَا مَفْخَرًا حِيْنَ اَفْخَرُ

میں ہوں حضرت علی کا پاکیزہ فرزند آل ہاشم سے ❊ مجھے فخر کے وقت یہی فخر کافی ہے

وَجَدِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَكْرَمُ مَنْ مَشٰى ❊ وَنَحْنُ سِرَاجُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ يَزْهَرُ

اور میرے نانا پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو سب سے اکرم ہیں اور ہم خدائی چراغ زمین میں روشن ہیں

وَفَاطِمَةُ اُمِّيْ سُلَالَةُ اَحْمَدٍ ❊ وَعَمِّيْ يُدْعٰى ذُو الْجَنَاحَيْنِ جَعْفَرُ

اور میری والدہ مکرمہ حضرت فاطمۃ الزہرا جو احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر ہیں اور میرا چچا جعفرؓ ذوالجناحین کے لقب سے مشہور ہیں

وَفِيْنَا كِتَابُ اللّٰهِ اُنْزِلَ صَادِقًا ❊ وَفِيْنَا الْهُدٰى وَالْوَحْيُ وَالْخَيْرُ يُذْكَرُ

ہم میں سچی کتاب (قرآن) نازل کی گئی ❊ اور ہم میں ہی ہدایت اور وحی اور خیر کا ذکر کیا جاتا ہے

مترجم کہتا ہے کہ ملفوظ ہذا میں حضرت قبلہ عالم کا یہ ارشاد کہ خاندان نبوت کی شان بعض قلندران اویسیہ سے پوچھنی چاہیئے۔ اس میں خود حضورؓ کی ذات گرامی کی طرف لطیف اشارہ ہے۔ کیونکہ اصطلاح صوفیا میں اویسی اس بزرگ کو کہتے ہیں جو روحانی طور پر کسی بزرگ سے مستفیض ہو گو بظاہر اُن کی ملاقات نہ ہو اور حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کو بھی حضور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اور حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے روحانی طور پر فیض حاصل ہے۔ چنانچہ آنجناب کے مجموعہ منظوم کلام گنج عرفان میں آپ کے بعض اشعار اس دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں ؛

Marfat.com

ملفوظ (۱۶۲)

فرمایا اچھا کام اگرچہ فی نفسہ اچھا ہوتا ہے۔ لیکن خاندان نبوت سے اس کو اچھا جاننا چاہیئے۔ ایسا ہی برائیوں کو بھی قیاس کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان حضرات سے جو امر کہ ان کی حقارت کا موجب ہو اس کا صدور مناسب نہیں ہے۔ جو امور کہ لوگوں کی نظروں میں عیب ہوں ان سے پرہیز لازم جانیں۔ افراد امت کو چاہیئے کہ ان کے اعزاز و اکرام میں کوتاہی نہ کریں۔ کسی کو اعمال مکسوبۂ غیر سے سوال نہ ہوگا۔ بے ادبی اور ناحق شناسی سعادت سے محرومی کا باعث ہیں۔ اہل علم کو چاہیئے کہ اہل بیت کرام کے مشاہیر ائمہ دوازدہ علیہم السلام کے مرویہ مناقب و فضائل کو نصب العین بنائیں اور خوف خدا کرتے ہوئے ایسی تقریروں سے کنارہ کش رہیں (کہ کیا ہوتا اگر حسینؓ یزید کی بیعت قبول کر لیتے معاذ اللہ خدا کے فضل سے بنی امیہ کا خاندان تو ختم ہو گیا لیکن ان کے سکہ کی تاثیر و تصرف اب تک بھی دلوں پر اثر انداز ہے۔ تاریخ دانوں پر مخفی نہیں کہ بنی امیہ کے بادشاہوں کا برتاؤ حضرات اہل بیت سے بہت ہی برا رہا ہے اور ہمیشہ حضرات اہل بیت کی اہانت شان میں سعی بلیغ کرتے رہے۔ لیکن اس کے باوجود انہیں مجالس و معارضات میں ہاشمی فصاحت و بلاغت سے ہمیشہ ذلت و رسوائی نصیب ہوتی رہی۔

ایک دفعہ موسم حج میں ہشام ابن عبدالملک نے چند رؤسائے شام کے ساتھ حرم بیت اللہ میں استلام حجر اسود کے لیئے توجہ کی۔ لیکن انبوہ خلائق سے اس کے نصیب نہ ہوا۔ اس پاک مکان میں کعبۃ اللہ کا جلال غالب ہے امرا کا قدر متلاشی ہو جاتا ہے صحن حرم میں اس کے لیئے کرسی بچھائی گئی۔ اس پر بیٹھ کر زائرین کو دیکھتا رہا۔ جب امام ہمام حضرت علی زین العابدین رضی اللہ عنہ حرم میں میں داخل ہوئے بمقتضاء اس شعر کے کہ ؎

ہیبتِ حق است ایں از خلق نیست ❊ ہیبتِ ایں مرد صاحب دلق نیست

یعنی مرد صاحب دلق میں بشریت سے نہیں بلکہ خدائی ہیبت ہوتی ہے۔ خلق کا ہجوم ال

Marfat.com

راہ سے متفرق ہوا۔ استلام حجر اسود کے وقت ان لوگوں نے ہاتھ اٹھا کر برائے رعایت و پاس خاطر و ادب حضرت امام کے لئے جگہ خالی کر دی۔ تاکہ آہستگی اور وقار تمام سے ادائے استلام سے فارغ ہوئے۔ اس وقت شامی سردار نے جو بنو اُمیہ کے ساتھ سفر میں تھا ہشام سے پوچھا کہ یہ خوبرو جوان کون ہے جس کے خورشید جمال سے چاند بھی شرماتا ہے اور بایں ہمہ شوکت کمال حیاداری اور مسکینی سے شعار بندگی رکھتا ہے۔ جس کی خوشبوئے لقا سے بوئے زندگی آتی ہے۔ ہشام نے اس خوف سے کہ مبادا امامؑ کی وقعت اس سردار کے دل میں جاگزین ہو کہا لا اعرفہ (میں اسے نہیں جانتا) نہایت مبہوت ہوا کہ باوجود اتنی بڑی کوششوں کے اب تک ان کا اعزاز اس درجہ تک موجود ہے۔ شعراء عرب میں سے فرزدق شاعر نے یہ بات سن کر کہا ان کنت لا تعرفہ فانا اعرفہ (اگر تو ان کو نہیں پہچانتا تو میں پہچانتا ہوں)۔ پھر ایک لمبا قصیدہ مناقب میں باآواز بلند پڑھا۔ یہ دو تین شعر اس قصیدہ کے یہیں سے

هذا ابن رسول اللّٰه ان کنت جاهله ❊ البیت یعرفه والحل والحرم

یہ علی زین العابدین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ہیں ان کو بیت اللہ حل و حرم پہچانتے ہیں اگر تو انکو نہیں پہچانتا تو اب پہچان لے کر

هذا ابن فاطمةؓ اسد الله والده ❊ بجده الانبیاء الله قد ختموا

یہ حضرت فاطمۃ الزہراؓ اور شیر خدا کے فرزند ہیں ❊ ان کے نانا پاک پر انبیاء کا سلسلہ ختم ہوا

هذا اذا جاء القریش قال قائلهم ❊ الی مکارم هذا الغنی ینتهی الکرم

یہ وہ شخص ہیں کہ قریش ان ہی کے بارہ میں کہا کرتے ہیں کہ اس جوان کے مکارم و فضائل پر کرم کا انتہا ہے

ان عدات اهل التقی فهم ائمتهم ❊ وان قیل من خیر خلق الله قیل هم

اگر تو اے مخاطب اہل تقویٰ کی گنتی کرے تو یہ انکے امام ہیں اور اگر خلق اللہ میں سب سے اچھے آدمی کی بابت سوال ہو تو جواب میں کہا جائے گا کہ یہی حضرات ہیں

پس ہشام نے جب یہ قصیدہ سنا تو شاعر کو کسی جگہ قید کرا دیا۔ اور جب حضرت امام زین العابدینؓ نے یہ ماجرا سنا تو بارہ ہزار درم فرزدق شاعر کے پاس ارسال فرمائے تاکہ اپنی جان چھڑا لے۔ فرزدق نے وہ درہم واپس کر دئے اور کہلا بھیجا کہ میں نے یہ کلمات خدا اور رسول کی رضا کے لئے کہے ہیں۔ کہ ظالم کے روبرو کلمۂ حق کہنا مومن مخلص کا شعار ہے۔ امامؑ نے پھر وہ درم

Marfat.com

اس کے پاس ارسال فرمائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو تیری نیت خیر پر جزا دے بے شک تو نے طمع اور انعام کے لئے نہیں کہا لیکن ہم بھی ایسے خاندان سے نہیں ہیں کہ اپنے عطیات اور ہبہ کو واپس لے لیں۔ پس فرزدق نے وہ دراہم قبول کر لئے۔

مترجم کہتا ہے۔ کہ حضرتؒ کا یہ ملفوظ اس دور کے اُن افراد پر پورا صادق آتا ہے جو یزید کو توامیر المومنین خلیفۂ برحق ثابت کرتے ہیں اور جناب سید الشہداء امام عالی مقام پر بغاوت تک کے الزام سے نہیں شرماتے چنانچہ ایک جدید محقق محمود احمد عباسی کی کتاب خلافت یزید و معاویہ اس امر کی بین دلیل ہے۔ جس کے خلاف دیوبندی اور بریلوی مکتب فکر کے علماء نے متفقہ طور پر آواز اُٹھائی اور تردید میں کتابیں لکھیں سبحان اللہ یہ حضرت کی کرامت ہے کہ بہت عرصہ پہلے اس گروہ کی نشان دہی فرما دی۔

ملفوظ (۱۶۳)

ایک شخص نے عرض کی کہ بعض شیعہ عقیدہ میں نہایت غلو کرتے ہیں اور اصحاب کرام کے حق میں کلمات ناشائستہ کہتے ہیں۔ فرمایا۔ **افراط** و تفریط سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ خیرالامور اوسطہا (راہ حق بین بین ہے) سبّ (بدگوئی) بنی امیہ کی سنت ہے خلفاء اربعہ کی خلافت کے زمانہ میں خلفاء کے درمیان ایسے اطوار نے راہ نہیں پایا۔ کیونکہ ان کے کام مطابق فرمودۂ الخلافۃ من بعدی ثلثون سنۃ (خلافت راشدہ میرے بعد تیس سال ہوگی) واقع ہوئے ہیں۔ اور وہ اہل ایمان کی جانب سے بطریقۂ اولیٰ مستحق ظن خیر ہیں۔ پس ان کا کام وامرھم شوریٰ بینھم سے خارج نہ سمجھنا چاہیئے۔ گروہ اہل محبت و عشق کہ جگر گوشہ ہائے نبوت کی فرط محبت سے جان پر از غم و دل غیر سے خالی رکھتے ہیں۔ انہوں نے یہ سب وشتم وغیرہ کا راہ نہیں پکڑا۔ تبرّیٰ اور سب وشتم کو محبت حسینؓ سے کیا واسطہ ہے۔ ایسی غلط سلط روایات کی طرف ہرگز التفات نہیں کرنی چاہیئے۔ جن سے کتاب وسنت کی خوشبو دماغ میں نہیں پہنچتی۔ اور ان کی نسبت ائمہ اثنا عشر کی طرف کرنا بھی ایک قسم کی بے ادبی ہے۔ اہل السنت والجماعت و علمائے زمانہ حال کو چاہیئے کہ ذریت رسولؐ کی ناشکری نہ کریں۔

Marfat.com

غور کرنا چاہیئے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت مولانا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شکر یہ میں کیا اچھا کہا ہے۔ لولا علیؓ لھلك عمرؓ (اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتے) خیبر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں جھنڈا (نشان) اس شخص کے حوالہ کروں گا کہ یُحِبُّ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ و یحبہ اللہُ وَرَسُوْلُہٗ (جو اللہ و رسول کی محبت کرتا ہے اور جس کو اللہ و رسول پیارا جانتے ہیں) اور خطبہ طویل پڑھا جس کی ابتدا اس طرح ہے۔ الحمد للہ علی آلائہ فی نفسی والحمد للہ علی بلائہ فی اھل بیتی اور آخر میں فرمایا من کنت مولاہ فعلیؓ مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ۔ (ترجمہ) خدا کی حمد ہے جس نے میرے نفس میں نعمتیں عطا کیں۔ اور خدا کی حمد ہے جس نے میری اہل کو ابتلاء میں ڈالا۔ جس کا میں مولا ہوں علیؓ اس کا مولی ہیں اے اللہ جو علیؓ کو دوست رکھے اس کو دوست رکھنا اور جو علیؓ کے ساتھ عداوت کرے اسکے ساتھ دشمنی کا معاملہ کرنا۔ اور نیز حضرت علیؓ کی شان میں فرمایا۔ واقضا کم علیؓ (تم میں سے اچھا بہتر فیصلہ کرنے والا علیؓ ہیں)۔ اور حضرت ابن عباسؓ کہ علم تفسیر میں بحر ذخار تسلیم کئے گئے ہیں۔ فرمایا کہ مشکلات قرآنی اور اسرار و رموز آیات متعلقہ علوم مخفیہ میں میرے ماخذ و معلّم حضرت علیؓ ہیں۔ ائمہ مجتہدین کے فیوضات و برکات بھی اسی خاندان عالی شان سے ہیں۔ چنانچہ امام دار الہجرت حضرت مالکؒ اور امام عظیم الشان ابو حنیفہؒ دونو امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگردوں سے ہیں۔ امام شافعیؒ امام موسیٰ کاظم سے سند رکھتے ہیں۔ ہر فیض جو امت کو ملا ہے ان اجداد خیر العباد علیہم السلام سے ملا ہے نہ اپنے آبا و اجداد سے۔ حدیث شریف میں ہے مثل اھل بیتی کسفینۃ نوح من رکبھا نجا۔ میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی طرح ہے اس میں جو سوار ہوا نجات پائی۔ اسی امر کی طرف مشیر ہے۔ موجب نجات اہل حق اس کشتی میں سوار ہونا ہے۔ اس اثناء میں ایک شخص نے عرض کی کہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے ہمعات اور العقیدۃ الوضیہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ ائمہ عترت نسبتی قطب ہیں۔ ان کی نسبت تقویٰ و طہارت و تزکیہ نفوس و زہد کی نسبت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں بھی یہی نسبت تھی۔ قدرے تبسم کرکے فرمایا۔ کہ شاہ صاحب

Marfat.com

نے کیا اچھا فرمایا ہے۔ پھر فرمایا کہ ذریت اہل بیت کے حق میں بھی ادب اور خوش اعتقادی رکھنی چاہیئے۔ جب قیامت میں تمام صالحین کی ذریت و اولاد ان کے ساتھ لاحق کی جائیگی تو حضور خاتم الانبیاء والمرسلین کی اولاد کیسے محروم رہے گی۔ خاتمہ کے اسرار پردۂ غیب میں ہیں۔ حق تعالیٰ نے یہ کام اپنی تفویض میں رکھا ہوا ہے۔ ہم کو کسی پر گماشتہ نہیں چھوڑا گیا۔ اپنی حد پہچاننی چاہیئے۔

مترجم کہتا ہے کہ علامہ الوسی نے تفسیر روح المعانی میں آیت قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ کے ماتحت تحریر فرمایا ہے کہ حضور علیہ السلام کے اہل قرابت سے محبت واجب ہے۔ خواہ جیسے بھی ہوں۔ کیونکہ آیت مذکور میں مودت کا موجب حضور کی قرابت ہے اگرچہ ان کے غیر مشروعہ عقائد و اعمال سے برأت لازم ہو گی مگر قرابت رسول کی جہت سے محبت و تکریم ضروری ہے۔ مترجم نے قبلہ بابوجی مدظلہ العالی سے سنا ہے کہ ایک دن مجھے عالم اضطراب میں دیکھ کر تسلی دیتے ہوئے حضرت قدس سرہ نے ارشاد فرمایا۔ ایمان خوف و امید کے درمیان ہے۔ خدا کی رحمت سے ناامیدی کفر ہے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا۔ والذین امنوا واتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم ما التناھم من عملھم من شیٔ۔ (ترجمہ) جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد ہ تابع نے بھی ایمان میں ان کی پیروی کی ہم انہیں (اپنے اباؤ) کے ساتھ لاحق کر دیں گے اور ان کے اعمال سے بھی کچھ کم نہ کریں گے۔

ملفوظ (۱۶۴)

ایک شخص نے عرض کی کہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ جواز لعن بر یزید کا فتوے دیتے ہیں۔ فرمایا کہ شیخؒ موصوف سفتۂ محبت بنو فاطمہؓ ہیں۔ پس ان کو ایذا پہنچانے والے کے حق میں پورے طور پر مجوز لعنت ہیں۔ بعض اہل علم نے اس میں تامل کیا ہے اور کہا خواتیم کا حال معلوم نہیں۔ شائد کہ یزید نے توبہ کی ہو۔ علامہ تفتازانی نے اس کے رد میں خوب فرمایا ہے۔ کہ قتل ذریت طیبہ اور ان کی اہانت بطور یقین اور امر مشہود ہے اور

Marfat.com

امر محتمل۔ پس احتمال وظن یقین سے کیا نسبت رکھتے ہیں۔ اور بہت سے محققین مجوز لعن ہیں۔ ہمارے مخلصوں میں سے ایک شخص کو دمشق کی سیر و سیاحت کا اتفاق ہُوا ہے اس نے بیان کیا ہے کہ سارے شہر کی آلودگیاں اور خاکروبہ یزید کی قبر کے پاس ڈالتے ہیں۔ وہ جگہ انس اور روح سے دور ہے۔ ہاں جواز اور لزوم میں فرق ہے۔ لعن کی عادت پکڑنی ضروریات ولوازمات سے نہیں۔ بہتر ہے کہ بحکم عام فرمودۂ حق تعالےٰ فلعنۃ اللہ علی الظلمین پر کفایت کی جائے۔ بجائے لعن کرنے کے اللہ اللہ کرنا اولین وآخرین کے حق میں بہتر کام ہے۔

ملفوظ (۱۶۵)

فرمایا کہ حق سبحانہ و تعالےٰ ذاکرین کا ذکر کرتا ہے یعنی یاد کرنے والوں کو یاد کرتا ہے۔ عقل میں نہیں آتا کہ بندہ سب کام چھوڑ کر سر طرۂ محبوب حقیقی پکڑ لے۔ اور اس کے ذکر میں مشغول ہو۔ پھر اس کی حاجت لوگوں کے پاس باقی رہے۔ بعض لوگ سورۂ یوسف کو محض ثروت اور طلب جاہ کے لئے پڑھتے ہیں۔ ثواب کو مدنظر نہیں رکھتے۔ بس نہ یہ ہُوا نہ وہ۔ ساری عمر دربدر خراب ہوتے ہیں۔ خدا کی کلام کو بغرض ثواب پڑھا جائے۔ پس خدا ہی روا کنندۂ حاجات دارین ہے۔ اور ہم سے ہم پر زیادہ مہربان ہے۔ ٹوٹے دل اور سوختہ آواز سے پڑھنے والے جن کی مدار محض کاروبار عالم فانی نہ ہو تو دنیا و آخرت کی مرادات سے فائز ہوتے ہیں۔ اوضح ترین امور ہے کہ کیسۂ سفال میں موتی کی لڑیاں نہیں رکھتے۔

ملفوظ (۱۶۶)

حضرت صاحبزادہ صاحب قبلہ بابوجی مدظلہ العالی کی تقریب سعید شادی کے دن حاضرین کو خطاب کر کے فرمایا۔ کہ تم لوگوں کی خوشی بوجہ تماشہائے ہیچو سواری و نیزہ بازی و دیگر ہجوم وغیرہ کے ہے اور ہماری خوشی پاک پٹن شریف سے حضرت دیوان صاحب اور

Marfat.com

حضرت خواجہ محمود صاحب تونسویؒ کے قدم رنجہ فرمانے سے ہے۔ آج ہماری منزل کیسی خوش احترام گاہ ہے کہ اولاد ذی الاحترام جناب بابا صاحب فریدالحق والدین یہاں تشریف رکھتے ہیں اکثر سجادہ ہائے ہند کی مالک جناب بابا صاحب گنج شکر کی ذات بابرکات ہے۔ ان بزرگواروں کی اس جگہ تک تشریف آوری میں اتنی نوازشیں اور مہربانیاں ہیں۔ کہ جن کے بیان سے زبان عاجز ہے۔

مترجم کہتا ہے۔ کہ آنجناب کے ان ارشادات سے کس قدر محبت فی اللہ اور مقبولان خدا سے وابستگی ظاہر ہوتی ہے۔ قبلہ بابوجی مدظلہ العالی فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن کسی حاضر مجلس پر تعریض فرماتے ہوئے حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے فرمایا۔ کہ مجھے بعض لوگوں پر سخت تعجب آتا ہے کہ حضرات اہل اللہ کی محبت میں ان کے مشاہدہ مزارات اور قیام وجلوس کے مقامات تک بھی ادب کرتے ہیں۔ لیکن ان کی ذریت واولاد جن کے رگ وریشہ میں اُن حضرات کا خون جاری وساری ہے ان کا احترام بجا نہیں لاتے حیف ہے کہ ایک مجازی محب مجنوں تو ایک عورت کی محبت میں یہ کہے ؎

احب لحبھا السودان حتیٰ ٭ احب لحبھا السود الکلاب

میں لیلیٰ کی محبت میں ہر سیاہ چیز سے الفت کرتا ہوں حتیٰ کہ سیاہ کتوں سے بھی

مگر آج کا مسلمان مدعی محبت رسول ہو کر کہتا ہے ہم دین کے ہیں سین کے نہیں۔ یعنی ہم دین کا احترام تو ہے لیکن سادات آل رسول سے ہمیں کیا واسطہ شائد انہوں نے یہ ارشاد باری نہیں پڑھا۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ ط (ترجمہ) اے حبیب فرمادیں کہ لوگو میں تم سے تبلیغ پر بجز اہل قرابت کی محبت کے اور کوئی عوض طلب نہیں کرتا۔

ملفوظ (۱۶۷)

ایک شخص نے عرض کی کہ جہاں درود شریف پڑھا جائے روح محمدی تشریف فرما ہے؟ حضور قدس سرہٗ نے فرمایا۔ کہ روح مبارک کا تشریف لانا اس طرح سمجھنا چاہئے

Marfat.com

کہ سورج اپنی جگہ پر موجود ہے لیکن اس کی شعاع ہر جگہ موجود ہے۔ روحانی سفر میں قرب و بعد عنصری کی نسبت نہیں ہوتی۔ حقیقت محمدیہ جمیع حقائق امکانی پر مقدم و اعلیٰ و افضل و اکمل ہے۔ پھر ایک شخص نے عرض کی کہ بعض مولویوں نے فتوے دیا ہے کہ یا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للّٰہ نہ پڑھا جاوے۔ فرمایا۔ ہم تو ملائی کام نہیں کرتے جن لوگوں کا برزخ سے تعلق ہے ان کو حال معلوم ہوتا ہے اگر بعض مفتیوں سے پوچھو تو کہتے ہیں کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ بھی نہ کہا جائے۔ باوجودیکہ سیلان جود موجودات پر اور فیضان وجود ماہیات پر بواسطہ آں ذات بابرکات ہے۔ گویا تکوین کونین آپ کے جود سے ہے۔ اور شیئاً للّٰہ کا معنے سوال و استغاثہ برائے تکریم و تشریف اسم پاک ہے۔ نہ جیساکہ معترض کہتے ہیں کہ مسئول منہ کو وسیلہ اور وسیلہ کو مسئول منہ نہ کرنا چاہیئے۔ حالانکہ اس کلام کی نظیر قرآن مجید سورۂ نساء میں موجود ہے واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام۔ تسائل از باب تفاعل بمعنی مشارکتہ یہاں مستعمل ہے یعنی اس خدا سے ڈرو جسکے اسم پاک کے وسیلہ سے ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو۔ یہاں مسئول منہ وسیلۂ فعل واقع ہوا ہے اور مسئلہ سماع موتیٰ مدارج النبوۃ میں مذکور ہے۔ ارواح کاملین کا عالم برزخ میں استغراق عالم شہادت میں تصرف سے مانع نہیں۔ پھر ایک شخص نے سوال کیا کہ بحق فلاں بزرگ یا بحرمت فلاں بزرگ کہنا جائز ہے یا نہ؟ فرمایا دونوں جائز ہیں۔ خلق کی جانب سے خالق پر کوئی حق لازم اور ضروری نہیں ہے۔ لیکن حق بطور وعدہ واحسان رب العالمین کی جانب سے موہوبہ نعمتوں سے ہے۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص خدا کے ساتھ ایمان لائے اور نماز پنجگانہ ادا کرے ماہ رمضان کے روزوں کی نگہداشت کرے۔ خدائے تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کریگا۔ آیت وکان حقاً علینا نصر المؤمنین وغیرہ اس کے شاہد ہیں۔

فرمایا۔ سائلین اپنی امید برآری کے لئے اظہار حاجات میں الحاح کرتے ہیں لیکن اللہ کی مشیت آرزو ہائے خلق کی پیرو نہیں ہوتی لہٰذا مردمان حقائق آگاہ کی نگاہ اس استعداد پر ہوتی ہے جو فطرۃً انسانی وجود میں ودیعت ہوتی ہے اور لوگ ان کی وساطت

Marfat.com

سے اس استعداد کے حسب مقدار بہرہ ور ہوتے ہیں۔ روحانی طبیبوں کی رائے مریضوں کی نسبت صواب اور درست ہوتی ہے۔

فرمایا جو چیز عالم کائنات میں ہے نباتات جہ اشجار جہ احجار سب ذاکر اور شاغل ہیں۔ بلکہ حق سبحانہ وتعالےٰ اور ان کے درمیان کچھ حجاب غفلت نہیں ہے۔ لیکن حق تعالیٰ کی بارگاہ میں جو قدر و منزلت انسانی ذکر کی ہے اور کسی کی نہیں۔ بلکہ خاکیوں کے پیدا کرنے سے مقصود اصلی یہی وسیلہ ہے کہ موجب ربط و تعلق ہے اور جملہ برکات و آثار انسانی طاعت پہ مرتب ہیں۔ لیکن اس کی دریافت ہمارے زور بازو کا ثمرہ نہیں۔ وہی جو کچھ کراتا ہے کیا جاتا ہے۔ داعیۂ توفیق جن لوگوں کا رفیق ہے ان سے دوسرا کام نہیں ہو سکتا اور نہ وہ کر سکتے ہیں۔ اگرچہ بعض عوارض کی وجہ سے کچھ بعد ہو جاتا ہے۔ لیکن پھر چوگان سابقۂ عنایت ازلی ان کو راہ پہ لے آتا ہے۔ اور جن لوگوں کو جاذبۂ عشق دامن گیر اور فطرت سعید دستگیر ہو شادی و غم ان کے راہ کے حجاب نہیں ہوتے۔ پوشیدہ اور ظاہر میں یکساں اپنے اپنے شغل میں مگن ہوتے ہیں۔ یہ گروہ نواختگان عنایت ازلی ہیں۔ ان کی جانیں بجز عبودیت حق کے کسی چیز کو اختیار نہیں کرتیں۔ اور یہ ہر کسی کا کام نہیں ہے۔ مولانا رومؒ نے فرمایا ہے ؎

اُذْکُرُوا اللّٰہ کار ہر اوباش نیست ✤ ارجعی بر پائے ہر قلاش نیست

اوباش بمعنے عیاش ہے اور دوسرے لفظوں میں بندۂ شکم۔ سعدیؒ نے فرمایا ہے۔

؎ شکم بندہ نادر پرستد خدائے

یعنی بندۂ شکم (پیٹ کا بندہ) خدا کی عبادت نہیں کر سکتا۔ دوست کو محبوب کی وصف اور ذکر سب لذائذ سے محبوب تر ہوتے ہیں۔ لیکن غافل مطلق سے اس کا درجہ اچھا ہے کہ ایک بار بھی اللہ کہے اور اس سے وہ اچھا ہے جو دس بار کہے اور اس سے وہ اچھا ہے جو بیس بار کہے۔ سعادت کے بھی درجات ہیں۔ کرم پر نظر چاہیئے نہ اپنے اعمال پر ✤

ملفوظ (۱۶۸)

ایک شخص نے حلقۂ مجلس سے عرض کی کہ جناب غوث الاعظمؓ نے مردان خدا سے

Marfat.com

ایک گم شدہ کو ورطۂ ضلال و سوئے خاتمہ سے برأت بخشی تھی۔ فرمایا تم لوگوں کے نزدیک اس طرح ہے اور ہمارے نزدیک اس طرح ہے کہ جب خداوند کریم سبحانہ و تعالیٰ اپنے علم قدیم میں چاہا تھا۔ کہ جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے اس ولی کو رہائی بخشے۔ پس قلب پاک حضور کا اس کی طرف متوجہ کر دیا تاکہ وہ اس کی نجات کا وسیلہ ہو۔ ہاں یہ امر لاریب ہے کہ دوستان خدا کے متعلقین و سایہ گزین اگرچہ مقصود اصلی (عرفان) کو نہ پہنچ سکیں تاہم حوادث دارین سے امان میں رہتے ہیں۔ بارش و ژالہ باری کے وقت درخت کے نیچے پناہ پکڑنے والا شخص کھلے جنگل میں بغیر اوٹ والے سے بصد امن ہوتا ہے۔

مترجم کہتا ہے۔ کس قدر فرق مراتب کی رعایت ہے۔ سبب اور مسبب کے درمیان میں فرق اور ہر امر میں توحید کی نگہداشت کاملین ارباب ارشاد کا شیوہ ہوتا ہے حضرت شیخ اکبر رحمۃ اللہ علیہ فتوحات میں ارشاد فرماتے ہیں کہ مقبولان خدا کو رحمت و عنایت الٰہی کے ابواب سمجھنا چاہیئے۔ اور انہیں دروازوں سے اس کے فیضان کو طلب کرنا چاہیئے۔ لیکن جو شخص ابواب کو منزل مقصود سمجھ لے یا دروازے کے بغیر مطلب کی تلاش کرے وہ خائب و خاسر ہوتا ہے۔

ملفوظ (۱۶۹)

ایک دن حضور اقدس کی مجلس میں ذکر ہوا۔ کہ بعض بزرگوں کے جنازہ پر پرندوں کا آنا مشہور ہے۔ فرمایا ہاں شادی حطار میں جو ایک گاؤں نواحی ہری پور ہزارہ سے ہے ایک شخص اس وصف کا گذرا ہے۔ اور ایک بزرگ کے جنازہ پر بھی جن کا لقب رئیس العاشقین تھا یہ واقعہ ظہور پذیر ہوا۔ ان کی وفات کے وقت جنت حور و قصور و انواع اقسام نعمائے و فواکہ سے مزین کر کے ان کے پیش کیا گیا۔ شیخ نے کمال تاسف سے ٹھنڈا سانس بھر کر عرض کی بارخدایا میری التجا یہ نہ تھی جو دیکھ رہا ہوں۔ ندا آئی پس کیا چاہتا ہے۔ عرض کی خداوندا تو جانتا ہے اور پھر مجھ سے پوچھتا ہے۔ میرا مقصود رضائے و جمال حق ہے نہ جنت و بہشت۔

مترجم نے قبلہ بابوجی سے سنا ہے کہ رسالہ نظم السلوک کے درس کے وقت حضرت قدس سرہٗ

Marfat.com

نے یہی واقعہ رسالہ مذکورہ کے مصنف حضرت شیخ عمر بن فارضؒ مکی کے متعلق ذکر فرمایا تھا اور نفحات الانس میں بھی مولانا جامی نے اسی طرح تحریر فرمایا ہے۔ شیخ مذکور کے تفصیلی حالات وہاں ملاحظہ ہوں ۔

ملفوظ (۱۷۰)

فرمایا ظاہر بین لوگ جن کے دماغ میں معنی کی بو نہیں پہنچی۔ اور آب زلال باطن ان کے منہ میں نہیں ڈالا گیا اپنے علوم کے مقیاس پر شیخ اکبر رضی اللہ عنہ کو مسئلہ توحید میں عقیدہ حلول کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ شیخؒ نے اپنی مولفات میں عقیدہ حلول کا انکار اور ردّ فرمایا ہے۔ فتوحات میں فرماتے ہیں کہ اس گروہ کا عقیدہ جو دلائل نظریہ کے محتاج ہیں یہ ہے کہ نسبت حق کی خلق کے ساتھ مثل نسبت صانع کی مصنوع کے ساتھ اور نسبت واجب کی ممکن کے ساتھ ہے۔ وینبغی لکل مسلم ان یعتقد ہ (ہر مسلم کو یہ اعتقاد رکھنا واجب ہے) اور اخص الخواص کا عقیدہ یہ ہے کہ مظہر اشیاء ان کا عین ہے یعنی اشیاء اسماء کا ظل اور مظاہر ذات ہیں۔ اور ظل کی کوئی حقیقت نہیں مگر یہی نمود بے بود۔ پس شعشعان ممکنات معدومہ عکس فیوضات آفتاب ذات ہے۔ جو واحد ہے۔ غیر حق کیا ہے اور کہاں کان اللہ ولم یکن معہ شیئ والآن کما کان۔ (مخلوقات کی خلق سے پہلے اللہ ہی تھا اور اس کے ساتھ کوئی شے نہ تھی اب خلق کے بعد بھی ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا (مترجم) اور باایں عقیدہ شیخؒ موصوف سب مسلمانوں کو اس عقیدہ پر مجبور و مکلف نہیں فرماتے۔ بلکہ اس عقیدہ کو بحکم ذوق عرفان از قبیل مشاہدات نفوس قدسیہ اور تجلیات کے اختصاص سے اخص الخواص کے لئے نشان دیتے ہیں۔ نیز فرمایا ہے۔ کہ ہم اس عقیدہ پر کہ یہ نسبت حلول نہیں بلکہ عالم من حیث المجموع صورت ذات مع الصفات ہے۔ بارگاہ نبوی میں حضرت جبریل کے متمثل بدحیہ کلبی ہونے کے وقت اصح الرؤیتین کو شاہد لاتے ہیں دیکھئے یہاں قوم کو دحیہ قلبی نظر آتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے کہ یہ جبریل ہیں۔ حالانکہ نہ تو یہاں جبریل دحیہ کلبی میں حلول کئے ہوئے تھا اور نہ یہ کہ جبریل

Marfat.com

بھی ہو اور دحیہ کلبی بھی بلکہ جبریل علیہ السلام اپنی حقیقت ملکیہ پر باقی رہتے ہوئے عالم شہادت میں بصورت دحیہ کلبی متمثل ہوئے اور ظاہر ہے کہ قوم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رؤیت میں سے صحیح ترین رویت حضور علیہ السلام کی رؤیت ہے کہ ذاک جبریل (یہ جبریل ہیں)

پھر اس مقام پر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے فرمایا کہ اس فقیر کو ابتداء حال میں اپنا وجدان مسئلہ توحید میں آیت کریمہ فتمثل لھا بشراً سویاً کی طرف راہ دکھاتا تھا۔ کہ مریم کی رویت میں بشر تھا اور وہ خود کہتا ہے کہ انما انا رسول ربك (یعنی میں فرشتہ ہوں) حاشا و کلا کہ قرآن شریف سے حلول کا مسئلہ ثابت ہو۔ بلکہ حقیقت ملکی بشکل انسان متمثل ہو کر ظاہر ہوئی اور جب حقیقت ملکی کا یہ حال ہے پس کمال تجلیات حق کو اپنے علوم کے مقدار سے کیسے احاطہ کیا جا سکتا ہے بلکہ یہاں خود حق سبحانہٗ وتعالےٰ کا علم جو اتم واکمل العلوم ہے راہ نما ہوتا ہے اور اس کے ورود کا محل زبان نہیں تاکہ قیل و قال سے درست ہو سکے۔ بلکہ وہ جوہر نورانی ہے کہ جس سے کمال انسانی محقق ہے۔ اور جبکہ دیکھنے والا اپنی بینش کے اندازہ سے ادراک کرتا ہے پس وہ اعتراض کہاں رہتا ہے جو بعض لوگوں سے سنا جاتا ہے کہ خدا حجر ہے یا شجر یا پہاڑ یا آسمان۔ حالانکہ اس عقیدہ عینیت کی مدار نفوس قدسیہ کی صحیح ترین رؤیت اور مشاہدہ پر ہے جنہیں اس اختصاص سے مشرف کیا گیا ہے نہ عوام ظاہر بین کی رؤیت جو اس نعمت سے محروم ہیں اور جب اپنے اپنے ادراک کے مطابق عقائد کے مدارج میں تفاوت ثابت ہو گیا تو اب اس ذب اور تاویل کی حاجت نہیں رہتی۔ جو امام شعرانی نے یواقیت والجواہر میں اور مجدد الف ثانی صاحب نے مکتوبات میں حضرت شیخؓ کی جانب سے کی ہے کہ یہ عبارتیں شیخؓ کی کتاب میں ملحق (اور غیر کی ملائی ہوئی) ہیں۔ پھر حضرت قبلہ عالم صاحبؒ نے فرمایا۔ کہ کان الشیخ اٰیۃ من اٰیات اللہ (حضرت شیخؒ خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان تھے) اور یہ جو بعض مشاہیر سے منقول ہے کہ شیخؒ دنیا میں رؤیت کے منکر ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ما رأی اللہ الا اللہ (خدا کو خدا کے سوا کسی نے نہیں دیکھا) اور اگر رویت نہ ہو پس درویشوں کی کوشش وسوز و طلب و تعب کس واسطے ہے۔ شاید وہ حضرات بھی شیخؓ کے مقصود کو نہیں پہنچے۔ شیخؒ رؤیت کے منکر نہیں ہیں۔ بلکہ فتوحات میں فرمایا ہے ؎

Marfat.com

اذا ما تجلی الحبیب بای عین اراہ ؛ بعینہ اری لا بعینی انا ہ

یعنے جب محبوب حقیقی تجلی کرے تو اس کو کس آنکھ سے دیکھوں۔ اس کو اسی کی آنکھ سے دیکھوں گا نہ اپنی آنکھ سے

خواص اس مقام میں شاہد و مشہود کو الاتش غیریت سے پاک بجز حق کے نہیں جانتے وہی ذاکر وہی مذکور وہی شاہد وہی مشہود لیس فی الدار غیرہ (اس کے سوا گھر میں کوئی نہ) حدیث قدسی نے اس معنی کو بیان کیا ہے۔ بی یسمع و بی یبصر اس مشاہدہ میں شاہد کا سب تن بمنزلہ آنکھ ہو جاتا ہے اور ہمہ تن جمال حق کو دیکھتے ہیں

ع ہمہ دیدہ گشتہ چو نرگس تنش (اس کا تن نرگس کی طرح آنکھ ہوتا ہے)

اور یہ مقام حضرت شیخؒ کے مستفیضین شیخ ابن الفارضؒ وغیرہ کو بھی حاصل ہے اور حضرت جامی کی مراد اس شعر سے یہی ہے ؎

بسے منزل آمد زمن تا بتو ؛ نشاید ترا یافت الا بتو

(یعنی تیرے اور میرے درمیان بہت منازل ہیں اور تجھے تیرے بغیر پانا ممکن نہیں ہے۔
تجھے دیکھنا بھی جاناں ہے تیری نظر سے ورنہ ؛ کہاں تیرا حسن مطلق کہاں میری کم نگاہی

اور یہ جو شیخ سے منقول ہے کہ خاتم الانبیاء مقام ولایت میں خاتم الاولیاء سے اخذ کرتے ہیں۔ بظاہر یہ کلام منکرین پر گراں معلوم ہوتی ہے لیکن از روئے معنی اہل معنی پر گراں نہیں۔ کیونکہ خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء میں اس طرح کا سلسلۂ اتحاد و اتصال پیدا ہوتا ہے کہ نبی کے لئے ولی بمنزلہ اعضا و آلات ہو جاتا ہے۔ مثل ہاتھ۔ پاؤں۔ کان آنکھ وغیرہ کے۔ انسان ہاتھ کی امداد سے پکڑنے کا فیض حاصل کرتا ہے اور چلنے میں پاؤں سے فائدہ اُٹھاتا ہے دیکھنے کی چیز کو آنکھ سے دیکھتا ہے سننے کی چیز کو کان سے سنتا ہے۔ پس اعضا و جوارح خادمہ کو نفس ناطقہ پر فضیلت نہیں ہے۔ ایسا ہی جبریل علیہ السلام کو باوجود واسطہ ہونے علوم وحی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فضیلت نہیں۔ پس خاتم الاولیاء کی خاتم الانبیاء پر کس طرح فضیلت آجاتی ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ حضرت قدس سرہٗ کا یہ ملفوظ توحید وجودی کے بیش بہا اسرار پر مشتمل ہے لیکن اس سے صحیح طور پر وہی مستفید ہوگا جسے ارواح طیبہ کے توجہات سے

Marfat.com

اس مسئلہ کے ساتھ مناسبت ہو ورنہ شیخ ابن تیمیہ جیسے علماء اس معاملہ میں ٹھوکر کھا گئے اور توحید وجودی کو حلول سمجھ کر حضرت شیخ اکبرؒ اور اکابر مشائخ وجودیہ کے خلاف اپنی تصانیف میں سخت نازیبا کلمات تحریر کیئے اور زیادہ تعجب ان لوگوں سے ہے جو شیخ ابن تیمیہ کی اندھی تقلید کرتے ہوئے اس تحقیق اور وسعت معلومات کے دور میں بھی وہی کچھ ہانک رہے ہیں جو ابن تیمیہ نے کہا۔ حالانکہ شیخ ابن تیمیہ کئی ایک مسائل میں جمہور اہل اسلام سے منفرد ہوئے جس کی بنا پر شیخ الاسلام تاج الدین سبکی اور دیگر معاصرین نے اس کے خلاف کتابیں لکھیں اور منطق کا ادنے طالب علم بھی جانتا ہے کہ حلول میں دو چیزوں کا ہونا ضروری ہے حال اور محل جیسے خوشبو حال ہے اور گلاب محل اور حضرات وجودیہ کے نزدیک سوائے ذات حق غیر کا وجود ہی نہیں تو حلول کہاں آیا۔

ملفوظ (۱۷۱)

فرمایا۔ حضرت شیخ اکبرؒ اکابر و اعاظم اولیاء اللہ سے ہیں۔ قرآن و حدیث سے استنباط میں پایہ عالی رکھتے ہیں۔ ان کی مؤلفات میں کوئی ایسا مسئلہ مذکور نہیں کہ جس کا اصل کتاب و سنت سے بیان نہ فرمایا ہو۔ منشاء شک و طعن بعض لوگوں سے تعصب اور بعض لوگوں سے ان کی اصطلاح پر عدم اطلاع یا معانی غامضہ سے ناواقفیت ہے۔ ان کا مذہب محو کلی اور نفی وجود تھا۔ ولایت مقیدہ محمدی ان پر ختم ہے۔ اور یہ جو ان کی کتاب میں مذکور ہے کہ خاتم الاولیاء حضرت عیسےٰ علیہ السلام یا حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں۔ اس سے ان کی مراد ولایت عامہ شریعت محمدیہ ہے اور شیخ کی ختم ولایت سے مراد ولایت مکاشفات و اسرار ہے۔ انہوں نے اپنی ختم ولایت کے بارہ میں حرم شریف میں ایک خواب دیکھا تھا۔ کہ جنت کو اس طور پر بنا کرتے ہیں کہ لبنۃٌ من ذھب و لبنۃ من فضۃ (ایک اینٹ سونے کی ایک چاندی کی) جب بنا قریب الاختتام ہوئی دو اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی اور مجھے (حضرت شیخ کو) ان دو اینٹوں کی جگہ رکھ دیا اور بنا مکمل ہو گئی۔ پس ایک ولی اللہ سے جو حرم شریف میں مقیم تھے اس خواب کی تعبیر پوچھی۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ اس رؤیا کا دیکھنے

Marfat.com

والاخاتم الاولیاء ہے خاتم الانبیاء کی امت میں۔ اور فتوحات میں لکھتے ہیں کہ عسی ان اکون ھو (شاید وہ میں ہوں) اور اظہار اس دعویٰ کا نہ کیا۔ بعدہٗ باجازت سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فصوص الحکم میں اپنی ختم ولایت کا اظہار فرمایا۔ اور اس عقدہ کا حل کہ شیخ رض دو اینٹ کی جگہ بھی رکھے گئے اور دیکھنے والے بھی خود ہی بنتے یہ ہے کہ یہ معاملہ عالم مثال کے تمثیلات سے ہے اور اس عالم میں ایسے واقعات کہ ایک ہی وجود چند جگہ موجود ہو کثیر الوقوع ہے اور بعض اولیاء اللہ کا ایک ہی آن میں مواضع متعددہ میں دیکھا جانا اسی قسم سے ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ جب خواب میں جو عالم مثال سے ہے بعض اوقات ایک ہی آدمی اپنے دو یا زیادہ وجود دیکھتا ہے تو مکاشفہ میں کیا بُعد ہے ؞

ملفوظ (۱۷۲)

ایک مرتبہ فرمایا کہ حضرت شیخ اکبر رض فتوحات میں فرماتے ہیں۔ کہ میزان اعمال میں سب سے بھاری چیز اور خفت پلہ میزان کی رفع کرنے والی چیز کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ہے۔ جب اس کلمہ کو کہ جامع ہے نفی غیر و اثبات حق میں میزان کے پلہ میں لائیں گے تو وہ پلہ میزان بھاری ہو جائے گا۔ اور نیز حضرت شیخ نے فرمایا ہے کہ کلمات طیبات مثلاً ذکر و تہلیل و تسبیح وغیرہ جب ذاکر کے منہ سے نکلتے ہیں عالم مثال کی طرف بلند ہو کر اجسام بن جاتے ہیں الیہ یصعد الکلم الطیب۔ شیخ رض کے فرمودہ میں کچھ شک نہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ کہ اعمال صالحہ کا برزخ اور حشر میں اپنے عاملین کو ملنا صورت ہائے حسنہ کی شکل میں ہوگا۔ مترجم کہتا ہے کہ اس تحقیق کے بعد ان نصوص میں تاویل کی ضرورت نہیں رہتی جن سے اعمال کا تولنا اور مجسم شکل میں عامل کو نظر آنا وغیرہ ثابت ہے ؞

ملفوظ (۱۷۳)

ایک دن حضور انور قدس سرہٗ کی خدمت میں ایک بوڑھا ارذل العمر کہ آنکھوں سے کم دیکھتا تھا اور کانوں سے کم سنتا تھا۔ حاضر ہوا اور رونا شروع کر دیا کہ گھر میں مجھ سے اچھا

Marfat.com

برتاؤ نہیں کرتے سب پر ایک بوجھ بن گیا ہوں۔ فرمایا بابا جی جس شہباز کی بدولت وقت عزیز خوش گزرتا ہے۔ اب وہ پرواز پر تیار ہے۔ جب یہ شہباز پرواز کی تیاریاں ظاہر کرے۔ گھر کے لوگ ناسازگاری سے وداع کہہ دیتے ہیں۔ یہ معاملہ ہونے والا ہے جو کہ ہوا ہے۔ رنج اور گریہ سے کیا فائدہ

ملفوظ (۱۷۴)

فرمایا فتوحات میں بہشت کے بارے میں جو کچھ مذکور ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بہشت باعتبار منازل و مدارج کے چند انواع پر ہے۔ گروہ مقلدین و زمرۂ اہل نظر کے لئے جنت اعمال ہے کہ ان کا حظ فواکہ لذیذہ و مطاعم پاکیزہ و مشارب لطیفہ (لذیذہ میوے پاکیزہ طعام لطیف پینے کی چیزیں) اور حور و قصور وغیرہ سے ہوگا۔ اور جملہ خواص کے لئے کہ جن کا عرفان و ایقان مشاہدات کی وجہ سے فریق اول سے اتم و اکمل ہے۔ جنت اختصاص ہے کہ اس میں کوئی چیز از قسم مرغوبات و شہوات نفس کے نہیں بلکہ وہ نعمتیں چشم و گوش اور دل کے ادراکات سے بالاتر ہیں نہ وہم میں آسکیں نہ خیال میں سما سکیں۔ حدیث قدسی مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر اسی معنے کی طرف مشیر ہے۔ اس گروہ اہل اختصاص کی عبادت بھی محض بغرض عبودیت ہے۔ اغراض شہوات نعیم اور خوف درکات جہنم سے خالی ہے۔ جنت اعمال میں بعض میوے بلحاظ ضخامت و جسامت کے زمین و آسمان کے مابین پری کے مقدار سے ہیں حضرت الشیخؒ نے فرمایا ہے کہ ذقناہ (ہم نے ان کو چکھا ہے) یعنی واقعہ ہمارا چشم دید ہے۔ اور جنت اختصاص کی ایک سو تیس منزلیں ہیں۔ جنت اعمال میں اہل تقلید کے منازل علماء اہل نظر سے اعلیٰ ہونگے۔ کیونکہ ان کی اطاعت وانقیاد بلحاظ عدم تتبع دلائل طوعاً و تسلیماً اہل دلائل سے اکمل ہے۔ ولیکن مستدلین (اہل دلائل) کا اختطاظ والتذاذ منازل عرفان و شہود میں مقلدین سے زیادہ ہوگا۔ کیونکہ اہل استدلال کی معرفت اہل تقلید سے زیادہ ہے۔ جیسا کہ اہل مشاہدہ واختصاص سے کم ہے ؎

Marfat.com

ملفوظ (۱۷۵)

علاقہ لائل پور کے ایک عالم نے عرض کی کہ مسئلہ اشارہ بہ سبابہ کس طرح ہے مولینا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلویؒ نے اپنے فتاویٰ میں تصریح فرمائی ہے کہ رفع ضروری ہے۔ حضرت قبلہ عالمؒ نے جواب میں فرمایا۔ کہ جو کچھ شاہ عبدالعزیز صاحب نے فرمایا صحیح ہے۔ ہمارے ملک میں اس سے پہلے کتب حدیث کا رواج تھا۔ اور شغل علوم فقہیہ کا مروج تھا۔ پس جو لوگ کتب معتبرہ کثیرہ پہ نظر وسیع رکھتے ہیں وہ تو رفع سبابہ کو خلاف سنت وخلاف مذہب نہیں جانتے اور جن لوگوں کا مبلغ علم خلاصہ کیدانی اور منیہ ہو وہ رفع کو خلاف مذہب جانتے ہیں۔ اتنا قدر ضرور ہے کہ کیفیت رفع میں اختلاف روایات ہے۔ گاہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگلیاں بند فرما کر رفع فرمایا۔ اور گاہے حلقہ بنا کر۔ امام محمدؒ مؤطا میں روایت کرتے ہیں۔ قبض اصابعہ کلہا ورفع وبصنع رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ناخذ وبہ قال ابو حنیفۃؒ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سب انگلیوں مبارکہ کو بند فرما کر رفع سبابہ فرمایا اور ہم فعل رسول اللہ کی اقتداء کرتے ہیں اور امام صاحب ابو حنیفہؒ نے بھی یہی فرمایا ہے) طحاوی نے اس مسئلہ پر بہت سے آثار ذکر فرماتے ہیں۔ اور جو کتب فقہ میں مذکور ہے کہ لیس الرفع فی ظاہر مذہبنا شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ میں اس کا معنی اس طور بیان فرمایا ہے کہ رفع سبابہ ظاہر مذہب کی کتب میں مذکور نہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ رفع خلاف ظاہر مذہب ہے۔ قال فی حجۃ اللہ البالغہ وبعضہم لم یفرق بین قولنا لیست الاشارۃ فی ظاھر المذھب وظاھر المذھب انما لیست (یعنی اگر کتب فقہ کی عبارت اس طرح ہوتی کہ ظاھر المذھب انما لیست تب نفی اشارہ کی ثابت ہوتی اور جو عبارت کتب فقہ میں مسطور ہے اس میں نفی ذکر کی ہے نہ نفی اصل اشارہ کی۔ مترجم)

ملفوظ (۱۷۶)

حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے فرمایا۔ کہ جب ہندوستان سے بہمراہی جناب مولوی عبدالقدوس صاحب حضور حضرت قبلہ عالم سیالوی قدس سرہ العزیز کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ مجلس میں مولوی صاحب نے خواجہ حافظؒ کے اس شعر کا معنی استفسار کیا۔

آں تلخوش کہ صوفی ام الخبائثش خواند ؛ اشہیٰ لنا و احلیٰ من قبلۃ العذاریٰ

حضورؒ نے فرمایا کہ اس شعر کا معنے غوث الزمان حضرت تونسویؓ سے کسی نے پوچھا تھا۔ چونکہ ہمارے خواجہ کا علم موہوبی تھا۔ فرمایا کہ مصراع اول بمعنی بشرط شئ ہے اور مصرعہ ثانی بمعنی بشرط لاشئ۔

محرر سطور نے عرض کی حضور قبلہ عالم کی زبان مبارک سے اس معنی کی تشریح التماس ہے۔ فرمایا بشرط شئے اشارہ ہے درجۂ معیت و سریان کی طرف تنزلات و تعینات میں۔ اور لابشرط شئے اشارہ ہے درجہ اطلاق و ذات بحت کی طرف۔ گویا حافظ صاحب فرماتے ہیں کہ ہماری توجہ کا قبلہ وحدت ذاتیہ اور ہستی مطلق ہے جو آلائش پاک و ناپاک سے پاک ہے اور تشبیہ کی جانب کہ محل دوبینی ہے التفات نہیں کرتے ہے۔

پاک بیں از نظر پاک بمنزل برسید ؛ احول از چشم دوبیں در طمع خام اُفتاد

پاک بین اپنی پاک نظر سے منزل تک پہنچ گیا — مگر بھینگا دوئی کی وجہ سے طمع خام میں پڑ گیا

ملفوظ (۱۷۷)

فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ ولی بزرگ اور مقبول اہل اللہ ہیں۔ لیکن جو کچھ مکتوبات میں لکھا ہے کہ ہم شیخ اکبرؒ کی توحید سے اوپر گذر گئے ہیں اور شیخ کی توحید ہمارے طے شدہ مقامات سے ہے اس میں نظر ہے معلوم ہوتا ہے کہ

Marfat.com

حضرت مجدد صاحب کو شغل اوقات نے بالاستیعاب مطالعہ کتب حضرت شیخؒ کی فرص
نہیں دی۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی نے مکتوب مدنی میں ایسا ہی فرمایا ہے کہ مجدد صاح
نے بہ تفصیل وسیع کتب شیخؒ کا ملاحظہ نہیں فرمایا۔ ورنہ ایسا نہ فرماتے۔ ہمارے اور شا
ولی اللہ کے قول کی یہ دلیل ہے کہ توحید وجودی دو قسم ہے۔ اول وہ کہ سالک کو اثنا
سلوک میں بہ سبب ذہول عماسوی اللہ کے پیش آتی ہے اور اس میں استغراق موجب
فرق مراتب و اختلاف احکام بحسب درجۂ امکان ہوتا ہے۔ اس مقام توحید کو حضرت
شیخ فتوحات میں سالک کے نقصان سے نشان دیتے ہیں۔ دوم توحید کاملین ہے کہ
انتہائے منازل میں ذہول کے باعث نہیں بلکہ مشاہدات یقینیہ سے حاصل ہوتی ہے ش
توحید کی دوسری قسم والوں سے ہیں۔ اور لیس فی الوجود الا ھو کے قائل۔ اور ورود احکا
شرعیہ کا اعتراض اس طرح دفع کرتے ہیں کہ حقیقت واحدہ جس میں اثنینیت اور دوئی
ملحوظ نہیں وہ تو کمال ذاتی کے اعتبار سے ہر اس چیز سے منزہ ہے جو دل میں آئے د
اجرائے احکام کی گنجائش کہاں بلکہ احکام مرتبہ تنزلات و تعینات پر وارد ہوتے ہیں
اور تلوث بہ عیوب کی نسبت جاعل اور مظہر تک نہیں پہنچتی۔ بلکہ یہ امر مقصور بہ بعض
طبائع دون بعض اور اجسام کثیفہ کے خواص سے ہے۔ ما تریٰ فی خلق الرحمن من
تفاوت حقیقت بین نظر میں عین واحد اور احکام مختلف ہیں۔ کیونکہ مظاہر کی ہستی دو
عدموں کے درمیان مستعار ہے نہ خود بخود ظہور کیا نہ اپنے آپ قائم ہے بلکہ ظہور و قیام
مظہر و قیوم کی طرف محتاج ہے گویا مظاہر کا ظہور اسم ظاہر کے ظہور سے ہے۔ ورنہ ممک
زائلہ حادثہ کی کیا قدرت کہ بجز فیض ربوبیت ھوالظاھر کوئی مستقل نام و نشان رکھے
پس بہ ایں معنی غیریت منتفی ہے۔ لیکن ان مقبولوں کے نزدیک حفظ مراتب توحید ضرو
امر ہے ؎

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

اہل توحید شہودی بھی ایسا ہی کہتے ہیں کہ موجود حقیقی بجز ذات حق جہان میں نہیں
حضرت مجدد صاحبؒ مکتوبات میں اس طرح فرماتے ہیں کہ کائنات کی ہستی وہم و خیال
اور وہ اعتراض مذکور کا رفع اس طرح کرتے ہیں کہ اقتضا حکمت الٰہی نے ہستی موہوم کو برو

Marfat.com

ب احکام بغرض انتفاع منتفعین حسب حالات و درجات ان کے بود وجود کے رنگ
ں نمایاں کیا ہے تاکہ کارخانہ عالمین حسب ارادۂ ربی جس نظام سے کہ باید و شاید
ہور پذیر ہو ؛

ملفوظ (۱۷۸)

حضور انور قدس سرۂ نے صبح کی مجلس میں فرمایا کہ سیدنا الشیخ محی الدین ابن عربیؒ اس
جہ کے عظیم الشان ولی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور سے باین امر مامور ہوئے
منبر پر چڑھ اور ذات حق کی حمد و ثنا اور میری مدح بیان کر۔ معاذ اللہ ایسے شخص کے حق
ں کلمات خلاف شان شیخؒ کے کیونکر جائز ہیں۔ مگر گروہ علماء زمانۂ ماضی و حال جو کہ ان
ے اشارات و معانی عمیقہ کے مقصود تک نہیں پہنچتے وہ بھی معذور ہیں۔ جب باصرار
وان صاحب اجمیری ہمیں پشاور جانے کا اتفاق ہوا تو ان دنوں اتفاقاً قاضی سراج الدین
احب مرحوم تبرکاً فتوحات اور فصوص کا سبق پڑھتے تھے۔ اثنائے وقت تعلیم میں
ماۓ پشاور و افغانستان میں بڑے بڑے عالم موجود تھے اور کہتے تھے کہ ہم ایسے
اں عالم محی الدین ابن عربی کے حق میں کلمات تضلیل بے جا کہتے رہے۔ جیسے خطبہ میں شیخ
نے فرمایا ہے۔ فلما حیرتنی هذه الحدیقة انشدت فالرب حق والعبد حق۔
یالیت شعری من المکلف۔ یعنی جبکہ اس باغ کی سیر نے مجھے حیران کیا تو میری زبان
ے بے ساختہ یہ شعر نکل گیا کہ رب بھی حق ہے اور عبد بھی حق ہے تو عجب ہے کہ مکلف کون ہے۔
اس میں شیخ نے اس مقام کی طرف اشارہ کیا ہے کہ سالک کو اثناء سلوک میں از قسم واردات
حالات پیش آتے ہیں۔ ورنہ مقام کمال کے لحاظ سے اس میں پھنسنا تو نقصان سالک
ہے اور شیخؒ اس مقام سے گذر گئے تھے۔ اور طے کر گئے تھے۔ چنانچہ آگے فتوحات
ں کئی جگہ مذکور ہے۔ مگر بعض مشائخ نے تمام فتوحات میں وسیع النظر ہونے کی
جہ سے اول خطبہ ہی کو دیکھ کر شیخؒ کو اس مقام میں محصور سمجھ لیا۔ چنانچہ مجدد صاحب
ے بھی ایسا ہی ہوا ؛

Marfat.com

ملفوظ (۱۷۹)

فرمایا کہ حضور غوث الزمان حضرت خواجہ تونسویؒ کے حضور میں کسی مولوی نے عرض کی کہ یہ شعر کس طرح ہے ؎

چوں مدد پیر مراگشت یار ❊ چیست مرا حاجت آمرزگار یا آموزگار

حضور نے فرمایا آمرزگار ہے۔ نماز کا وقت تھا نماز کے لئے اٹھے۔ بعد فراغت نماز اس مولوی نے عرض کی کہ مدد پیر کے حصول سے آمرزگار کی طرف کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہے کیسے حاجت نہیں رہتی۔ حضور کے مزاج اقدس میں وجد اور جلالیت بہت تھی۔ فرمایا۔ جب کہ رب العالمین شیخ کے مظہر اتم میں تیرے لئے متجلی ہوا ہے اور بحکم ید اللہ فوق ایدیھم تو نے اس سے بیعت کی اور عہد اطاعت فرمان کیا پھر اور کس خدا کی تلاش کرتا ہے ❊

ملفوظ (۱۸۰)

ایک مرد نے مولویانہ لباس میں حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کی صورت پیش کی۔ حضرت قبلہ عالم نے ماحضر سے اس کی حاجت روائی اس کے حال کے مناسب کر کے فرمایا کہ مولوی صاحب اگر تم یہاں استفادہ کلمہ درود پڑھنے کا کرتے تو تمہارے حق میں بلحاظ منافع دنیاوی بہتر ہوتا۔ دراہم و فلوس سریع الزوال کے حصول پر کیا خوشی ہے۔ سائلین کا زنگ و سنگ ہمارے پختہ مکان دیکھ کر راسخ ہوتا ہے۔ لیکن ان مکانوں کی تعمیر ہماری سعی و ہمت سے نہیں بلکہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ جل وعلیٰ شانہ کی مشیت اسی طرح تھی پس اپنے بندوں کے دل میں یہ بات ڈال کر ان سے یہ کام کرا دیا۔ درویشوں کو مال جمع کرنے کیلئے نہیں بٹھایا جاتا۔ بلکہ ہمارے مذہب میں جمع و امساک ناجائز ہے حتیٰ کہ ہم پر زکوٰۃ بھی فرض نہیں ہوئی۔ ہماری آمدنی امداد الٰہی ہے۔ ہماری ملاقات کا ارادہ جن کے دل میں ڈالتا ہے ان کی شب باشی کا سامان معیشت خود ہی بھیج دیتا ہے۔ اور ہم کو بھی اسی کے لنگر سے روٹی دینے کی اجازت ہے ❊

Marfat.com

ملفوظ (۱۸۱)

جس دن حضور انور قدس سرہ بکڑالہ میں تشریف لے گئے۔ راجہ محمد خان علاقہ دار و رئیس بکڑالہ نے میاں محمد صاحب کھڑی والہ کی جانب سے بعد سلام مسنون عرض کی کہ دربارہ پیغام نکاح مرد اُمتی سیّدہ کے ساتھ۔ ایسے نکاح کے فتویٰ جواز سے دنیا میں طوفان بے ادبی پیدا ہوگا۔ اوران ایام میں موضع چکڑالی میں یہ واقعہ پیش آیا ہُوا تھا۔ حضور انور قدس سرہ نے بعد جواب سلام کے فرمایا کہ ایسے گستاخوں اور بے ادبوں کو ہماری جانب حوصلہ نہیں پڑتا۔ عترت نبوت کے بے ادب قسمت کے بدبخت ہیں۔ ہمارے پاس نہیں آتے۔ اور نہ ہم ان کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ جو مفتی صاحبان عالم کی تصغیر و تلیم کرنے سے اور علماء کے جوتے کی توہین کرنے پر کفر کا فتوئے صادر کرتے ہیں لیکن سفینۂ محمدی کی حرمت و تکریم کا انہیں کوئی پاس نہیں کس قدر انصاف سے بعید ہیں حالانکہ علماء کا شرف وصف علم سے ہے ذاتی نہیں اور وہ بھی عمل کے بغیر تو محض چھلکا بے مغز ہے۔ اور اہل بیت نبی علیہ السلام کا شرف ذاتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف انتساب کی وجہ سے انہیں موہوب ہُوا ؛

ملفوظ (۱۸۲)

فرمایا راولپنڈی کے غیر مقلدین کو ان ایام میں مقابلۂ اہل سنت کے لئے فراہمی چندہ نے تکلیف میں ڈالا ہُوا ہے۔ ضلع ہزارہ کے اپنے ہم مشرب بھائیوں کی طرف خط وکتابت کرتے ہیں۔ ان کا ایک خط ہماری نظر سے بھی گذرا۔ کہ ہمارا مقابلہ گروہ مرتدین وملحدین (اہل سنت والجماعت) سے ہے امداد اور فریاد رسی کا وقت ہے۔ راولپنڈی کے بعض ہندوستانی لوگ جو ان کے مغالطہ میں پڑے ہوئے تھے امتحان اور تجربہ کے لئے یہاں (گولڑہ شریف) آئے۔ یہاں کا حال دیکھنے اور کلام سُننے سے ان کے دلوں کی ندامت ملامت نفوس پر باعث ہوئی۔ اور عذر خواہ ہوئے کہ ہم ایسی مجلسوں سے جن میں بدگوئی کی تلوار و گالی گلوچ وتکفیر سے مومنین کی آبرو کا لحاظ نہ کیا جائے بیزار ہیں ہمارا دیکھنا برعکس سننے کے

Marfat.com

ظاہر ہوا۔ اس لئے عذر تقصیر کے خواہاں ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم کو تمہارے راہنماؤں کے ساتھ کوئی عداوت ذاتی نہیں ہے ہمارے مذہب میں سب کا اصل ایک ہی ہے کہ وحدت ذاتیہ ہے پھر فرمایا کہ ہم کو گرفتاران خطا کی حالت پر رحم آتا ہے کہ ان کے دلوں کی سادہ لوحی بباعث نقصان علم وعدم حصول حضور مجالس علمائے اہل السنت والجماعۃ ان کو اس ورطہ میں ڈالتی ہے کیونکہ جب قال اللہ وقال الرسول پے در پے سنتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کے نام پر قربان ہوتے ہیں۔ اور جال ڈالنے والوں کی غرض بیان سے جو غرض براری فاسد و شرک خفی کی کمینگاہوں میں بیٹھے ہیں آگاہ نہیں ہوتے۔ حضور سراپا نور جو ملت بیضا کے لئے مبعوث ہوئے آپ کی دعوت و تذکیر کا یہ طریقہ ہرگز نہیں۔ مترجم کہتا ہے کہ حضرت قبلہ عالم کے اس مختصر ارشاد کے بعد جامع ملفوظات رحمۃ اللہ علیہ نے غیر مقلدین کے متعلق کافی کچھ تحریر فرمایا ہے۔ کیونکہ اس زمانے میں مقلدین اور غیر مقلدین میں ایسے ہی جھگڑے شروع تھے جیسے آج اس دور میں خود مقلدین کی مختلف جماعتوں میں یہ سلسلہ شروع ہے۔ کہیں علم غیب کے جھگڑے ہیں اور کہیں نور و بشر وغیرہ کا مسئلہ ہے ماشاء اللہ اپنی تو خبر نہیں لیکن انبیاء علیہم السلام اور ان کے کاملین اتباع کے کمالات تولنے کے لئے ہر نیم ملاّں خطرۂ ایمان بر سر میدان اکھاڑے کا پہلوان بنا ہوا ہے ؎ گر ہمیں مکتب وہمیں ملاں ❊ کار طفلاں تمام خواہد شد

محرر سطور کہتا ہے کہ سامعین کو چاہیئے کہ اس ملفوظ شریف کو از قبیل پند سودمند و کلمۂ حکمت جانیں۔ اور پند گیر از مصائب دگراں پر عمل کرتے ہوئے ہلاک نہ ہوں۔ اور غیر مقلدین کی کثرت روایات حدیث پر غرہ نہ ہوں ؎

اے کبک خوش خرام کہ خوش میروی بہ ناز ❊ غرہ مشو کہ گربۂ عاجز نماز کرد

(اے خوش رفتار کبک جو ناز سے مٹک مٹک کر چل رہا ہے ذرا خیال رکھنا اور اس پر مغرور نہ ہونا کہ بی بلّی بے چاری تو نماز و مناجات میں مشغول ہے کیونکہ اُس کی نماز دام فریب ہے۔ مترجم)

ان بزرگوں کی قال اللہ وقال الرسول قرآن شریف کو نیزوں پہ لٹکانے والوں کی طرح ہے تاکہ ہر حیلہ سے ان کے مخالف قرآن و حدیث کے مخالف ثابت ہوں۔ اہل حدیث زمانۂ حال کی ہمت پر ہزار آفرین ہے کہ اس دنیا کی متاع قلیل کے لئے ویقطعون ما امر اللہ بہ

Marfat.com

ان یوصل یعنی اللہ تعالیٰ نے جس کے ساتھ صلہ کا حکم فرمایا ہے اُسے قطع کرتے ہیں) کے مصداق بنتے ہیں۔ اور لوگوں کو تذکیر کے لئے جولان لسان اسپ تازی کی طرح رکھتے ہیں اور جب اپنے سر پر عمل کی نوبت آتی ہے اذا قیل لہ اتق اللہ کے سوال میں اخذ العزۃ جواب میں آتا ہے۔ چہ جائے احادیث صاحب خلق عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ؎

میخوری خون مسلمان چو آیت بخواند ❊ بانگ و فریاد براری کہ مسلمانی نیست

(یعنی جب کوئی مسلمان قرآن کی آیت تجھے سنائے تو اس کا خون پیتا ہے اور پھر یہی فریاد کئے جاتا ہے کہ مسلمانی نہیں رہی مسلمانی نہیں رہی) کسی نے خوب کہا ہے ؎

عجبت من الشیخ وزھدہ ❊ وذکرہ النار واھوالھا

ویکرہ ان یشرب من فضۃ ❊ ویسرق الفضۃ ان نالھا

(میں جناب شیخ صاحب اور ان کے زہد و اتقاء اور ان کے دوزخ اور اس کے ہولوں کے ذکر سے حیرت میں ہوں۔ آپ چاندی کا برتن استعمال کرنا مکروہ جانتے ہیں۔ ولیکن ان کے ہاتھ اگر چاندی کی کوئی چیز چڑھ جائے تو جھٹ چرا لیتے ہیں۔ مترجم)

سواد اعظم مقلدین مذاہب حقہ میں سے اس گروہ کا بہ لقب اہل حدیث موسوم ہونا ایسا ہے جیسے منکرین قدر اپنے آپ کو قدریہ سے موسوم کرتے ہیں عجیب اتفاقات قدرت سے ہے۔ ورنہ سب مومن بعد الایمان بما جاء بہ النبی الرحیم من اللہ العزیز الحکیم اہل حدیث ہیں مگر نہ بمعنی مذکور۔ قطب المفسرین فتح العزیز میں تحت آیہ فلا تجعلوا للہ اندادا لکھتے ہیں (پس جن کی اطاعت بحکم خداوند کریم فرض ہے چھ گروہ ہیں۔ از انجملہ پیغمبر ہیں الخ۔ و از آں جملہ مجتہدین شریعت و شیوخ طریقت ہیں کہ ان کا حکم بھی بطریق واجب عوام امت پر لازم الاتباع ہے کیونکہ فہم اسرار شریعت و دقائق طریقت انہی کو میسر ہے۔ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون انتہی۔ (اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھو) استاد المحدثین شاہ ولی اللہ دہلوی نے عقد الجید فی مسئلۃ تقلید میں کافی تفصیل فرمائی ہے (خلاصہ یہ کہ چاروں اماموں کے درمیان حق کا دائر ہونا باجماع علمائے اسلام ہے تقلید مذاہب حقہ میں امت کے لئے مصلحت عظیمہ و خدمات غیبیہ ہے اور یہ امر بہ منشاء حق مرعی ہے) امامت و اجتہاد مناصب

Marfat.com

معینہ حق و سنت الٰہیہ میں سے ہے جس کے لئے تبدیل نہیں۔ چنانچہ آیتہ ولقد اٰتینا موسی الکتاب وجعلناہ ھدی لبنی اسرائیل وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا (ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی اور اُسے بنی اسرائیل کی ہدایت بنایا اور ان سے ائمہ بنائے جو ہمارے امر کے مطابق ہدایت کرتے تھے) سے ظاہر ہے۔ اور مطلق تقلید سے استغنا کب سرانجام پا سکتا ہے حدثنا الزہری وحدثنا سفیان کی صحت قول پر سامع کے نزدیک شیخ کی جانب سے کیا دلیل ہے یہی امر بحسن ظن درحق اہل ایمان۔ پھر جبکہ حسن ظن پر امر موقوف ہے۔ پس مستحق مظنۂ خیر بدرجۂ اول وہی لوگ ہیں جن کی مقبولیت کا عکس ندا عالم علوی میں بواسطۂ روح الامین عالم سفلی میں متجلی ہُوا اور اب تک و آخرالزمان تک سب مسلمانوں کے مقتدا و مقبول ہوئے ہیں (یعنی طائفۂ اہل اللہ) مشاہدہ کو شاہد (گواہ) کی حاجت نہیں۔ عیاں را چہ بیاں۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔

امام محمد غزالی جیسی ہستی کو حافظ جلال الدین سیوطی جیسے بزرگ کو شافعی المذہب ہونے (تقلید) سے چارہ نہیں۔ اور کہا گیا کہ للسیوطی مِنَّۃٌ عَلَی الْعَالمین (سیوطی کا احسان سب جہان پر ہے) شیخ الاسلام ابن ہمامؒ و علامہ عینیؒ و امام مجتہد امام محمدؒ کو حنفیت سے مخلص نہیں۔ علماء خواص و شیخ عبدالوہاب شعرانی کو مالکیت سے فخر و تبرک ہے۔ اور اکابرین امت نے بھی اس تقلید کی رسی کو گردن سے نہیں اُتارا۔ مگر غیر مقلدین کو مجتہدین کی حاجت اور پرواہ بھی نہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم اصحاب ظواہر کے مسلک پر ہیں۔ حاشا وکلا۔ ائمہ اصحاب ظواہر صوفیان مجذوب الحال کی مانند بباعث فرط محبت اقوال و افعال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تاویل کا طریقہ نہیں چلے۔ اور بحکم حبك الشئ یعمی ویصم (محبت اندھا بہرہ کر دیتی ہے) ظاہر احادیث پر عمل کیا۔ وہ حفاظ حدیث تھے۔ ان اہل حدیث کی طرح مسئلہ آمین و رفع یدین کو عناد وریا کی نیت سے رئیس الاعمال نہ کہا۔ اور نہ ہی اپنے مذہب کی تدوین میں اور نہ عناد و فساد سے مجتہدین و فقہا کی سب و شتم پر قدم اُٹھایا۔ اور نہ قائلین کلمۂ توحید کو مرتد و مشرک و ملحد قرار دیا۔ اور باوجود این ہمہ کے کسی کو اتنی قدر تاویل سے تو چارۂ کار نہیں کہ جس سے راستیٔ کار دین کی درست ہو۔ ورنہ اس مستدل کی طرح ہو گا۔ کہ ظاہری نظر سے اندھوں کا کفر آیت من کان فی ھذہٖ اعمٰی فھو فی الاخرۃ اعمٰی (جو دنیا میں حق سے اندھا رہا وہ آخرت میں بھی ایسا ہی ہوگا) سے ثابت کرے اہل رفض و

تشیع بھی داغ لامذہبی سے غیرت کرتے ہیں اور اپنا انتساب حضرت امام جعفر صادقؑ کی طرف کرتے ہیں۔ یہ علیحدہ امر ہے کہ حضرت امام صادقؑ کا کوئی مستقل مذہب مدوّن ہو یا نہ ہو اور وہ علماء وفقہاء مدینہ طیبہ کے مسلک پر ہیں۔ گروہ وہابیوں کی بے ادبی وناحق شناسی اور سلاسل اربعہ کے مشائخ اور مذاہب اربعہ کے علماء وفقہاء کی تکفیر وتشنیع سب ان کے سرگروہ نجدی کی تعلیم کا اثر ہے۔ جس نے بلاد اسلامیہ میں قتل وخونریزی برپا کرنے اور سلاطین اسلام اور اولی الامر کے خلاف بغاوت کے علاوہ اقوال میں بھی ایسی بے ادبی کا مظاہرہ کیا ہے کہ خدا کی پناہ کہتا ہے (کہ مشرکین اولین لات وعزیٰ کی پرستش کرتے تھے۔ اور مشرکین آخری محمدؐ اور علیؑ کی پرستش کرتے ہیں) افراد امت کے ہر شخص پہ یہ امر ظاہر ہے کہ اسلام کے اصول وفروع کا اصل اعظم توحید ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ سب انبیاؑ کی بعثت سے غرض اسی مقصود اعظم کی تبلیغ ہے۔ مومنین اولین وآخرین میں سے کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معبود قرار نہیں دیا۔ نماز میں اشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ کہتے ہیں۔ لیکن نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی وغیرہ عبادات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کسی نے ادا نہیں کیا۔ مگر شیخ نجدی اور اس کے اتباع کو اسی تعظیم وتکریم وتفخیم وتوقیر وتبجیل وابتہال واستغاثہ ومخاطبہ وندا آنجناب عالی پر حسد ہے۔ فتح العزیز میں مذکور ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم احوال افراد امت کو شامل ہے۔ مواہب لدنیہ میں مذکور ہے۔ اذ لا فرق بین موتہ وحیاتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی مشاھدتہ لامتہ ومعرفتہ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم وذلک عندہ جلی لاخفاء بہ۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشاہدہ اُمت کو اور ان کے احوال ونیات وعزائم وخواطر کی معرفت میں موت وحیات کا کوئی فرق نہیں یہ سب امور آنحضورؐ کے سامنے ظاہر ہیں کچھ خفاء نہیں ہے) امام احمد قسطلانیؒ مصنف مواہب لدنیہ کا یہ قول اس حدیث سے ماخوذ ہے جو ترمذی میں ہے۔ فتجلی لی کل شئ فعرفت (حضورؐ نے فرمایا میرے لئے ہر شئے متجلی ہوئی پس میں نے اس کو پہچان لیا۔) اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اسی حدیث کے جملہ فعلمت ما فی السموات والارض کی شرح میں لکھتے ہیں۔ پس جان لیا میں نے جو کچھ

Marfat.com

آسمانوں میں اور زمینوں میں ہے۔ یہ عبارت ہے حصول تمام علوم جزئی و کلی اور اس کے احاطہ سے۔ انتہی۔ ابن حجر مکی شرح ام القریٰ میں لکھتے ہیں۔ لان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی العالم فعلم علم الاولین والآخرین ماکان ومایکون۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم اولین وآخرین وماکان ومایکون جتلا دیا ہے۔ شاہ ولی اللہ فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں۔ کہ عارف جب حق کی طرف منجذب ہوتا ہے پس اس پر ہر چیز روشن ہو جاتی ہے۔ ولی اور فرد تمام عالم عناصر کی جسمانی مخلوق پر حاوی اور مستولی ہوتے ہیں۔ یہ استیلاء انبیاء علیہم السلام میں تو ظاہر ہے لیکن ان کے غیر میں جیسے قطب وغیرہ انبیاء علیہم السلام سے بطور نیابت و وراثت ہوتا ہے۔ اور بنیت استغاثہ یا احاطہ اور وسعت علم سے قطع نظر کرکے بایں لحاظ ندا کرنا کہ یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح و ثناء کے متممات سے ہے بالاتفاق جائز ہے۔ چنانچہ حکیم امت شاہ ولی اللہ دہلوی قصیدہ ہمزیہ اور اس کی شرح میں فرماتے ہیں ؎

واخر ما لمادحہ اذا ما ✽ احس العجز عن کنہ الثناء

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدح کرنے والے کیلئے آخر کار جب اپنے آپ کو کنہ ثنا سے عاجز پائے

ینادی ضارعاً بخشوع قلب ✽ وذلٍ وابتھالٍ والتجاء

تو اس کے بغیر چارہ نہیں کہ خشوع قلب اور ذلت و ابتہال کے ساتھ یہ عرض کرے

رسول اللہ یا خیر البرایا ✽ نوالک ابتغی یوم القضاء

یارسول اللہ یا خیر البرایا یوم القضاء آپ کی عنایت کا طلبگار ہوں انتہی

ملفوظ (۱۸۳)

فرمایا اخلاص وہ چیز ہے۔ کہ جب کہ اس کی پوشیدگی زمین کے نیچے ہو تب بھی اس کا فروغ آسمان پر تجلی کرتا ہے اور غرض وغش وہ چیز ہے کہ اگر اس کا عروج عرش پر بھی ہو مگر سر اس کا پستی میں ہوتا ہے اور اس کی کامیابی ناکامی ہے۔ ذاکر جب اللہ کا ذکر بہ خضوع و خشوع ادا کرے اور اپنا ظاہر و باطن بہ توجہ صحیح متوجہ کرے دو

Marfat.com

سے خالی نہیں رہتا۔ یا تو اس کا مقصد و مطلب پورا ہو جاتا ہے اور یا ذوق و شوق میں
ایسا مشتغل ہوتا ہے کہ دنیاوی مقاصد کا بود و نابود یکساں جانتا ہے اور اس حال و وجدان
کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ قاعدہ مشہور ہے کہ جو کوئی کسی کے پاس بیٹھے اسی
کا رنگ و بو پکڑتا ہے یعنی اس کے فیض و کرم سے خالی نہیں رہتا۔ لیکن کسی کے پاس
جانا حاصل ہی نہ ہو۔ تو اس کا رنگ و بو کیسے پکڑ سکتا ہے۔ اکثر لوگوں کا خیال ہوتا ہے۔ کہ
مدار ظاہر باطن سابقہ حال پر محکم رہے۔ اور وظائف و اوراد سے فائدے بھی حاصل ہوں۔
لیکن حق عزوجل دلوں کا مالک ہے ظاہر گوئی اور دغابازی سے فریب نہیں دیا جاسکتا۔
انہ علیم بذات الصدور ؂

ملفوظ (۱۸۴)

حضرت عالی جناب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مبارک کے روز
ایک خادم نے حضور قبلہ عالم قدس سرہٗ کی خدمت میں عرض کی کہ ہم مسکینوں کی طرف
حضور کی توجہ دائمی چاہیئے تاکہ ہمارے سب کام درست ہوں۔ جواب میں فرمایا
کہ ہر دو فریق کی سلامت حال اسی میں ہے کہ ہماری توجہ و تعلق خداوند کریم کے ساتھ
ہو اور تم لوگوں کا تعلق ہمارے ساتھ ہو تاکہ فلاح کی امید واثق ہو۔ اگر ہم اس طرف
کو چھوڑ کر تمہاری طرف توجہ اور خیال رکھیں۔ بس کچھ نہ رہے گا نہ تم اور نہ ہم ؂

ملفوظ (۱۸۵)

ایک دن عین وقت مجلس چاشت شریف میں حاضرین کو مخاطب کر کے ایک
رباعی پڑھی۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ کہ توحید حق نہ تو سخن سے معلوم ہوتی ہے نہ کتابیں
پڑھنے سے تحریر و تقریر ہر دو اس مقام کے پہنچنے سے قاصر ہیں۔ بلکہ قیل و قال کو چھوڑ
کر ہر طرف سے یک سو ہو کر وجود موہوم کی نفی کرے۔ یہ نسخہ فصوص و لمحات سے
نہیں ملتا۔ اس ملفوظ شریف کے مناسب خواجہ حافظؒ کا یہ شعر ہے ؎

Marfat.com

بشو اوراق گر ہمدرس مائی ﴿ کہ علم عشق در دفتر نباشد
(یعنی اگر ہمارا ہم سبق ہے تو اوراق کتاب کو دھو ڈال کیونکہ عشق کا علم کتابوں میں نہیں ہوتا)

ملفوظ (۱۸۶)

فرمایا وہ اوراد خوان جو ہر کسی سے وظائف پوچھتے ہیں اور اپنے شیخ کے فرمودہ پر اکتفا نہیں کرتے۔ بالضرور نحوست ان کے دامنگیر ہوتی ہے۔ اور آخر رجعت سے نقصان اٹھاتے ہیں۔ اور ضرر سے بیکار ہو جاتے ہیں۔ بس نہ وہ ہوا نہ یہ۔ مگر اس عادت سے باز نہیں آتے ؛

ملفوظ (۱۸۷)

ایک دن ایک شخص نے علاقہ افغانستان سے حاضر خدمت ہو کر عرض حاجات کی۔ فرمایا فجر کی سنت و فرض کے درمیان فاتحہ شریف اکتالیس ۴۱ بار پڑھنا کلمہ الرحمٰن الرحیم و ایاك نعبد و ایاك نستعین اور آمین کو تین دفعہ تکرار کرنا حق سبحانہ وتعالیٰ قضائے حوائج کے لئے کوئی مؤکل بھیج دے گا۔ اور اسباب حسب منشا مہیا کر دے گا۔ مگر الفاظ و حروف کو خراب نہ کرنا۔ توجہ اور حضور دل سے پڑھنا۔

بعدہٗ فرمایا کہ لوگوں کا دل چاہتا ہے۔ کہ ہمارا ظاہر باطن بھی سابق حال پر بے خشوع خضوع مستحکم رہے اور ادعیہ و اوراد بھی محل قبول میں پہنچیں۔ حق دانندۂ رازہا و علام ما فی القلوب ہے۔ انه علیم بذات الصدور ظاہر داری سے ہرگز فریب نہیں دیا جا سکتا۔ اس کی نظر دلوں پر ہوتی ہے۔ خشوع و خضوع سے کلام پڑھنے والا دو حال سے خالی نہیں رہتا یا تو اس کی مراد بر آتی ہے۔ اور اگر دنیاوی مطالب حاصل نہ ہو تو بھی حضور میں اس کو ذوق شوق حاصل ہو جاتا ہے اور پھر اس کے ساتھ مشتغل ہو جاتا ہے۔ مطالب کے بود و نابود سے کچھ واسطہ نہیں رکھتا اور ذوق کو ہاتھ سے نہیں دیتا۔ تاثیر کا منشا، حضور قلب اور توجہ ہے سوز دل اور ذوق سے جو کلمہ بھی منہ سے

Marfat.com

اثر رکھتا ہے۔ عربی ہو یا غیر عربی کسی نے کیا خوب فرمایا ہے

حدیثِ عشق سے باید چہ در ہندی چہ در تازی

عشق کی بات ہونی چاہیئے خواہ ہندی میں ہو خواہ عربی میں۔ حضور اور ذوق کے بغیر کلام کیسی ہی کیوں نہ ہو کیا اثر کرے گی۔

ملفوظ (۱۸۸)

ایک دن مجلس شریف میں اس ہندی لطیفہ کو زبان مبارک سے ادا فرمایا:۔

ہتھاں دی مہندی رانگلی نیناں نوں موڑ

اس کی تشریح میں فرمایا۔ کہ یہ سر موجودات انسان جو اکمل مظاہر ہے باقی سب کائنات کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔ جیساکہ ہاتھ کی مناسبت حِنا (مہندی) سے اور شرافت رکھتا ہے کہ سب اسی کے کاروبار اور خدمت کے لئے مقرر ہیں۔ اور لفظ رانگلی میں نقش ونگار عالم ناپائدار کی طرف اشارہ ہے۔ جو دلوں کو فریفتہ کرنیوالا ہے اور لفظ (نیناں نوں موڑ) اشارہ ہے کہ تفرقۂ کثرت سے روگردانی کر کے جمعیت وحدت کی طرف متوجہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف آنکھیں پھیر۔ اور رنگوں کے درپے نہ جا۔ بلکہ بے رنگی کو کہ رنگوں کا اصول ہے ملاحظہ کر۔ لیکن یہاں بجز سعادت ازلی کے جگہ نہیں ملتی۔ سب اسی کے قبول پر موقوف ہے اور اس کے فضل و قبول کے مقابلہ میں سب جہان کا اقبال جو کے برابر ہے۔

ملفوظ (۱۸۹)

ایک دن حضرت صاحب قدس سرہٗ کے شغل وظائف کے وقت ایک بوڑھا آدمی دوڑتا ہؤا آیا کہ رزق کا غم مجھ پر غالب آیا ہؤا ہے۔ فرمایا روزی کو روزی خواروں سے پہلے مہیا کیا ہؤا ہے۔ اور اسباب بھی اُسی تحریر کے موافق واقعہ میں ظہور کرتے ہیں۔ تو غم نہ کر۔ تیرے موجود ہونے سے پہلے یہ کام تمامیت کو پہنچا ہؤا تھا۔ خود کارساز

Marfat.com

ہمارے کام میں ہے۔ بعدہ دعا فرما کر رخصت کر دیا۔

ملفوظ (۱۹۰)

حضور قبلہ عالم قدس سرہٗ کو پاس آداب شرعیہ نہایت درجہ ملحوظ رہتی ہے۔ چنانچہ ایک روز ایک شخص نے نماز عصر کے بعد حضورؒ کے سامنے مولود خوانی کی۔ آپ سن رہے تھے۔ کہ پھر اس شخص نے راگ کی طرز پر مولود خوانی شروع کی۔ تو آپ نے اس کو روک دیا۔ اور فرمایا کہ یہ بھی مولود ہے مگر راگ کی طرز پر خلاف شان مسجد شریف ہے۔

ملفوظ (۱۹۱)

ایک دن شہر گولڑہ میں کسی شادی کی تقریب پر مطرب ساز بجانے والے آئے ہوئے تھے۔ حضور کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوئے۔ ان سے دریافت فرمایا۔ کہ تم لوگ کیا کام کرتے ہو۔ عرض کی کہ باجے بجاتے ہیں۔ قدرے تامل کے بعد تبسم کر کے فرمایا۔ کل حزب بما لدیھم فرحون (ہر گروہ اپنے اپنے ہنر پر نازاں ہے۔ ولیکن ؎ گم آں شد کہ دنبال راعی نرفت

صراط مستقیم بجز اتباع داعی کے نہیں پایا جا سکتا۔ اور ان لوگوں کے نصیب ہوتا ہے جو ازل میں فیض دولت سعادت سے مشرف ہوتے ہیں۔ پس صراط مستقیم اہل سعادت کے نصیب میں ہے ؎

در ازل ہر کو بفیض دولت ارزانی بود ٭ تا ابد جام مرادش ہمدم جانی بود

(ازل میں جس کو فیض دولت سعادت ارزانی ہوا ہو۔ ابد تک اس کا جام مراد جان کا ہمدم ہو)

ملفوظ (۱۹۲)

رجب المرجب ۱۳۳۴ھ عصر کے بعد حضور مسجد شریف میں مجلس آرا ہوئے

Marfat.com

ہجوم زائرین سے فرصت نہ تھی دعائے خیر و قدم بوسی سے عوام و خواص مستفیض ہو رہے تھے۔ ایک شخص نے عرض کی کہ درود مستغاث شریف میں نبیِ آخرِ الزمان باضافت ہے یا نبیِ آخر الزمان بضم رائے ہے۔ حضورؒ نے مولوی فقیر احمد صاحب پشاوری اور حافظ قاری مولوی غلام محمد وغیرہ علماء سے دریافت فرمایا۔ کہ کس طرح ہونا چاہیئے کسی کو کیا مجال تھی۔ حافظ قاری مولوی غلام محمد صاحب نے عرض کی کہ حضور نے ہمیں آخرالزمان بضم رائے بتلایا ہے۔ ہم لوگ اسی طرح پڑھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کی وجہ بھی معلوم ہونی چاہیئے۔ وہ یہ ہے کہ مضاف و مضاف کے مصداق جدا جدا ہوتے ہیں۔ جیسے غلام زید۔ اور صفت موصوف کا مصداق ایک ہوتا ہے اس لئے بلحاظ نکتہ پسندی ترکیبِ توصیفی سے پڑھنا راجح ہے اس صورت میں آخرالزمان بکسرۂ خا منقوطہ بمعنی متاخرالزمان ہے اور فتح سے معنے مختل ہو جاتا ہے اس کے بعد حضور نے فرمایا غریب اور نادر بات بیان کرنے والے پر لوگ معترض ہو جاتے ہیں۔ لیکن اہل علم بتحقیق کلمۂ حکمت دستیاب ہونے پر اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ جیسا کہ کبریت احمر میں تمام نسخوں میں فاغشوشب منه الفقر لکھا تھا۔ اور سب اسی طرح پڑھتے تھے۔ سیال شریف میں ہم سے پوچھا گیا۔ تو جو لفظ صحیح بہ ثبوت لغت کے عین مہملہ سے فَاَعْشَوْشَبَ تھا۔ بتلایا گیا۔ سب پر یہ امر شاق گذرا۔ کہ خلاف دستور العمل مشائخ ہے۔ اور مولوی صاحب مرولیاں والے جو ہمارے پیر بھائی تھے ان کو حضرت اعلیٰ شیخ و مرشد کی اتباع میں کمال محبت ہونے کی وجہ سے یہ بات گراں گذری۔ کہ حضور کے وظائف میں غین معجمہ سے ہے اور عرب کی زبان میں ایک لفظ کئی معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ تو ممکن ہے اغشیشاب کا معنے بھی گیاہ در ہونا زمین کا ہو۔ تو ہم نے کہا یہ امکان و عدم امکان مفاہیم منطق میں استعمال ہوتے ہیں۔ یہاں تو لغت کا ثبوت چاہیئے۔ جو سماع پر موقوف ہے نہ امکان پر۔ اور یہاں تو یہ معنی ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ سے خشک اور پتھریلی

Marfat.com

زمین گیاہ ور ہو گئی۔ اور یہ معنی اغشیشاب (یعنی منقوط) کا نہیں ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ مجسم ادب و محبت ہونے کے باوجود محض مقلد نہ تھے بلکہ محقق تھے۔ اس لئے جہاں کوئی ایسی چیز سامنے آئی ادب اور تعظیم سلف کو برقرار رکھتے ہوئے دامن تحقیق کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا اور سلف کے تسامح کی عموماً کوئی مودبانہ رنگ میں تاویل فرما دیا کرتے تھے۔ چنانچہ تشہد میں رفع سبابہ سے بعض سلف کے انکار کی یہ توجیہ بیان فرمائی کہ اس زمانہ میں کتب حدیث عام شائع نہ تھیں اس لئے ان حضرات کو اس معاملہ میں تحقیق نہ ہو سکی۔

ملفوظ ۱۹۳

ایک دن مجلس میں دیوان حافظ شیرازیؒ کی پہلی غزل کے اشعار ذیل کی اس طرح تشریح فرمائی:۔

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا ❊ کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا

فرمایا کہ مراد ساقی سے مرشد کامل ہے اور مناولت جام سے مراد القائے عشق ذاتی ہے کہ وہاں صفات کا لحاظ نہیں رہتا اور عشق کے آساں نمودن اول سے مراد جذب و انس بہ سبب ورود تجلیات جمالیہ ہے اور افتادن مشکلات سے مراد ورود تجلیات جلالیہ ہے گویا سالک کو ورود تجلیات گوناگون از قسم لطف و قہر اور ایک تجلی سے دوسری تجلی کی طرف انتقال آناً فاناً میں اضطراب پیدا کرتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص زید پر اس لئے عاشق ہے کہ زید مرد خوبصورت ہے اور اس کے حسن کو لباسہائے گوناگون و نفیسہ کی پوشش سے کمی بیشی جانتا ہے پس جو لباس کہ زید پہنتا ہے اس کا عشق بھی اس لباس کے تابع ہو کر دوسری صورت اختیار کرتا ہے۔ اگر زید ہر زمانہ میں لباس تبدیل کرے عاشق کے دل میں اضطراب پیدا ہوگا۔ لیکن جو شخص کہ زید کی ذات وجود پر عاشق ہے اس کو محبوب کے انواع ملبوسات پہننے سے عشق میں اضطراب پیدا نہیں ہوتا اور اس کی نظر لباس پر نہیں

Marfat.com

ہوتی۔ پس خواجہ حافظ صاحب عشق ذاتی کی التماس کرتے ہیں۔ کہ وہاں صفات گم ہیں اور قہر و لطف یکساں لذیذ معلوم ہوتے ہیں اور کچھ اضطراب نہیں ہوتا۔ مرشد کو بہ لفظ ساقی اور عشق ذات کو جام مستی بخش سے تعبیر کیا ہے۔

۲۔ بوئے نافۂ کاخر صبا زاں طرہ بکشاید ٭ زتاب جعد مشکینش چہ خوں افتاد در دلہا

قولہ بوئے نافہ الخ کی شرح میں شارحین بوئے کی با کو قسمیہ لکھتے ہیں۔ لیکن ہمارے خیال میں یہ مناسب ہے کہ با کا تعلق قول مذکور افتاد مشکلہا سے ہو۔ یعنی وہ مشکلات بوئے نافہ کی وجہ سے پڑی ہیں۔ اور مصراع ثانی اول پر معطوف بہ حذف حرف عطف ہے تقدیر کلام اس طرح ہے کہ مشکلات بوئے نافۂ زلف محبوب اور اس کی جعد مشکیں سے پڑی ہیں۔ اور مراد زلف و تاب جعد مشکینش سے ورود تجلی جلال و قہر ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ آسان نمودن عشق اولاً سے وہ وقت مراد ہو کہ خارج میں انسان کا ذکر بھی نہ تھا۔ ولیکن اعیان ثابتہ جو علم علیم حقیقی میں موجود تھے اور کوئی کیفیت کیفیات بشریہ سے مثل غم و الم و عداوت و محبت وغیرہ سے اعیان ثابتہ پر بہ سبب عدم تکوین وجود خارجی کے وارد نہ ہوئی تھی اس وقت میں بباعث بے حجابی اسباب کے ربط عشق لذیذ تھا۔ لیکن اب انہی اعیان ثابتہ کو وجود خارجی قبول کرنے پر تواردِ احوال گوناگوں سے عشق میں مشکلات پڑی ہیں۔

۳۔ بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید ٭ کہ سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزلہا

یعنی پیر کامل اگر تجھے کسی امر کی فرمائش کرے جو بظاہر ناخوب معلوم ہو اس کی تسلیم میں توقف نہ کر اور انکار کا راستہ نہ چل۔ کیونکہ وہ حقیقت میں اچھا ہوتا ہے صرف اس قدر ہے کہ جبتک تجھ پر انکشاف واقعہ نہ ہو تجھے اس کا علم نہیں پہنچا۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

چوں گرفتی پیر ہیں تسلیم شو ٭ ہم چو موسےٰ زیر حکم خضر رو

خبردار جب پیر کا دامن پکڑ لیا پھر حضرت موسیٰ کی طرح فرمان خضر کے ماتحت ہو کر ہمہ تن تسلیم ہو جا۔

Marfat.com

۴۔ مرادِ منزلِ جاناں چہ امن وعیش چوں ہر دم ؛ جرس فریاد میدارد کہ بربندید محملہا

مراد منزلِ جاناں سے تجلیٔ لطف ہے اور امن وعیش سے مراد اس سے انس پکڑنا۔ فریاد جرس سے مراد رحیل انتقال تجلی ہے دوسری تجلی کی طرف۔ یعنی طرفۃ العین میں ایک تجلی منتقل ہوکر دوسری تجلی آتی ہے۔ دکھایا اور ہٹایا۔ پس ایسی منزل میں امن وعیش کہاں۔ بلکہ دمبدم دردمندان عشق کا اضطراب بڑھتا ہے۔ تجلیات کے رنگ علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ عالم کثیف (جسمانی) میں سب مظاہر اس کے تجلیات ہیں ہر ایک مظہر کا رنگ دوسرے سے جدا ہے۔ ایسا ہی عوالم لطیفہ (برزخ) میں ہر ایک تجلی دوسرے سے ممتاز ہے۔

۵۔ شبِ تاریک بیمِ موج گردابے چنیں حائل ؛ کجا دانند حالِ ما سبکسارانِ ساحلہا

یعنی ہمارا حال مشاہدۂ تجلیات لطف وقہر اور ورود حالات خوف ورجا و تماشائے محلات وقصور میں اس شخص کی طرح ہے کہ تاریک رات میں گرداب ہائے امواج بحر محیط میں پڑا ہو پس اس واقعہ کا قدر کناروں پہ ٹھہرنے والے کیا جانیں۔ پس ایسا ہی سبکساران ساحل یعنی مجذوبان محض و زاہدان غیر مجذوب ہمارے حال سے واقف نہیں۔ تفصیل اس سخن کی یہ ہے کہ درویش چار قسم کے ہوتے ہیں۔ اول مجذوب محض کہ یک لخت جاذبہ غیب سے کھینچے جاویں اور اس جذب کے مغلوب ہوں اوامر نواہی سے بے خبر ہو گئے جیسا کہ کوئی شخص بادشاہ پہ عاشق ہو اور نظر اس کے جمال پر بند کی ہو اور ایسا مستغرق الحال ہو کہ اس کے دل میں طریقہ آداب سلطانی بجالانے کا نہ آئے۔ اور چونکہ یہ طریقہ انبیاء علیہم السلام سے متوارث نہیں اس لئے مجذوب محض ناقص ہوتا ہے۔ دوم زاہد محض خشک بے جذب و بے اثر عشق اس کا زہد عبادت میں بسر کرنا ایسا ہے کہ کوئی شخص پاسداری آداب شاہانہ میں مشغول رہے اور وسیلہ ہی کو مقصود سمجھ کر جمال بادشاہ سے بے حظ و بے نصیب رہے وہ بھی ناقص ہے۔ قسم سوم مجذوب سالک جس کا جذب سلوک پر مقدم ہو۔ قسم چہارم سالک مجذوب کہ اس کا سلوک جذب پر مقدم ہو۔ یہ دونو طریقے انبیاء علیہم السلام

Marfat.com

سے متوارث ہیں۔ اور نصیب مشائخ عظام وارثان انبیا علیہم السلام ہیں۔ ان ہر دو طریقہ کا حصول قطع نظر دوسرے اسباب سے بلحاظ سلسلہ اگر دیکھا جائے پس خاندان نقشبندیہ میں جذب سلوک پر مقدم ہے ان کو بہ توجہ قلب مرشد جذب اول حاصل ہوتا ہے پس مرشد کی کشش سے منازل سلوک کو قطع کرتے ہیں۔ لیکن اس جذب کو زوال کا خطرہ ہے۔ کیونکہ اس جذب کا حصول بہ عکس توجہ قلب مرشد ہے توجہ کے علیحدہ ہونے پر وہ معنی بھی مفقود ہو جاتا ہے۔ اور خاندان چشتیہ قادریہ میں سلوک کے بعد جذب آتا ہے اور اس کا حصول اپنی مشقت اور کسب سے ہوتا ہے۔ پس وہ جذب گویا بطور ملکہ و مزاج رسوخ پکڑ لیتا ہے اور زوال کا خطرہ نہیں رہتا۔

۱۔ ہمہ کارم زخود کامی بہ بدنامی کشید آخر ❊ نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

یعنی میرے سب کام خود کامی اور مراد طلبی سے بدنامی اور نامرادی کو پہنچے ہیں۔ میری طاعات اور کوئی چیز اپنی مراد اور مقصود کے لئے نہیں ہے۔ طائفۂ عشاق کے مذہب میں طلب مراد کچھ چیز نہیں۔ شیخ کلیم اللہ جہان آبادی نزع کے وقت یہ شعر ورد زبان فرماتے تھے ؎

غبار خاطر عشاق مدعا طلبی است ❊ بخلوتے کہ منم یاد دوست بے ادبی است

(ترجمہ) (مدعا طلب کرنے سے عشاق کے دل پر غبار آتا ہے میں جس خلوت میں ہوں وہاں دوست کی یاد بھی بے ادبی ہے۔) یعنی ذکر میں تین نسبتیں ہیں۔ اول ذکر دوم ذاکر سوم مذکور میں اس تثلیث سے باہر نکل چکا ہوں۔ ذکر و ذاکر و مذکور کو بجز واحد کے اور نہیں جانتا۔ قولہ نہاں کے ماند الخ یعنی میرے سینہ کے اندر خوف و رجا کی دار و گیر اور ورود تجلیات گوناگون سے ایک محفل مچی ہوئی ہے۔ اور انجمن بنی ہوئی ہے اور ظاہر ہے کہ محفلانہ باتوں کا راز مستور نہیں رہتا۔ اسی کے مناسب خواجہ صاحب نے ایک اور جگہ فرمایا ہے ؎

ندانم اندرون من خستہ ایں چہ شورے ہست ❊ کہ من خموشم و او در فغاں و در غوغا است

ترجمہ۔ مجھے معلوم نہیں کہ میرے اندر میں یہ کیا شور مچا ہوا ہے۔ کہ میں تو خاموش ہوں اور اندر میں شور و غوغا ہے۔

Marfat.com

۷۔ حضوری گر ہمے خواہی ازو غائب مشو حافظ ؛ متی ماتلق من تہوی دع الدنیا واہملہا
یعنی اے حافظ اگر حضور دوام چاہتا ہے تو خود اس سے غائب نہ رہ اور اپنی کسب و مشقت سے دل کو دوست کے ذکر میں مشغول رکھ۔ ذکر چند نوع پر ہے۔ اولؔ دل غافل و زبان شاغل یہ ذکر لقلقہ ہے اور اہل دل کے نزدیک کچھ نہیں ہے کیونکہ زبان محض معبر ہے اور مدار کار محل ورود معانی پر ہے اور وہ قلب ہے۔ دومؔ یہ کہ غفلت و شغل مساوی ہوں۔ یعنی دل کبھی ذاکر ہو کبھی نہ ہو۔ اس کو ذکر قلبی کہتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے قلب کو قلب کہتے ہیں کہ ایک حال پر نہیں رہتا۔ بلکہ انقلاب حالات کی وجہ سے اس پتہ کے مشابہ ہے جو ہوا سے الٹ پلٹ رہا ہو۔ سومؔ یہ کہ قلب کی توجہ بسوئے مذکور غفلت سے زیادہ ہو۔ اس کو ذکر روح بھی کہتے ہیں یہی ذکر بتدریج ذکر سر و خفی و اخفی کو پہنچتا ہے۔ کتب سلوک میں ذکر کے اقسام اور وقائع لوائح لوامع طوالع کی تشریح یہ ہے کہ ذکر لسانؔ۔ ذکر نفسؔ اور وہ خیالی ذکر ہے۔ ذکر قلبؔ اور وہ حضور بحق مع حضور بالخلق بالسویہ۔ ذکر روحؔ اور وہ حضور بحق مع الغلبۃ علی الحضور بالخلق۔ یعنی ذکر قلب میں حضور بحق اور حضور باخلق برابر ہوتا ہے۔ اور ذکر روح میں حضور بحق غالب اور حضور بہ خلق مغلوب۔ ذکر سرؔ وہ حضور بحق ہے مع نسیان حضور خلق کے یعنی مخلوق کو بھلا دینا۔ ذکر خفیؔ وہ حضور بحق ہے۔ جس کے ساتھ حضور بحق کا علم بھی ہوتا ہے۔ ذکر اخفیؔ وہ حضور بحق ہے۔ جس میں حضور کا بھی علم نہیں ہوتا۔ وقائعؔ جمع واقعہ کی اور وہ احوال غیب ہیں کہ سالک ان کو ذکر کے وقت نیند اور بیداری کے درمیان مشاہدہ کرتا ہے۔ اگر حالت نیند میں ہوں رویاؔ کہتے ہیں اور حالت بیداری میں مکاشفہ۔ لوائحؔ جمع ہے لائحہ کی اور وہ مقدمہ ہے ظہور انوار کا۔ چنانچہ طلوع آفتاب سے پہلے محل طلوع روشن ہو جاتا ہے۔ لوامعؔ جمع لامعہ کی ہے اور وہ شعاعؔ انوار کے ظہور کو کہتے ہیں۔ طوالعؔ ظہور انوار کو کہتے ہیں۔ کہ فکر اور ذکر کے وقت سالک پر ظاہر ہوں۔ لوائحؔ آکر جلدی چلے جاتے ہیں لوامعؔ کچھ قدر ٹھہرتے ہیں۔ طوالعؔ کچھ زمانہ ٹھہرتے ہیں۔

اور قلب سے مراد معنوی دل ہے جو حقیقت جامعہ اور نفس ناطقہ ہے نہ دل صنوبری کہ اس مضغہ کی حرکت بجز حضور دل معنوی کے ہیچ ہے۔ اور اکتفا اس پر فضول۔ یہاں

Marfat.com

مصراع پر بظاہر ایک شبہ وارد ہوتا ہے جو کہ شارحین نے بھی ذکر نہیں کیا۔ وہ یہ ہے۔ کہ حضوری اور اس سے غائب ہونا ایک ہی چیز ہے یعنی اگر تو حضوری چاہتا ہے تو حضوری کر اور قدرے تغائر کہ شرط و جزا کے معنے میں ضروری ہے نہیں رہتا۔ اس شبہ کا دفع اس معنے سے ہوتا ہے کہ حضوری سے مراد ملکہ دوام حضور ہے اور ملکہ ایک قوت راسخہ ہوتی ہے جو کسب و مشقت سے پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ کوئی شخص اولاً مسائل جزئیہ نحو کو نوک زبان یاد کرے اور ورد کرے رفتہ رفتہ اسی شغل کا اس کو ملکہ ہو جاتا ہے کہ زائل نہیں ہوتا۔ پھر ان قواعد کا اجراء ہر زمانہ میں کر سکتا ہے۔ ایسا ہی جو حضور بعد ریاضات کے پیدا ہوتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو حضور دوام بسبب حصول صحبت نبوتؐ اور ان کے دلوں کا منور ہونا عکس نور پاک آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل تھا۔ اس زمان سعادت نشان کے بعد اس مقصد کے حصول کے لئے مختلف طریقے مشائخ طریقت نے استخراج کئے۔ اور ولی اگرچہ وارث نبی ہوتا ہے اور اسی شمع سے مقتبس۔ لیکن پھر بھی نبی کا تنزل ہے۔ ظلیت اور عینیت میں تفاوت ہے۔ مصراع ثانی متی ما تلق من تہوی الخ کا معنی ترید لقاءہ (اگر تو اس کی لقا کا ارادہ کرتا ہے) گویا ترک دنیا و مافیہا لقائے محبوب کے لئے شرط ہے۔ جس کا پہلے ہونا ضروری ہے۔ جیسے نماز سے قبل وضو شرط ہے

ملفوظ (۱۹۴)

۵ رجب المرجب حضرت خواجہ غریب النواز کے عرس پر مثنوی شریف کے سبق کا خلاصہ جو کہ حضور اقدس نے فرمایا یہ تھا۔ کہ مولینا صاحب فرماتے ہیں کہ عاشق طالب ذات حق سبحانہٗ و تعالیٰ اس وجہ سے کہ جاذبہ عنایات سے کھینچا جاتا ہے مطلوب و معشوق ہے۔ پس مولانا صاحب بطور تسکین عاشقین فرماتے ہیں کہ اے عاشق تو بہت شور و اضطراب میں سرگردان مت ہو کہ تو اس وجہ سے کہ وہ تجھے اپنا بنانا چاہتا ہے اُس کا معشوق بھی ہے۔ پھر اس کے بعد حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ نے ابیات لاحقہ کا خلاصہ بیان فرمایا۔ کہ مولانا اپنے آپ کو

Marfat.com

مخاطب فرما رہے ہیں۔ کہ عشق کا جوش جو کہ سیل بہار کی طرح امواج زن ہو رہا ہے اس کو روک تاکہ ویران نہ کر دے۔ یعنی کوئی کلمہ گستاخی کا ظاہر نہ ہو جائے یا اسرار فاش نہ ہونے پائیں۔ مگر چونکہ حضرت مولینا عاشق جانباز ہیں۔ اس لئے پھر فرماتے ہیں کہ مجھے اس سے کیا خطرہ کہ میں ویران ہو جاؤں اس لئے کہ اس دریا کا غریق آناً فاناً زیادہ غریق ہونا چاہتا ہے۔ یعنی اہل مشاہدہ و استغراق اپنی ہستی کے مٹ جانے سے ڈرتے نہیں ہیں۔ بلکہ زیادتی کے خواہشمند ہوتے ہیں ؎

خلاص حافظ ازاں زلف تابدار مباد ٭ کہ بستگان کمند تو رستگار انند

اس واسطے کہ وہ دوست کے تیر کو سپر کے مانند سمجھتے ہیں۔ رنج و راحت ان کے یہاں یکساں ہے۔ جیسا کہ مولانا فرماتے ہیں کہ غریق دریا کے لئے تلاطم امواج میں زیر و بالا ہونا ضروری ہے۔

حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے فرمایا کہ تیر سے مراد تجلی قہر ہے اور سپر سے مراد الطاف حق ہے کہ موجب امان ہے اور یہی مراد ہے زیر و بالا سے۔ اس تمام تشریح کے بعد حضور نے فرمایا۔ کہ جو آدمی ہمیشہ حصول منافع دنیاوی میں لگا رہے اس کی مثال اس شکاری کی سی ہے جو کہ ہمیشہ شکار میں لگا رہتا ہے کہ یہ کبھی ہو جائے اور وہ کبھی ہو جائے۔ اور اسی تلاش میں سرگرداں رہتا ہے۔ خوشا وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہر آفل اور فانی سے منہ موڑ کر اسی ایک باقی ذات احد کو قبلۂ توجہ بنایا۔

مترجم کہتا ہے کہ آنجناب کے اس ارشاد کی مناسبت سے حضرت مولینا جامی کے حسب ذیل اشعار پہ اختتام کرتا ہوں ؎

دلا تا کے دریں کاخ مجازی ٭ کنی مانند طفلاں خاکبازی
خلیل آسا در ملک یقیں زن ٭ نوائے لا احب الآفلیں زن

اے دل کب تک اس فانی دنیا کے مجازی محل میں بچوں کی طرح خاک چھانتا رہیگا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی طرح ملک یقین کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہوئے لا احب الآفلین (میں غروب ہونے والوں سے محبت نہیں رکھتا) کا نعرہ لگا۔ وصلی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علی اخیر خلقہ سیدنا محمد و آلہ الطاہرین و اتباعہ الکاملین والحمد للہ رب العلمین

ختم شد ترجمہ ملفوظات شریفہ

نیازمند درگاہ مہریہؓ
فیض احمد عفی عنہ متوطن بستی بختاور علاقہ بھکر ضلع میانوالی
حال
مدرس جامعہ غوثیہ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف
۲ محرم الحرام ۱۳۸۵ھ یوم دوشنبہ

تصنیفات

عالیجناب علامہ دوراں قطب زماں حضرت قبلہ عالم سیدنا خواجہ پیر مہر علیشاہ صاحب رضی گولڑوی قدس سرہ

تحقیق الحق فی کلمۃ الحق ۔ سیف چشتیائی ۔ فتاوے مہریہ

قیمت فی جلد تین ۳ روپے — قیمت صرف چار ۴ روپے — قیمت تین ۳ روپے

شمس الہدایہ ۔ مکتوبات طیبات ۔ ملفوظات مہریہ

قیمت ایک روپیہ ۵۰ پیسے — قیمت تین ۳ روپے — قیمت تین ۳ روپے

مجموعہ وظائف ۔ پنج گنج عرفان ۔ الفتوحات الصمدیہ

قیمت دو ۲ روپے — قیمت ۵۰ پیسے — قیمت ۵۰ پیسے

ملنے کا پتہ

سید عبدالقادر بغدادی آستانہ عالیہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی

Marfat.com

فائدہ

ذیل میں حضرت قبلہ عالم گولڑوی قدس سرہٗ کی وہ معرکتہ الآراء تقریر ہدیۂ ناظرین کی جاتی ہے۔ جو محرم ۱۳۳۱ھ کو آنجناب نے مولانا تاج الدین صاحب دبیر انجمن نعمانیہ لاہور۔ مفتی غلام مرتضیٰ صاحب میانوی مدرس نعمانیہ ۔مولوی محرم علی صاحب چشتی وکیل لاہوری اور دیگر عقیدتمندوں کے درخواست کرنے پر انجمن نعمانیہ لاہور کے سالانہ اجلاس میں فرمائی تھی جس میں ہند و پنجاب کے مشاہیر علمائے کرام کے علاوہ جدید تعلیم یافتہ صاحبان وکلا کالجوں کے طلباء اور عوام کثیر تعداد میں شریک تھے۔ اور آنجناب کی یہ بین کرامت ہے کہ باوجودیکہ آپ کوئی پیشہ ور مقرر یا خطیب نہیں تھے۔ لیکن ایسے مختلف خیال مجمع میں اس قدر جامع اور بلیغ تقریر فرمائی کہ سب سامعین عش عش کر اُٹھے۔ اتفاقاً ان دنوں انگریزی خوان طبقہ میں اسلام کے سب سے بڑے شعائر نماز میں ایک قسم کا تساہل بایں خیال رونما ہو رہا تھا کہ ہم سے کامل طور پر تو نماز ادا ہو نہیں سکتی ناقص نماز پڑھنے سے کیا فائدہ۔ لیکن جب آپ نے اپنی تقریر میں ایاک نعبد میں صیغہ جمع کی حکمت بیان فرمائی تو سب کے سب باقاعدہ نماز کے پابند ہو گئے۔ حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ جو فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خان صاحبؒ کے رفیق خاص اور سنی علماء میں ممتاز شخصیت تھے۔ آپ کی تقریر سُن کر فرمانے لگے۔ کہ سبحان اللہ! حضرت نے اس مختصر وقت میں ابتدائی خطبہ میں تصوف و حقیقت کے وہ باریک اسرار و رموز بیان فرمائے ہیں جو خواص اور علماء کے فہم سے بھی بالاتر ہیں۔ اور آخر میں فقہ و شریعت کے وہ عام فہم مسائل بیان کئے ہیں جو عوام کے بھی ذہن نشین ہو گئے ہیں۔ بلا ریب یہ علوم وہبیہ کی شان ہے۔ جو کاملین اولیائے کرام کو بارگاہ ایزدی سے عطا ہوتے ہیں ؎

(مترجم عفی عنہ)

Marfat.com

کلام الملوک ملوک الکلام

یعنی

خلاصہ تقریر علامۂ زمان آیۃ من آیات الرحمان شمس ہدایت مہر ولایت سیدنا و مقتدٰنا

حضرت خواجہ سید پیر مہر علیشاہ رضی اللہ عنہ صاحب

مسند آرائے گولڑہ شریف

(لازال ینیر قلوبنا بعلومہ ویقرع عیوننا بمنطوقہ ومفہومہ ولا زالت اشعۃ علمہ یستنیر منہا کل فاضل نبیل)

حضور ممدوح الشان نے محرم ۱۳۳۱ھ میں بوقتِ معاودت از زیارت حضرت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ (جو) انجمن نعمانیہ لاہور کے پچیسویں (۲۵) سالانہ جلسہ میں منتظمین کی التجا پر مشاہیر علمائے کرام کے سامنے فرمائی اور بندۂ حلقہ بگوش بارگاہ نے برائے افادہ و استفاضۂ اہل علم و عرفان طبع کرا کر حضور کے ملفوظات کیساتھ شامل کر دی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سبحان من ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شئ علیم والصلوۃ والسلام علی من انزل الیہ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ وعلی اھل بیتہ وعترتہ المطھرین بتطھیرہ واصحابہ احبابہ اَلَّذِیْنَ مَعَہٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ الفائزۃ منہ بفضلٍ جسیم وعلم عمیم۔ فاولیتہ فی اخریتہ واخریتہ فی اولیتہ کما ان ظھورہ فی بطونہ وبطونہ فی ظھورہ بشیئیتنا الثبوتیۃ فی قولہ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ والوجودیۃ بقولہ فَیَکُوْنُ ذواتنا مع مکامن استعدا داتھا فی الحضرۃ العلمیۃ خزائنہ وبفیضہ الاقدس کما ان وجوداتنا مع لواحقھا فی عرصۃ العین المکتسبۃ کساء وَمَا نُنَزِّلُہٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ بفیضہ المقدس مناعلینا لا منہ کما ان منہ لا منا ما لنا اول ظھوراتہ حین اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی ثانی شیونانہ المبشر بہ مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ کما ان اٰخر شیونانہ اذ ما یشفع عندہ الا باذنہ اول اذنانہ فھو صلی اللہ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ نورہ کما ان آخر بخاتم النبیین ظھورہ ومن ھھنا امتنع مثلہ ونظیرہ فان الاول لیس بثان کما ان الثانی لیس باول فامتناع شریک الباری عز اسمہ من ذاتہ کما ان عدم امکان نظیرہ صلی اللہ علیہ وسلم من حیث بعض صفاتہ وظاھرات المقدورات غیر محیطۃ بالمعلومات فاتضح الامر باوضح الدلالات بغیر مدخل مسئلۃ امکان الکذب وامتناعہ

Marfat.com

اللّٰھم ارنا الحقائق الاشیاء کما ھی۔

حمد بے حد اُس ربِّ کریم ورحمان ورحیم کے لئے کہ جس نے بعد الوجود ہم کو اشرف مطالب اور افضل مرغوبات (یعنی علم) کی وہبانیت واظہار فضیلت سے بقولہ تعالیٰ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ و قولہ تعالیٰ وَمَا یَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ و قولہ تعالیٰ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا و قولہ تعالیٰ فی ایحائہ لابراہیم علیہ السلام انی علیم احب کل علیم ممتاز فرمایا۔ اور درود بے عد اُس رؤف رحیم پر کہ جس نے اپنی رحمت ورأفت اور مکملہ عنایت وشفقت سے بقولہ علیہ السلام فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم نوازا۔ اس میں شک نہیں کہ شرفِ صفت بحسب شرف موصوف ہوا کرتا ہے اور علم مقابلہ جہل چونکہ صفات الہیہ واجبیہ سے ہے لہٰذا فضیلت علمی پر کوئی برھان قائم کرنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی حسن وقبح اشیاء شرعی ہو بہرکیف بیان مذکور بنا بر مسلک ہر دو فریق اہل نقل وعقل علمی فضیلت کے لئے کافی ثبوت ہے۔ چونکہ جمیع علوم کا احاطہ خارج از قدرتِ عبد وناممکن ہے لہٰذا اہم العلوم ومہتم بالشان علم یعنی علم دین کی طرف توجہ اولاً ضروریات میں سے سمجھی جاتی ہے۔ چونکہ اُس اشرف الانواع مہجور الوطن حضرت انسان کا اپنی اصل تک رسائی کا یہی ذریعہ ہو سکتا ہے نہ علوم عقلیہ محضہ۔ مثلاً مبداءِ فیاض حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اس غریب مسافر سب سے پسماندہ ومہجور تر کو وطن اصلی میں پہنچنے کے لئے ہدایت فرمائی کہ خبردار کہاں تُو اور کہاں میں۔ کہاں ہستی اور کجا نیستی؟ تم کو کیا مجال ہے کہ بذاتِ خود کچھ دکھا سکے یا حق مولا ادا کر سکے وہ خود ناچیز ہے بغیر امداد وتوفیق ہمارے کر سکتا ہے۔ اگر کچھ توفیق خداداد کے بعد تم سے ہو سکے تو صرف اپنی کارروائی کو اکیلا شخص عابد حضرت سلطان یعنی ہماری عالیجناب میں منت پیش کرنا کیونکہ ناقص اور ردّی متاع بذات خود در صورت علیحدگی اس قابل نہیں ہوتا کہ حضرت سلطان میں پیش کیا جائے۔ البتہ عیب پوشی کا ہم ہی تجھے آسان راستہ بتاتے ہیں۔ اس معیوب اور ردّی رخت اپنے کو در ضمن جیّد وعمدہ متاعوں اور رختوں ہمارے پیش کرو یعنی اپنی ردّی اور ناقصہ عبادت وبندگی کو انبیاء واولیاء وملائکہ کی عبادات میں شامل کرکے بصیغۂ جمع اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ عرض کرو۔

ہماری شریعت منزّلہ کا مسئلہ ہے کہ جب اجناس مختلفہ کو ایک عقد میں بیع کیا جائے بعض اشیاء کا عیب ظاہر ہو تو اس صورت میں مشتری یا ساری چیزوں کو واپس کرے یا سب

Marfat.com

لے نہ یہ کہ ردّی کو واپس کرے اور اچھی کو رکھ لے۔ جب بندے کے حق میں ہماری شریعت صرف ردّی معبوب کے واپس کرنیکا فیصلہ نہیں دیتی تو سلطان الکل و مولیٰ الکل کی شان خداوندی سے بعید نہیں کہ ردّی عبادت کو واپس کیا جائے بلکہ یہی زیبا ہوگا کہ سب کو منظور کیا جائے۔

حضرات سامعین! یہ ایک تمثیل بطور مشت نمونہ خروار و یکے از ہزار صرف اس غرض کیلئے پیش خدمت کر دی گئی ہے۔ کہ یہ ثابت ہو جائے کہ بغیر علم دین و تعلیم شارع ایسے راستہ کا معلوم کر لینا کہ جس سے اپنے خالق کی رضا حاصل ہو جائے یا وطن اصلی تک پہنچا جائے ناممکن ہے بغیر علم کے انسان گویا مردہ ہوتا ہے و نعم ما قیل ؎

وفی الجهل قبل الموت موت لاهله ؞ فاجسامهم قبل القبور قبور

وان امرء لم یحیی بالعلم میت ؞ فلیس له حتی النشور نشور

(یعنی جاہل مرنے سے پہلے مردہ ہے جاہل کے اجسام گویا قبریں ہیں ظاہری قبور سے پہلے۔ اگر شخص علمی حیات سے بے بہرہ ہے وہ مردہ ہے نہ زندہ۔ قیامت تک وہ مردہ ہی ہے)

دینی علم کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم قال اللہ تعالیٰ فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ عبد اللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں دو مجلس مجلس اہل ذکر و مجلس تعلیم و تعلم کو ملاحظہ فرمانے پر ہر دو مجلس کے اہل پر خوشنودی ظاہر فرمائی اور سلسلہ تعلیم والے گروہ کو ذاکرین پہ ترجیح دی اور فرمایا کہ مجھ بحیثیت معلم اور منصب تعلیمی مبعوث ہوا ہوں۔ اور گروہ اہل علم کو شرف شمولیت بخشا اور ان کے پاس جلوس فرمایا۔ یونس بن میسرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الخیر عادۃ والشر لجاجۃ ومن یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین و ایضاً خیار امتی علماءھا و خیار علماءھا فقہاءھا۔ بہترین امت علماء ہیں اور علماء سے برگزیدہ اہل فقاہت و فہم ہیں۔ آیت مذکورہ و حدیث ہذا سے ثابت ہوا کہ اہل قرآن و اہل حدیث میں سے برگزیدہ گروہ اہل فقاہت و فقہاء کرام کا ہے یعنی جن کو قرآن و حدیث میں سمجھ و فقاہت ہو بخلاف خیال اہل زمانہ موجودہ کہ فقہا کو مقابل اہل قرآن و حدیث ٹھیراتے ہیں بروایت حضرت انسؓ مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ التفقہ فی الدین حق علی کل مسلم الا تعلموا و علموا و تفقھوا و لا تموتوا جھالا۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ما عبد اللہ بشیءٍ افضل من فقہ فی الدین ولفقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد ولکل شیءٍ عماد و عماد الدین الفقہ و ایضاً العلماء ورثۃ الانبیاء

Marfat.com

وایضاً للانبیاء علی العلماء فضل درجتین و للعلماء علی الشہداء فضل درجۃ۔ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔
العلم خیر من المال العلم یحرسک وانت تحرس المال العلم حاکم علیک والمال محکوم علیہ۔ مات خزان الاموال وبقی
خزان العلم اعیانہم مفقودۃ واشخاصہم فی القلوب موجودۃ۔ طالب علم دینی کا شان قولہ علیہ السلام ان
الملائکۃ لتضع اجنحتہا لطالب العلم رضا بما یطلب۔ طلباء کو فن کتابت سے کافی حصہ حاصل کرنا ضروری ہے۔ قولہ علیہ السلام
قیدوا العلم بالکتاب وایضاً استعمل یدک۔ کاتب کو اشکال حروف کی درستی اور ضبط بالنقطہ محل اشتباہ میں ضروری ہے بروایا
مختلفہ ثابت ہے کہ عربی زبان میں پہلا کاتب آدم علیہ السلام اور بعد طوفان اسمٰعیل علیہ السلام ہوئے عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ
کاتب متقدمین سے وہ لوگ تھے جن کے اسماء حسب ذیل ہیں:۔ ابجد۔ ہوز۔ حطی۔ کلمن۔ سعفص۔ قرشت۔ یہ لوگ م
کے بادشاہ تھے۔ اشکال حروف کو معمولی نظر سے دیکھنا نہ چاہیئے یہی اشکال الفاظ پر اور الفاظ معانی پر اور معانی
مجمل بسیط باطن پر دال ہے اور وہی امر بسیط باطنی معانی بعدازاں الفاظ بعدازاں اشکال ونقوش سے ظا
ہو رہا ہے۔ گویا عالم نقوش والفاظ ومعانی متکثرہ میں اسی کا ظہور ہے جس کا جلوہ گاہ باقی عوالم ہیں بنظر اع
وتدبر جس عالم کو دیکھا جائے ھُوَ الْاَوَّلُ ھُوَ الْاٰخِرُ ھُوَ الظَّاھِرُ ھُوَ الْبَاطِنُ کا درس ہو رہا ہے۔ عارفے فرمودہ

نخستیں بادہ کاندر جام کردند ٭ مزاجش عکس آں گلفام کردند
اسیراز جا فقیر نب بہر آنکہ غیرش نیست موجود ٭ بخود آغاز وہم انجام کردند

حضرات طلبا! آپ صاحبان میں سے کسی صاحب کو اگر جذبۂ ازلی نے یہاں تک رسائی نصیب فرمائی
طبعاً خود بخود ہی نیازمند کے پہلے سوال منجملہ سوالات رسالہ فتوحات الصمدیہ متعلق لمیت ترتیب حروف تہجی
ب۔ ت۔ ث الخ کا جواب منکشف ہو جائے گا۔ جملہ اہل اسلام پر بدلیل قولہ تعالیٰ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِیْنَ
اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ طلبا علم دینی بما یتعلق بہ کی خدمت حسب توفیق واجب ہے۔

آخری معروض بحضرت طلباء

آپ صاحبان نے حدیث شریف انما الاعمال بالنیات کو بخوبی سمجھا ہوا ہے اس کی تعمیل نہا
ضروری سمجھیں مبادا کہ خدانخواستہ فساد نیت (جدل مراء منہی فی الاحادیث کی وجہ سے اس
قصویٰ مرتبہ علیا سے گر جائیں اور بجائے حصول مرضاۃ خدا ورسول مورد سخط وغضب ہو جائیں۔ وا
الراقم بجمیع ترین خلق اللہ خادم علماء وفقراء عبدہ المذنب امیدوار دعا اصحاب و لاوصفا المدعو بمہر علیشاہ گ
جال وارد بہیرہ۔ بر مکان محبی ومخلصی فی اللہ برخوردار غلام محمد کوٹھیدار۔ ۱۹ محرم ۱۳۳۱ھ ہجری

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ط

میرے ان بندوں کو خوشخبری سُنا دو جو بات سُن کر بہتر کی پیروی کرتے ہیں

مقالاتِ مرضیہ

(المعروف بہ)

ملفوظاتِ مہریہ

یعنی حضرت عالمِ ربانی عارفِ لاثانی سیدنا و مولانا

قبلہ عالم خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ حسنی گیلانی کے ملفوظاتِ مبارکہ

باایماء

حضرت سیدنا پیر غلام محی الدّین شاہ صاحب مدظلہ العالی

باھتمام

جناب صاحبزادہ غلام معین الدّین شاہ صاحب سلمہٗ

Marfat.com